سلسلہ ندوۃ المصنفین
(۵۲)
سلسلہ مشائخ ہند

تاریخ مشائخ چشت

از
خلیق احمد صاحب نظامی
استاد شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
رفیق ندوۃ المصنفین

DATA ENTERED
WITH THE COMPLIMENTS OF THE MINISTRY OF EDUCATION
सत्यमेव

ندوۃ المصنفین اردو بازار دہلی

(۱) بری صحبت سے بچو۔ اس کے اثرات بہت خطرناک ہوتے ہیں اور جلدی اثر کرتے ہیں۔ جگہ جگہ ارشاد ہوتا ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند[۵۱]

صحبت کے اثرات بتانے کے سلسلہ میں وہ نہایت نصیحت آموز حکایتیں اور قصے بیان کرتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں نقل کرتے ہیں۔ بار بار یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

نار خنداں باغ را خنداں کند
صحبت مرداں ترا مرداں کند
یک زمانہ صحبتِ با اولیا!
بہتر از صد سال طاعت بے ریا[۵۲]

بری صحبت کے اثرات بیان کرتے ہوئے، عوارف المعارف کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ ایک سانپ ایسا ہوتا ہے کہ جس پر اس کی نظر پڑ جاتی ہے وہ سوختہ ہو جاتا ہے جب حیوان کے یہ اثرات ہیں تو انسان کے اثرات کا کیا کہنا[۵۳]

(۲) غرور و تکبر سے بچو[۵۴] کسی کو حقارت سے نہ دیکھو[۵۵] عجز سے رہو۔ اپنے آپ کو سب سے بدتر اور کم تر سمجھو[۵۶] فرماتے ہیں ——

"ہر کہ خود را از ہمہ کس کم داند او
مقبول و محبوب حق تعالیٰ باشد"[۵۷]

---

[۵۱] نافع السالکین ص ، [۵۲] نافع السالکین ص ، [۵۳] نافع السالکین۔ ص ۵۲ [۵۴] نافع السالکین ص ۲۵ [۵۵] نافع السالکین۔ ص ۲۵ [۵۶] نافع السالکین۔ ص ۱۶۶، ۶۵
[۵۷] نافع السالکین ص ۱۱۰

Marfat.com

شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کی سی انکساری پیدا کرنی چاہیئے ایک مرتبہ بارش کی کمی ہوئی۔ نماز استسقاء کے باوجود جب بارانِ رحمت نازل نہیں ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ برے لوگوں کی شامتِ اعمال سے یہ ہوا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی نے جب یہ سنا تو فوراً شہر سے نکل کھڑے ہوئے کہ سب سے برا تو میں ہی ہوں[۱]"

شاہ صاحبؒ چاہتے تھے کہ ان کے مریدوں میں عجز و انکسار کا مادہ پیدا ہو اور وہ شفقت و مہربانی کے ساتھ خلقت سے پیش آئیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"سالک را باید کہ ہمہ خلق را چہ شریف و چہ خسیس بہ شفقت و رحمت ناظر باشد تا حق تعالیٰ بروے رحمت کند"[۲]

غرور و نخوت سے صرف دینی کام میں رکاوٹ پڑتی ہے بلکہ خود انسان کے اندر روحانی ترقی کی صلاحیتیں مردہ ہو جاتی ہیں۔

(۳) حسد و کبر سے بچو۔ فرماتے ہیں ــــ

"گل توحید نہ روید بہ زمینے کہ درو خارِ شرک و حسد و کبر و ریا است"[۳]

توحید کا پھول اس زمین میں نہیں اگتا جہاں شرک، حسد اور ریا کے کانٹے موجود ہوں

(۴) عیب جوئی سے بچو[۴] فرماتے تھے کہ اپنے عیوب کی تلاش مقدم ہے ــــ

"سالک را باید کہ بہ سبب عیب بینیِ خویش از عیبِ خلق چشم بہ بندد کہ عین سعادت و رضامندی حق سبحانہ دریں مندرج است، چنانچہ در حدیث وارد است طوبیٰ

---

[۱] نافع السالکین۔ ص ۱۱۰ [۲] نافع السالکین۔ ص ۲۲

[۳] " " ص ۲۹ [۴] " " ص ۲۹

Marfat.com

لن شغل عینہ من عیوب الناس" [1]

(۵) غیبت سے بچو۔ قرآن پاک کا حکم ہے۔

وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ۔

یاد رکھو ——

"غیبت از سرقت بد است زیرا کہ در سرقت سارق چیزے دزدے می خورد و در غیبت ہیچ سود نیست بلکہ اعمال غیبت کنندہ خاکستر شود" [2]

پھر یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

آں کس کہ بسوئے غیبت افراختہ است
او از تنِ مردگاں غذا ساختہ است
وآنکس کہ بعیبِ خلق پرداختہ است
زانست کہ عیب خویش نشناختہ است [3]

وہ اپنی نصیحت کو پُرزور اور زود اثر بنانے کے لئے آیاتِ قرآنی، احادیث اور اشعار برمحل استعمال کرتے تھے۔ جب اخلاقی درس دیتے ہیں تو ان کے لہجے میں اصولی سختی اور تبلیغی نرمی کا نہایت ہی حیرت انگیز امتزاج ہوتا ہے۔ نصیحت کرنے کا جو موقع ملتا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس قسم کے لوگ آتے جس قسم کا مسئلہ زیر بحث ہوتا، وہ اخلاقی درس کو نہ بھولتے۔ وہ چاہتے تھے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اخلاقی اصول کارفرما ہوں کسی قسم کی گفتگو ہوتی وہ اس کا اخلاقی پہلو ضرور نمایاں کر دیتے تھے۔ ایک دن تجارت کے

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۴۳ [2] نافع السالکین ص ۸۴-۸۳ [3] نافع السالکین ص ۸۴، ۸۳

Marfat.com

متعلق گفتگو ہو رہی تھی تو ارشاد فرمایا۔

"اگر کسے سوداگری دانہ گندم کند بریں نیت کہ غلہ را بہ قیمت گراں خواہم فروخت ایں امر در شریعت ممنوع است بلکہ ہر کہ ایں نیت کند عاقبت الامر خوار شدہ بمیرد" [1]

اگر کوئی اس نیت سے گیہوں کی تجارت کرے کہ اسکو گراں بیچوں گا تو یہ امر شریعت میں ممنوع ہے بلکہ جو کوئی ایسی نیت کرتا ہے اس کی عاقبت خراب ہوتی ہے۔

جانوروں کے پالنے کے متعلق گفتگو ہوتی ہے تو فوراً ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص جانوروں کو پالتا ہے لیکن ان کی خبر گیری نہیں رکھتا اس سے قیامت کے دن پرسش کی جائے گی۔ [2]

یہ معمولی معمولی باتیں ہیں لیکن اپنے اخلاقی درس کو وہ یہاں بھی نہیں بھولتے۔ مریدوں کے لئے ان کی اخلاقی تعلیم کے مرکزی نکتے یہ تھے :۔

(۱) عمل صالح۔

"سالک را باید کہ در اعمالِ صالحہ مداومت نماید" [3]

(۲) نیکی۔

"کار ما بہ بداں ہم نیکی کردن است" [4]

(۳) ادب۔

از خدا خواہم توفیق ادب!
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب [5]

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۱۵۸ [2] نافع السالکین۔ ص ۱۰۷
[3] " " ۔ص ۶۲ [4] نافع السالکین۔ ص ۱۱۹ [5] نافع السالکین۔ ص ۱۱۴

مریدوں کی اخلاقی تعلیم میں وہ ان ہی تین چیزوں پر زور دیتے تھے۔ ملفوظات میں متعدد جگہ ان ہی کو مختلف انداز سے بیان کر کر دل نشین کرایا گیا ہے۔

ارکان اسلام کا تحفظ

حضرت شاہ محمد سلیمانؒ کو ارکانِ اسلام کے تحفظ کا بڑا خیال تھا۔ جس وقت انھوں نے اصلاح و تربیت کا کام شروع کیا تھا اس وقت لوگوں میں فسق و فجور بہت بڑھ گیا تھا۔ خود شکایت کرتے ہیں۔

"دریں زمانہ مرداں فسق و فجور می کنند"[1] اس زمانہ میں لوگ فسق و فجور کرتے ہیں۔

دین سے بے اعتنائی عام تھی۔ بدعت کے کاموں میں سیکڑوں جمع ہو جاتے تھے لیکن کارِ خیر میں حصہ لینے کے لیے کوئی تیار نہ ہوتا تھا۔ فرماتے ہیں۔

"ہر جا کہ بدعت و بازی باشد خلق بسیار جمع شود، و ہر جا کہ کار نیک باشد خلق کم رود"[2]

جہاں کہیں بدعت یا کھیل ہوتے ہیں بے شمار لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ جہاں نیک کام ہوتا ہے وہاں کم آتے ہیں۔

ایک شخص جس نے بڑی سیاحت کی تھی، شاہ صاحب سے عرض کیا۔

"من ملک خراساں و ہندوستان را دیدہ ام کہ ہیچ جا دین داری نیست مثل بخارا و دیگر در تونسہ مبارک کہ از سبب برکت آں صاحب بسیار دین داریست"[3]

میں نے خراسان اور ہندوستان میں گشت کیا ہے۔ کہیں ایسی دین داری نہیں ہے جیسے بخارا اور تونسہ میں۔ تونسہ میں آں صاحب کی وجہ سے بڑی دین داری ہے۔

تونسہ کی یہ حالت تو شاہ صاحب کی مسلسل کوشش اور تلقینِ پیہم کے بعد ہوئی تھی ورنہ اور جگہ حالت یہ تھی کہ عوام ارکانِ اسلام سے نابلد تھے اور طرح طرح کے حیلے بہانے

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۱۷۰ [2] نافع السالکین۔ ص ۱۱۲ [3] نافع السالکین۔ ص ۱۷۰

Marfat.com

بنا کر فرائض سے بچتے تھے۔ نماز اور روزہ لوگوں نے ترک کر دیا تھا۔ اسلام کے یہ ستون غفلت اور بے توجہی کے باعث کمزور ہوتے جا رہے تھے۔ شاہ صاحب کو ارکانِ اسلام سے یہ غفلت دیکھ کر حد درجہ رنج اور افسوس ہوتا تھا۔ ملفوظات میں جگہ جگہ عوام کی اس بے اعتنائی پر غم و غصہ کا اظہار کیا گیا ہے[1]۔ ایسے زمانہ میں صرف نماز ہی جو لوگ پڑھ لیتے ہیں وہ بہت کافی عبادت کر لیتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی کہ میں علاوہ پانچ وقت نماز کے کوئی کار خیر نہیں کرتا۔ ارشاد ہوا۔

"ہر کہ دریں زمانہ نماز پنج وقت باجماعت بخواند او ولی است کہ دریں زمانہ بے دینی تمام است"[2]

جو شخص اس زمانہ میں پنج وقتہ نماز باجماعت پڑھ لیتا ہے وہ ولی ہے۔ کہ اس زمانہ میں بے دینی بہت ہے۔

روزہ سے لوگ بچتے تھے[3]۔ اور طرح طرح کے عذر پیش کرتے تھے۔ بعض کہتے تھے کہ روزہ رکھنے سے خشکی ہوتی ہے۔ شاہ صاحبؒ نے مسلسل ان خیالات کے خلاف جہاد کیا۔ اور بتایا کہ ایسا خیال کرنا گمراہیِ نفس پر مبنی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"دنیاداراں در ماہ رمضان شریف روزہ ندارند و گویند کہ مارا خشکی می شود ایں سخن از گمراہیِ نفس و شیطان است"[4]

دنیادار رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں خشکی ہوتی ہے یہ بات نفس کی گمراہی اور شیطان کے دغلبہ کی

صوفیہ کی اصلاح

اس زمانہ کے صوفیہ مختلف قسم کی بداعتقادیوں کا شکار تھے۔ روحانی ترقی اس لئے چاہتے تھے کہ دنیاوی دشواریاں حل ہو سکیں اور—

مقصود من خستہ ز کونین توئی
از بہر تو میرم ز برائے تو زیم!

---

[1] نافع السالکین ص ۱۶۶ [2] نافع السالکین۔ ص ۱۶۸ [3] نافع السالکین۔ ص ۱۰۹، ۱۵۴، ۱۶۶ وغیرہ [4] نافع السالکین ص ۱۰۹

Marfat.com

کی صدا اب کسی حجرہ سے سنائی نہ دیتی تھی[1]۔ اعمال و وظائف میں حد سے زیادہ اعتقاد تھا۔ اور سارا وقت اسی میں صرف ہوتا تھا۔ شاہ صاحبؒ نے اس گمراہی کو محسوس کر لیا اور فرمایا

"سالک را باید کہ در عملیات تضیعِ وقت نہ کند کہ ایں رہزن و مانع راہ فقر است و مقصود اصلی کہ یاد کردن حق است" [2]

سالک کو چاہیے کہ عملیات میں وقت کو ضائع نہ کرے ایسے مشغلے راہ فقر کے ڈاکو اور رکاوٹیں ہیں۔ اصلی مقصود خدا کا یاد کرنا ہے۔

ان وظائف کی جگہ جن کا مقصد کسی دنیاوی مشکل کا حل کرنا ہوتا تھا، شاہ صاحبؒ نے ذکرِ جہر پر زور دیا۔ اور فرمایا ——

"ذکر جہر بہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ از ہمہ اوراد و وظائف بہتر است چنانچہ در حدیث شریف وارد است افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ" [3]

ذکر جہر بہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ سب اوراد و وظائف سے بہتر ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے سب سے افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے

شاہ صاحبؒ کی کوشش تھی کہ صوفیہ میں اطاعتِ حق کا صحیح جذبہ اور دین کا غم پیدا ہو۔ وہ اس دینی طبقہ کو مادی الجھنوں میں پھنسا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بار بار ہدایت ہوتی ہے کہ صوفیہ کو غمِ دین چاہیئے۔ فرماتے ہیں ——

"سالک را باید کہ غمِ دین خورد کہ مقصود دارین است" [4]

سالک کو چاہیئے کہ غم دین کھائے کہ مقصود دارین یہی ہے

غمِ دنیا مخور کہ بے ہودہ است
ہیچ کس در جہاں نیاسودہ است

---

[1] حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اکثر اپنے حجرہ میں سجود خلوت میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے [2] نافع السالکین ص ۳۲۵ [3] ایضاً ص ۱۳۱

غمِ دیں خور کہ غم غمِ دین است
ہمہ غمہا فروتر ازیں است[1]"

وہ صوفیہ کو دنیا داری سے دین داری کی طرف بلاتے تھے اور ان کو بتاتے تھے کہ کل تم کیا تھے آج کیا ہو گئے؟ تمہاری کوششوں اور عبادتوں کے مرکز کیوں تبدیل ہو گئے، تم نے دین کے بجائے دنیا سے کیوں دل لگا لیا۔ تم نے اپنے اعتقادات میں کیوں فساد پیدا کر لیے۔ صحیح مذہبی جذبہ پیدا کرو کہ وہی سعادتِ دارین کا باعث ہوگا۔

شاہ صاحب کی بالغ نظر ہر گمراہ روش کو دیکھ لیتی تھی اور وہ اس کے خطرناک اثرات سے فوراً آگاہ ہو جاتے تھے۔ انھوں نے محسوس کیا کہ لوگ اپنے شیخ پر بے جا اعتقاد اور اس کی روحانی امداد پر بے جا اعتماد رکھتے ہیں، چنانچہ انھوں نے صاف طور سے لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ تم اپنے پیر سے جس قدر امداد چاہتے ہو اور کائنات کے کاموں میں اس کا جس قدر دخل خیال کرتے ہو، یہ سب باتیں اس کے احاطۂ اختیار سے باہر ہیں۔ اللہ پر صحیح بھروسہ رکھو، سوائے اس کے کسی سے التجا نہ کرو، اسی سے عرضِ مدعا کرو اور اسی پر اعتماد رکھو۔

"التجا و تکیہ بہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ
باید کرد نہ بغیر او"[2]

لوگوں کا اعتقاد تھا کہ "چونکہ ایں چنیں شیخ کامل و مکمل می داریم ہر کار و عمل کہ می کنم مرا غم نیست"[3] شاہ صاحب نے ایسے غلط اعتقادات کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا اور فرمایا کہ کارخانۂ قدرت میں کسی چیز کو دخل نہیں۔ وہاں انسانی اعمال سے نتائج مرتب ہوتے ہیں[4] — حق تعالیٰ کا ہر کام حکمت سے ہوتا ہے۔ انسان کو اس سے واقفیت نہیں۔

"ہمگی کار حق تعالیٰ بغیر حکمت نیست" — اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بغیر حکمت نہیں ہوتا

---

[1] نافع السالکین ۔ ص ۳۰ [2] نافع السالکین ص ۴۷، [3] ایضاً ۔ ص ۵۸ [4] ایضاً ص ۴۷

Marfat.com

ہیچ کس نداند"	لیکن وہ حکمت کسی کو معلوم نہیں ہوتی۔

ایک جگہ ان ہی گمراہیوں کے سلسلہ میں فرماتے ہیں ——

"سالک را باید کہ ہر فعل ایزد تعالیٰ را عین حکمت پندارد۔ اگرچہ بر آں اطلاع نداشتہ باشد و بروے اعتراض نکند و ہر کہ اعتراض کند فہو مردود فی الدارین۔	سالک کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل عین حکمت سمجھے۔ اگرچہ اس (حکمت) سے واقف نہ ہو۔ اس پر اعتراض نہ کرے۔ جس نے اعتراض کیا وہ دارین میں مردود ہو گیا۔

علماء کو تنبیہ حضرت شاہ محمد سلیمان صاحب قدس سرہ العزیز نے اسلامی سوسائٹی کے جس طبقہ کو بھی غلط راستے پر پایا اس کی طرف فوراً توجہ کی۔ علماء کی بے راہ روی دیکھی تو وہ کانپ اٹھے اور فرمایا ——

"فساد العالم فساد العالم" [1]

وہ علماء کی گمراہی کو ساری قوم کی گمراہی کے مترادف سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کی گمراہی خود ان ہی تک محدود نہیں رہتی۔ عوام بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایک عامی کی گمراہی خود اسی تک رہتی ہے۔ لیکن عالم کی بے راہ روی سے عوام بھی متاثر ہو جاتے ہیں

"نہ در جنت تنہا می روند، و نہ در دوزخ بلکہ ہر دو طرف با جماعت کثیر روانہ می شوند" [2]	وہ نہ تو جنت میں تنہا جاتے ہیں نہ دوزخ میں دونوں جگہ کثیر جماعت ان کے ساتھ ہوتی ہے۔

چنانچہ علماء کو ہدایت فرماتے ہیں ——

"عالم را باید بر علم عمل کردن۔

---

[1] [2] نافع السالکین۔ ص ۲۰

Marfat.com

دالا کمثل الحمار یحمل اسفارا[1]

علم کا مقصد شاہ صاحب کی نظر میں یہ تھا ——

"مقصود از علم، عمل و ہدایت و محبت باری تعالیٰ حاصل کردن است"[2]

علم سے مقصود عمل، ہدایت اور حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے۔

اگر یہ مقصد پورا نہ ہو تو سب علم گمراہی ہے اور اس کا حاصل کرنا عبث۔

شاہ صاحب نے اپنے زمانہ کے نصابِ تعلیم کے خلاف بھی آواز بلند کی۔ فرمایا کہ علماء کو فقہ اور تفسیر پر زور دینا چاہیئے۔ ان ہی کے مطالعہ سے مذہبی زندگی سنورتی ہے، فرماتے ہیں ——

"علم فقہ و تفسیر ضروریہ است کہ دانستن فرض و واجب و سنت و مستحب و مکروہ موقوف بر علم فقہ است و باقی ہمہ علوم سردردی است"[3]

علم فقہ اور تفسیر لازمی ہیں۔ فرض، واجب، سنت، مستحب اور مکروہ کا علم علم فقہ پر ہے۔ باقی سب علوم سردردی ہیں۔

ایک جگہ فرماتے ہیں ——

علم بغیر عمل، و عمل بغیر عقیدہ صاف کہ اہل سنت و جماعت است فائدہ ندہد"[4]

علم بغیر عمل اور عمل بغیر عقیدہ اہل سنت و جماعت فائدہ نہیں پہونچاتا۔

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۲۲ [2] نافع السالکین۔ ص ۱۲۲

"علامہ اقبالؒ کا خیال ہے" مسلمان کے لئے لازم ہے کہ علم کو (یعنی اس علم کو جس کا مدار حواس پر ہے اور جس سے بے پناہ قوت پیدا ہوتی ہے) مسلمان کرے۔ بولہب را حیدرِ کرار کن۔ اگر یہ بولہب حیدرِ کرار بن جائے یا یوں کہیئے کہ اگر اس کی قوت دین کے تابع ہو جائے تو نوعِ انسان کے لئے سراسر رحمت ہے"

[3] IQBAL'S EDUCATIONAL PHILOSOPHY P. 116 [4] نافع السالکین۔ ص ۱۳۵ [5] ایضاً ص ۵۰

اگر ایسا نہیں ہے تو سب فضول ہے ؎

علم چندا کہ بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی [1]

سماج زوال وانحطاط کے زمانہ میں سیکڑوں سماجی اور اخلاقی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کی ابتدا گھر کی چار دیواری سے ہوتی ہے رفتہ رفتہ ساری قوم مجموعی حیثیت سے ان میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ملفوظات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کے زمانہ میں سوسائٹی کی وہ حالت نہ رہی تھی جو مہذب اور تربیت یافتہ سوسائٹی کے افراد کی ہونی چاہیئے۔ گھر کی چہار دیواری مدنی زندگی کا گہوارہ ہے۔ جب گھر میں اخلاقی خرابیاں رونما ہونے لگتی ہیں تو مدنی زندگی کے سارے سرچشمے مسموم ہو جاتے ہیں۔ نافع السالکین میں ایسے متعدد واقعات درج ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کا ادب واحترام بالکل جاتا رہا تھا۔ ایک شخص نے آکر خدمتِ اقدس میں عرض کیا "حضرت میرے عیال واطفال مجھے گالیاں دیتے ہیں اور میری خدمت نہیں کرتے" شاہ صاحب کو یہ سن کر بے حد رنج ہوا لیکن وہ انسانی نفسیات سے واقف تھے۔ اس شخص کو تو یہ کہہ کر تسلی دے دی ——

"تکیہ حق بکار آید وتکیہ غیر بکار نیاید
واگر کسے تکیہ بر عیال واطفال کند کہ مرا
خدمت کنند، ہیچ فائدہ نمی دہد" [2]

اللہ پر اعتماد و بھروسہ تو کام آتا ہے ورنہ غیر پر بھروسہ
کب کام آسکتا ہے اگر کوئی اپنے بال بچوں پر بھروسہ
کرتا ہے کہ وہ میری خدمت کریں گے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا

لیکن پھر ایک موقع پر نہایت افسوس کے ساتھ فرمایا ——

"از علامات قیامت است کہ پسر با پدر
در جنگ ونزاع باشد" [3]

قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ بیٹا
باپ سے جھگڑا کرے گا۔

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۸۵ [2] نافع السالکین ص ۱۱۲ [3] نافع السالکین۔ ص ۱۱۲

Marfat.com

اور پھر یہ شعر پڑھا ؎

دختر از ہمہ جنگ است وجدل با مادر

پسر از ہمہ بدخواہِ پدر می بینم[۱]

جب کوئی اخلاقی یا سماجی کمزوری شاہ صاحبؒ کے علم میں آجاتی تھی تو وہ اس کے دور کرنے کی بے حد کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ جب انھوں نے یہ حالات دیکھے تو مختلف طریقوں سے والدین اور اولاد کے تعلقات میں شگفتگی، اطاعت اور معقولیت پیدا کرنے کی سعی فرمائی ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے ——

"خدمت و فرماں برداری والدین از دل و جان باید کرد کہ در حدیث آمدہ کہ والدین مثل کعبۃ اللہ اند... اگر کسے والدین را رد کند ہرگز مقبول نہ شود"[۲]

والدین کی خدمت اور فرمانبرداری دل اور جان سے کرنی چاہیئے" حدیث میں آیا ہے کہ والدین کعبۃ اللہ کی مانند ہیں جو والدین کو رد کرتا ہے وہ خود کبھی مقبول نہیں ہوگا۔

اس طرح ڈرانے کے بعد ایک جگہ نہایت خوشی کے ساتھ فرماتے ہیں ——

اگر پسر با پدر خوش دل شدہ تکلم

نماید آنرا مبارک بادی نمایند"[۳]

شاہ صاحبؒ نے سوسائٹی کی اور بہت سی خرابیوں کی مذمت کی ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں، پہلے زمانہ میں قاضی صاحبِ نسبت ہوتے تھے اب رشوت خور ہوتے ہیں[۴] رشوت خوری کی مذمت اس طرح کرتے ہیں ——

"ہر کہ حرام خورد، رزق او تنگ شود، وعاجز باشد چنانچہ دزداں ہمیشہ خوار باشند"[۵]

جو کوئی حرام کھاتا ہے اس کا رزق تنگ ہو جاتا ہے اور وہ عاجز ہو جاتا ہے چنانچہ چور ہمیشہ خوار ہوتے ہیں۔

---

[۱] نافع السالکین - ص ۱۱۷ [۲] نافع السالکین - ص ۱۵۲

[۳] نافع السالکین - ص ۶۰ [۴] نافع السالکین - ص ۱۰۴، ایضاً

Marfat.com

اہل کاروں کی مذمت ایک سلسلہ میں اس طرح کرتے ہیں ــــ

"ہر اہل کار دریں زماں کہ می آید از سابق بدتر باشد" [1]

اس زمانہ میں ہر اہل کار جو آتا ہے پہلے سے بدتر ہوتا ہے۔

ایک جگہ شراب خواری کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے نفس پر شیطان کو غالب کرتا ہے تو وہ شراب خواری وغیرہ کا ارتکاب کرنے لگتا ہے [2] ایک جگہ فرماتے ہیں کہ عشق بازی سے بچنا چاہیئے۔

"عشق ورزیدن با کودکان وزنان بلائیست ازیں دور باید بود" [2]

عورتوں اور لڑکوں سے عشق کرنا ایک بلا ہے اس سے دور رہنا چاہیئے۔

اتباع شریعت کی تلقین

شاہ محمد سلیمان صاحبؒ شریعت کے معاملہ میں نہایت سخت گیر تھے۔ فرمایا کرتے تھے ــــ

"ہر کہ خواہد مقبول ومحبوب حق سبحانہ تعالیٰ گردد باید کہ در متابعتِ شریعت ظاہراً و باطناً کوشش نماید چنانچہ نص دریں باب وارد است۔ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" [3]

جو شخص چاہتا ہو کہ حق تعالیٰ کا محبوب ہو جائے اسے چاہیئے کہ ظاہر اور باطن میں شریعت کی متابعت کرے چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

بار بار ارشاد ہوتا ہے ــــ

"از امر غیر مشروع دور باشید" [4]

غیر شرعی چیزوں سے دور رہو۔

ان کو سوائے قرآن وحدیث کے کوئی گفتگو پسند نہ تھی۔ فرمایا کرتے تھے۔

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۶۱ [2] نافع السالکین۔ ص ۱۶۵

[3] " " ص ۴۵ [4] " " ص ۱۵۵

Marfat.com

"بغیر ذکر خدا و رسول ہمہ سر دردی است" [1]

شاہ صاحبؒ کا خیال تھا کہ انسانیت کا کمال بغیر متابعتِ شریعت دشوار ہے ——

"وحصولِ کمال انسانی بغیر متابعت شریعت ظاہری و باطنی از قبیل محالات است" [2]

فرمایا کرتے تھے کہ صفائیِ قلب جو روحانی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے، بغیر اتباعِ شریعت کے حاصل نہیں ہوتی [3]۔ اگر کوئی ولی بھی خلافِ شرع عمل کرتا ہے تو اس کی ولایت اور روحانیت کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

"یک فعل غیر مشروع بندہ را از مرتبۂ ولایت بیفگند" [4]

ایک غیر شرعی فعل بندے کو مرتبۂ ولایت سے نیچے پھینک دیتا ہے۔

شاہ صاحبؒ، تصوف و سلوک کی مستند کتابوں کے حوالے دے کر یہ ثابت کیا کرتے تھے کہ صراطِ مستقیم سے مقصود راہِ شریعت ہے۔ حضرت ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ میں اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے عوارف المعارف میں یہ ہی بتایا ہے کہ شریعت کی مدد کے بغیر روحانیت کی دشوار گزار راہیں طے نہیں کی جا سکتیں [5]۔

شاہ صاحبؒ جب لوگوں کو شریعت سے بے اعتنائی برتتے ہوئے پاتے تھے تو ان کو سخت صدمہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ اگر اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بالفرض اس وقت موجود ہوتے تو اس زمانہ کے لوگوں کو کافر کہتے، اس لئے کہ انھوں نے شریعت کا اتباع چھوڑ دیا ہے اور مخلوق ان کو دیوانہ کہتی اس لئے کہ ان کے افعال و اخلاق شریعت کے مطابق ہوتے [6]

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۱۰۹ [2] نافع السالکین ص ۴۹، نیز ص ۱۲۸
[3] نافع السالکین۔ ص ۱۲۸ [4] نافع السالکین۔ ص ۱۲۸ [5] ایضاً [6] نافع السالکین ص ۱۹

متابعت رسول کی ھدایت

شاہ صاحبؒ متابعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد زور دیتے تھے۔ وہ مسلمانوں کے تمام مصائب اور مشکلات کا سبب اتباعِ رسولؐ نہ کرنے میں پاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومت بھی اس لئے نکلی ہے کہ انھوں نے متابعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"دریں زماں چوں مسلمانان متابعت نبی صاحب
صلی اللہ علیہ وسلم گذاشتہ اند حق سبحانہ وتعالیٰ کفار
را بر ایشاں مسلط کردہ است" [1]

وہ اکثر ایک قصہ سنایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ جب سکھوں نے ملتان کا محاصرہ کیا تو ایک بزرگ حضور رسول مقبول صلعم کی خدمت میں امداد کے طالب ہوئے۔ خواب میں رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا۔

"امت من متابعت من گذاشتہ اند" [2]

فرمایا کرتے تھے کہ دین اور دنیا دونوں میں کامیابی کا انحصار رسول اللہ کے اتباع پر ہے، بے متابعت حصولِ مقصد ناممکن ہے [3]۔ حکومت بھی اسی وقت مل سکتی ہے جب زندگی کے ہر شعبہ میں اس "اکمل ترین انسان" کا اتباع ہو اور روح کی کمالیت بھی اس وقت ممکن ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گامزن ہو [4]۔ سلوک و معرفت کی راہیں بغیر اتباعِ رسول کے طے نہیں کی جا سکتیں۔

دریں رہ بجز مردِ راعی نرفت
گم آں شد کہ دنبالِ داعی نرفت

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۵ [2] نافع السالکین۔ ص ۴۰ - ۱۰۶ - ۱۵۸ [3] کمال روح موقوف است بر متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم" نافع السالکین ص ۱۲۸

محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ[1]

مذہبی و روحانی تعلیم

شاہ صاحبؒ اپنے مریدوں میں صحیح مذہبی جذبات پیدا کرنے اور ان کی صلاحیتوں کو صحیح راستہ پر لگانے کے لئے بے چین رہتے تھے۔ ان کی نظر میں پیر کا کام مشاطہ کی طرح اپنے مرید کے روحانی خط و خال سنوارنا تھا۔ جس وقت حضرت خواجہ قہارؒ وی نے ان کو خلیفہ بنانا چاہا تھا تو انھوں نے یہ عذر کیا تھا "قبلہ! زمانہ کی حالت دگرگوں ہے۔ لوگ بہت گمراہ ہو گئے ہیں۔ یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ مجھ میں استطاعت نہیں کہ اس کام کی ذمہ داری قبول کروں[2]"۔ لیکن جب پیر و مرشد نے اصرار کیا تو انھوں نے یہ ذمہ داری قبول فرمائی۔ اور ساٹھ سال اس ذمہ داری کو اس طرح پورا کیا کہ ان کی دور رس نگاہ زندگی کے ہر شعبہ تک پہونچی اور ان کے اصلاحی ہاتھ کا اثر دور دور محسوس کیا گیا۔ ان کے آخری زمانہ کا ایک دلچسپ واقعہ ملفوظات میں درج ہے۔ ایک عورت نے سوال کیا "غریب نواز لکھو کھا آدمی، کیا مرد کیا عورتیں، آپ کے دست پر بیعت ہوتی ہیں اور یہ حال ہے کہ آپ کسی کو زیادہ دیر بیٹھنے نہیں دیتے اور کیا دن ہو کیا رات بیعت کرتے رہتے ہیں اور ہر ایک کا بھروسہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کام آئیں گے اور امداد کریں گے۔ مگر حیرانی ہے کہ کروڑوں مخلوق میں سے آپ اپنے مرید کس طرح پہچان سکیں گے" جواب میں ارشاد فرمایا "رات کا وقت ہوتا ہے اور چھ سات چرواہے اپنی اپنی بھیڑیں ملا دیتے ہیں اور پھر جب چاہتے ہیں ہر ایک اپنے ریوڑ کو جدا کر لیتا ہے۔ حالانکہ سب بھیڑیں ہم رنگ ہوتی ہیں اور حالانکہ سب چرواہوں کو احمق اور بے وقوف کہا کرتے ہیں تو کیا میں اپنے مریدوں کو شناخت نہ کر سکوں گا"[3]

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۱۵ [2] خاتم سلیمانی۔ ص ۶۸ [3] خاتم سلیمانی۔ ص ۷۷

Marfat.com

شاہ محمد سلیمان صاحبؒ کی مذہبی و روحانی تعلیم کے بعض اہم پہلو یہ ہیں:-

عبادت

شاہ صاحب اپنے مریدوں اور معتقدوں کو سمجھایا کرتے تھے کہ انسان کی زندگی کا مقصد خدا کی عبادت ہے۔ قرآن پاک کی یہ آیت اکثر پڑھتے تھے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ[1]

کبھی یہ شعر پڑھتے تھے ؎

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی[2]

شاہ صاحبؒ کی حیثیت ایک روحانی طبیب کی سی تھی۔ وہ ہر شخص کو اس کی طاقت، استعداد اور صلاحیت کے مطابق عبادت کا حکم دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ریاضت بقدرِ استطاعت کرنی چاہیئے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شروع میں انتہا سے زیادہ ریاضت کی جاتی ہے، بعد کو ناتوانی اور ضعف کے باعث فرائض کی ادائگی میں بھی کوتاہی ہونے لگتی ہے[3]

اللہ پر صحیح اعتقاد و اعتماد

شاہ صاحب اپنے مریدوں کو اللہ پر صحیح اعتماد اور کامل بھروسہ کا درس دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں ان کی تعلیمات اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

(۱) "التجا و تکیہ بہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ باید کرد نہ بغیر او"[4]

(۲) "سالک را باید کہ سوائے جناب حق عز و جل تکیہ گاہِ خود نہ بیند"[5]

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۱۴ [2] نافع السالکین۔ ص ۱۴ [3] نافع السالکین۔ ص ۱۰۵
[4] نافع السالکین۔ ص ۷۴ [5] نافع السالکین۔ ص ۵۹

Marfat.com

غیر اللہ پر تکیہ کرنا حادث ہے[1]۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خدا پر بھروسہ کیا اور آگ گلزار بن گئی[2]۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے غیر پر بھروسہ کیا اور زندان میں رہے[3]۔

حُبِ دنیا سے پرہیز — شاہ محمد سلیمان صاحبؒ نے اپنے ملفوظات میں جگہ جگہ "دنیا کی محبت[4]" اور دنیاداروں کی صحبت[5]" سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ اس سے ان کا مقصد گوشہ نشینی یا رہبانیت نہ تھی۔ خود اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں۔

"سالک را چند چیز در دنیا چارہ نیست	سالک کو دنیا کی چند چیزوں کے بغیر چارہ
وآں را صوفیۂ کرام از دنیا نمی شمارند	نہیں۔ اور ان کو صوفیۂ کرام دنیا میں شمار
بلکہ از امورِ دینیہ انگارند۔ چنانچہ	نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو امورِ دینیہ میں گنتے
قوتِ ضروری برائے عبادت وجامۂ	ہیں۔ چنانچہ غذا جو عبادت کے لئے ضروری
ضروری بنا بر ستر عورت، وآبِ ضروری	ہو اور کپڑا جو ستر کے چھپانے کیلئے درکار ہو اور پانی
بہ جہت بقاء حیات ومسکنِ ضروری	جو بقائے حیات کیلئے ہو اور مسکن ضروری برائے عبادت
برائے عبادت وعلمِ ضروری برائے عمل"[6]	اور علم برائے عمل وہ چیزیں ہیں جو دنیا میں شمار نہیں

حکومت کے متعلق شاہ صاحبؒ کا نظریہ — شاہ محمد سلیمان صاحبؒ نے جب مسلمانوں کے سیاسی زوال کے اسباب کا تجزیہ کیا تو ان کو مسلمانوں کے سب آلام ومصائب کا صرف ایک سبب نظر آیا اور وہ مذہب سے بے گانگی۔ ایک مرتبہ لوگوں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ ظالموں کے ظلم سے تنگ آگئے ہیں۔ جواب میں فرمانے لگے ——

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۷۵ [2] نافع السالکین۔ ص ۱۱۹
[3] " " ص ۱۲۹ [4] " " ص ۱۱۱
[5] " " ص ۲۸ [6] " " ص ۳۱۵

Marfat.com

"اگر کسے بدی کند بر خود کردہ باشد" [1]

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی طرح ان کا خیال یہ تھا کہ حکومت کفر کے ساتھ چل سکتی ہے لیکن ظلم و ناانصافی کے ساتھ نہیں [2]

شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ظالم حکمراں کا مسلط ہونا، لوگوں کی بداعمالی کی دلیل ہے "اعمالکم عمالکم" پر ان کا اعتقاد تھا [3] اور اپنی مجلسوں میں اسی پر اصرار کیا کرتے تھے، کہا کرتے تھے کہ جب خدائے تعالیٰ کسی ملک کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو ظالم حاکموں کے قبضہ میں دے دیتا ہے یہ شعر ان کے وردِ زبان رہتے تھے ؎

چو خواھد کہ ویراں کند عالمے
نہد ملک در پنجۂ ظالمے
بقومے کہ نیکی پسند و خدائے
دہد خسروِ عادل و نیک رائے [4]

جب لاہور پر سکھوں کا قبضہ ہوا تو شاہ صاحبؒ نے کہا ——

ان اللہ یتجلی علیٰ استعداد متجلی لہٗ
یعنی کار ما مسلماناں در ناشایستگی از
حد گذشتہ کہ ایشاں در ملک غلبہ کردہ اند [5]

پھر یہ شعر پڑھا ؎

چشم عبرت برکشا و قدرت حق را ببیں
شامت اعمال ما ایں صورتِ نادر گرفت

---

[1] نافع السالکین - ص ۱۴۶ - ۱۴۵ [2] ملفوظات حضرت شاہ عبدالعزیزؒ
[3] نافع السالکین - ص ۷ [4] نافع السالکین - ص ۷ [5] نافع السالکین - ص ۴۰

Marfat.com

وہ حاکم کو برا کہنے اور غیر ضروری طور پر بدامنی اور ہنگامہ آرائی کے بجائے درستیِ اعمال کا مشورہ دیتے تھے کہ اسی میں فتح و کامرانی کا راز تھا۔ فرماتے ہیں۔

"سالک را باید کہ در حق حاکم وقت دعائے بد نہ کند، خواہ مسلمان باشد، خواہ مشرک خواہ ظالم باشد خواہ عادل، بلکہ برائے او دعا کند تا در حکم آں سستی نباشد دیرا در سستیِ حکم نقصان خلق اللہ است و در قوتِ آں عین مصلحت[1]

سالک کو چاہیے کہ حاکم وقت کے حق میں بددعا نہ کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا مشرک ظالم ہو یا عادل۔ اس کے لئے دعا کرے تاکہ اس کے حکم میں سستی نہ ہو۔ اس لئے کہ سستی میں خلق اللہ کا نقصان ہوتا ہے اور قوت میں عین مصلحت ہے۔

ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیے کہ مسلمان کی حکومت ہو، ہم کفار کی حکومت سے تنگ آ گئے ہیں۔ جواب میں ارشاد فرمایا۔

"حاکم حق تعالیٰ است ....
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ"[2]

شاہ صاحبؒ کی مستقل رائے یہ تھی کہ حکومت سے پہلے درستیِ اعمال ازبس ضروری ہے فرماتے ہیں۔

"ہر بلا و مصیبت کہ بر مردماں منزل[3] شود از جہت صدورِ اعمال ناشائستہ باشد۔ چنانچہ در حدیث شریف وارد است اعمالکم عمالکم یعنی کردارہائے شما حاکمان شما اند۔ اگر اعمال شما نیک باشند

ہر بلا اور مصیبت جو انسانوں پر نازل ہوتی ہے ان کے اعمالِ ناشائستہ کا نتیجہ ہوتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اعمالکم عمالکم۔ یعنی تمہارے کردار تمہارے حاکم ہیں اگر تمہارے اعمال نیک ہوں گے تو"

---

[1] [2] [3] نافع السالکین۔ ص ۲۳ - ۳۲ - ۴۰

Marfat.com

پس حاکم شما اہل اسلام و عادل باشند و اگر بالعکس باشند پس حاکم شما نیز کافر و جابر باشند"

تمہارے حاکم بھی اہل اسلام میں سے اور عادل ہوں گے اگر اس کے برعکس ہوں گے تو حاکم بھی کافر اور جابر ہوں گے۔

غیر مسلموں سے تعلقات

حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی، نہایت وسیع المشرب وسیع الخیال اور وسیع النظر بزرگ تھے چشتیہ سلسلہ کے دیگر اکابر کی طرح ان کا عقیدہ بھی یہ تھا کہ ہندوؤں سے شگفتہ تعلقات رکھے جائیں۔ وہ اپنے مریدوں کو ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ کہ اپنے مذہب، اپنے تمدن، اپنی شریعت پر قائم رہو، لیکن ساتھ ہی ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اپنے تعلقات میں کبھی بدمزگی پیدا نہ ہونے دو۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ــــ

"سالک را باید کہ ہیچ کس رنج ندہد بلکہ ہمہ مخلوق صلح کند" [1]

سالک کو چاہیے کہ کسی کو رنج نہ پہنچائے بلکہ ساری مخلوق سے صلح رکھے۔

شاہ صاحبؒ ہمیشہ محبت، امن اور صلح کا درس دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سلسلہ کے بزرگوں کی ہدایت ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں صلح رکھی جائے جامع ملفوظات نے لکھا ہے ــــ

"حضرت قبلہ من قدس سرہ فرمودند کہ در طریق ما ہست کہ با مسلمان و ہنود صلح باید داشت، و ایں بیت شاہد آورند ؎

حضرت قبلہ من قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ میں ہے ہندو اور مسلمان سے صلح رکھی جائے اور اس بیت کو شہادت کے طور پر پیش کرتے تھے:

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام" [2]

---

[1] نافع السالکین، ص ۱۵۵ [2] نافع السالکین - ص ۱۷۶

Marfat.com

یہ واضح رہے کہ شاہ صاحبؒ کا یہ برتاؤ اور یہ سلوک صرف غیر مسلموں کے ساتھ تھا۔ بد مذہبوں کے معاملہ میں وہ نہایت سخت گیر تھے۔ اپنے مریدوں اور معتقدوں کو ہمیشہ بد مذہبوں سے بچنے کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

"سالک را باید کہ از صحبت بد مذہبان	سالک کو چاہیے کہ بد مذہبوں کی صحبت
خود را دور دارد، اگرچہ در صحبت ایشاں	سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ چاہے ان کی
نعیم دنیاوی موجود شوند، ہرگز اختیار	صحبت میں دنیاوی فوائد ہی موجود ہوں
نکند، بلکہ بہ گرسنگی و برہنگی گذران	ہرگز ان سے میل جول نہ رکھے۔ بلکہ بھوکا
بہتر است" [۵۲]	اور ننگا رہنا ان کی صحبت سے بہتر ہے

وہ بد مذہبوں کی لکھی ہوئی کتابوں کے مطالعہ کو بھی پسند نہ کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ حضرت مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے تو اپنے بیٹے کو ایک ایسی کتاب بھی نہ پڑھنے دی تھی جس کا مصنف ایک معتزلی تھا۔[۵۳]

عیسائی اور شاہ صاحب

حضرت شاہ محمد سلیمان صاحبؒ کے زمانہ میں برطانوی اقتدار نہایت سرعت کے ساتھ قائم ہو رہا تھا۔ مختلف مقامات پر عیسائی مبلغ اپنے مذہب کی تبلیغ و تلقین کرتے پھر رہے تھے۔ بعض لوگوں کو وہ ملازمتوں کا لالچ دیتے تھے۔ بعض کو خاموش تبلیغ کے ذریعہ اپنا ہم خیال بنا لیتے تھے ایک طرف یہ کوشش جاری تھیں کہ دوسری طرف لارڈ میکالے نے اس طریقۂ تعلیم کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ جس کے ذریعہ مغربی اثرات کا پھیلنا یقینی امر تھا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس جب عیسائی مشنریوں کے ہنگاموں کی خبریں پہنچتی تھیں تو ان کو سخت تکلیف ہوتی تھی اور وہ اپنی بساط اور اپنے مقدور کے مطابق مسلمانوں کو ان

---

[۵۱] نافع السالکین۔ ص ۱۶ [۵۲] نافع السالکین۔ ص ۱۶۲، [۵۳] ایضاً

مغربی اثرات سے بچانے کی جدوجہد فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ مولوی محمد حیات صاحب[1] دہلوی نے عرض کیا کہ ——

"بسیار مسلمانان را فرنگیاں از دین محمدی گمراہ کردہ و از ایمان خارج کردہ اند کہ ایشاں دین مسیحا از جہت صحبت اختیار کردہ اند" [2]

بہت سے مسلمانوں کو فرنگیوں نے دین محمدی سے گمراہ کر دیا ہے اور ایمان سے خارج کر دیا ہے اور انھوں نے دین مسیحی صحبت کی غرض سے اختیار کر لیا ہے۔

شاہ صاحبؒ کو یہ خبر سن کر صدمہ ہوا اور فرمایا کہ ایسی نوکری سے جس میں ایمان کا خطرہ ہو بھوکا مرجانا بہتر ہے۔ جب ملتان پر انگریزوں کا قبضہ ہوا اور شاہ صاحبؒ کو معلوم ہوا کہ انھوں نے وہاں کے مقابر کی بے حرمتی کی ہے تو سخت پریشانی میں یہ شعر پڑھا ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد [3]

ایک مرتبہ ایک شخص سے فرمانے لگے۔

"فرنگیاں را تیر نمی زنی" [4]

اس نے عرض کی "قدرت نہیں رکھتا" آپ مدد فرمایئے"۔ آپ نے شعر پڑھا اور خاموش ہو گئے ؎

کمال نرم باید کماندار چست
بوقتِ کشیدن در آید درست [5]

---

[1] مولوی محمد حیات صاحب دہلویؒ بڑے جید عالم تھے وہ دہلی سے شاہ صاحب کی صحبت کا فیض حاصل کرنے کے لئے تونسہ شریف گئے تھے ان کے مختصر حال کیلئے ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون "۱۸۵۷ء سے پہلے کی دہلی" برہان جولائی ۷۴ء

[2] نافع السالکین ص ۱۶ [3] نافع السالکین ص ۱۷ [4] نافع السالکین ص ۱۷ [5] نافع السالکین ص ۵

Marfat.com

سرکاری ملازمت اور شاہ صاحب

متقدمین صوفیہ سلسلہ چشت اپنے خلفاء اور مریدین کو تشغل[1] سے اجتناب کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ سرکاری ملازم ہونے کے بعد انسان میں دینی کام انجام دینے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ شاہ محمد سلیمان صاحبؒ کا بھی یہ ہی خیال تھا۔ وہ تشغل کو روحانی ترقی میں ایک رکاوٹ تصور کرتے تھے۔ ایک شخص نے اطلاع دی مولوی علی الدین بہاولپوری احمد پور کے قاضی ہو گئے ہیں۔ فرمانے لگے۔

"مولوی مذکور پیش ازیں خوش بود	مولوی مذکور اس سے پہلے خوش تھے۔ اب
اکنوں در بلا افتاد کہ معاملہ قضا اختیار	بلا میں گرفتار ہو گئے کہ قضا کا جھگڑا اپنے
کردہ کہ معاملہ قضا نزد پیرانِ ما ممنوع	ذمہ لے لیا۔ قضا کا معاملہ ہمارے پیروں
است کہ بسیار مریدانرا ازیں معاملہ	کے نزدیک ممنوع ہے اور انھوں نے
منع کردہ اند" [2]	بہت سے مریدوں کو اس سے منع کیا ہے۔

اس کے بعد انھوں نے حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کا واقعہ سنایا کہ ابتدائی زمانہ میں انھوں نے قاضی ہونا چاہا تھا لیکن شیخ نجیب الدین متوکلؒ نے منع کر دیا تھا[3]۔

ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید مولوی علی محمد جراح نے عرض کیا کہ غریب نواز! مجھے ڈیرہ غازی خاں کی قضا مل رہی ہے لیکن میں بہت ڈرتا ہوں۔ فرمایا۔ مرا بدی لا تخف اللہ ربی۔ اور خاموش ہو گئے۔[4]

شاہ صاحبؒ اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ کی نوکری کرنی چاہیے۔[5] سرکاری معاملہ سے دور رہنا بہتر ہے۔ اس میں پڑ کر فرشتہ بھی شیطان ہو جاتا ہے۔

---

[1] تشغل سے مراد سرکاری ملازمت تھی [2] نافع السالکین۔ ص ۵ [3] نافع السالکین۔ ص ۱۰۳
[4] نافع السالکین۔ ص ۸۳ [5] نافع السالکین۔ ص ۸۳

Marfat.com

"اگر فرشتہ باشد چوں در معاملۂ سرکار افتد دیو شود"[1]

ملفوظات میں متعدد جگہ انھوں نے اپنے اعلیٰ مریدوں کو سرکاری ملازمت سے منع کیا ہے اس ضمن میں ایک جگہ تفصیل سے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

"نوکری و ملازمت نمودن بہ اہل دنیا بد است، و داخل شدن در معاملۂ اہل دنیا ازاں بدتر، کسیکہ حاکم شود از جانب اہل دنیا بر مخلوقات چوں بر مخلوقات حکم کند و پاس خاطر اہل دنیا نماید در رعایت امر اللہ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فراموش کردہ بر خلق اللہ ظلم و تعدی کند و حال خلق اللہ را بہ ظلم و جبر بگیرد"[2]

امراء سے بے تعلقی حضرت شاہ محمد سلیمان صاحبؒ قدس سرہ امراء اور دنیا دار لوگوں سے بہت اجتناب فرماتے تھے۔ ایسے لوگوں کے پاس آنا جانا روحانی ترقی میں ایک رکاوٹ تصور فرماتے تھے۔ مریدوں کو بھی ہدایت تھی کہ ایسے لوگوں سے بچا جائے۔ ان کی صحبت سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

(۱) "سالک را باید کہ از صحبتِ اہل دنیا دور باشد"[3]

(۲) "قرب ایشاں ہلاکت جان است .... قرب سلطاں آتش سوزاں بود"[4]

(۳) "صحبت الاغنیاء تمیت القلب ولو کانت ساعۃً"[5]

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۶ [2] نافع السالکین۔ ص ۸۳
[3] " " ص ۲۸ [4] " " ص ۱۰۶ [5] ایضاً ص ۱۹

Marfat.com

شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اہلِ دنیا "سفید چشم" اور "بے وفا" ہوتے ہیں[1]۔ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو پیر و فقیر کی تلاش میں پھرتے ہیں اور آہ وزاری کرتے ہیں، لیکن ویسے بلا مطلب وہ کبھی فقرا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے[2]

امرا سے علیحدہ رہنے کے سلسلہ میں وہ ایک بہت دل چسپ حکایت سنایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ سعدیؒ حضرت خواجہ فریدالدین عطارؒ سے ملاقات کے لئے گئے شیخ عطارؒ نے یہ کہہ کر ملنے سے انکار کر دیا۔

"تو با تونگراں دوستی داری با تو ملاقات نکنم"

تو امیروں سے دوستی رکھتا ہے۔ میں تجھ سے نہیں ملتا۔

شیخ سعدیؒ کو سخت صدمہ ہوا۔ ۶ ماہ تک وہاں رہے۔ پھر حضرت شیخ فریدالدینؒ عطار نے ان کو بلایا اور "آستین خود را دراز کرد تا حضرت سعدیؒ بر آں بوسہ داد و رفت"[3]

شاہ صاحبؒ نے جاگیر کے معاملہ میں بھی اپنے بزرگوں کے مسلک پر عمل کیا۔ ایک مرتبہ عبدالجبار خاں نواب ڈیرہ غازی خاں نے درویشوں کے خرچ کے لئے جاگیر پیش کی جواب میں فرمایا۔

"ما ایں جاگیر نہ گیریم کہ خلاف سنت پیران و شیخان ما ہرگز نہ خواہیم نمود کہ ایشاں قبول نہ کردہ اند"[4]

کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ صاحبزادہ گل محمد کے لئے جاگیر قبول فرمالیجئے۔ جواب دیا۔

گل محمد را نیز حاجت جاگیر نیست اگر نعلین

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۸۲ [2] نافع السالکین۔ ص ۸۲

[3] نافع السالکین۔ ص ۴ [4] " " ۔ ص ۱۶۱

Marfat.com

درویشان راست کنند، برائے خدمت او
مقربان خدمت گار شوند" [1]

شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کا مہمان ہو کر زندگی بسر کرنی چاہیئے تاکہ دینی کام پوری ذہنی مرکزیت کے ساتھ انجام پا سکیں۔

نواب بہاول خاں اول اور شاہ صاحب

نواب بہاول خاں اول، خواجہ مہارویؒ کا مرید اور معتقد تھا۔ خواجہ محمد سلیمان صاحبؒ سے بھی اس کو بڑی عقیدت تھی۔ خواجہ صاحب کا یہ مسلک تھا کہ امراء و روسائے سے علیحدہ رہتے تھے لیکن اگر کبھی ملنا پڑ جاتا تو نہایت خودداری اور استغنا سے ملتے تھے۔ اگر کوئی بات خلاف قاعدہ دیکھتے تو سختی کے ساتھ زجر و تنبیہ فرماتے اور اپنی ناراضگی کا اظہار صاف طور پر کر دیتے۔

خواجہ مہارویؒ کے وصال کے بعد نواب بہاول خاں نے صاحبزادگانِ مہار اور متعلقین کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ خواجہ مہارویؒ کے عرس کے موقع پر شاہ محمد سلیمان صاحبؒ وہاں تشریف لے گئے تو قاضی عاقل محمد صاحب اور حافظ محمد جمال صاحبؒ نے اس کا ذکر کیا اور تمام واقعات شاہ صاحب کو بتا کر نواب صاحب کے پاس جا کر سفارش کرنے کی درخواست کی۔ شاہ صاحب نے فرمایا "دیکھئے صاحبان! ہم تو پہاڑی آدمی ہیں۔ منت اور خوشامد کرنی تو ہم جانتے ہی نہیں۔ مجھے نواب صاحب کے پاس جانے سے گریز نہیں ہے۔ کیونکہ اپنے مرشدزادوں کا کام ہے۔ مگر طریقہ لجاجت کی امید نہ رکھئے۔

ٹھلہ الا ونڑا تین ٹھلہ کہا ونڑ

یعنی موٹا کھانا، موٹا پہننا اور سخت کلام کرنا ہمارا کام ہے۔ جانے کو تو میں جاتا ہوں مگر پھر مجھے یہ شکایت نہ کرنا کہ کام خراب کر آیا یا مٹی دا کھبکار یا کھلیں دا چٹکار۔ ادہر یا ادھر غرض خواجہ صاحب [2]

---

[1] نافع السالکین - ص ۱۶۱ [2] نافع السالکین - ص ۷۶، ۷۸ و خاتم سلیمانی - ص ۷۷-۷۸

Marfat.com

مرشد زادوں کے احترام کے باعث منع نہ کر سکے اور نواب صاحب کے پاس پہنچے۔ نواب نہایت عجز و انکسار سے ملا۔ خواجہ صاحب نے اس کو انتہائی غصہ میں ڈانٹا اور کامیاب واپس ہوئے۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ نواب محمد صادق خاں پسر بہاول خاں نے خواجہ بہاروی ؒ کے صاحبزادوں سے کچھ جرمانہ وصول کیا۔ شاہ محمد سلیمانؒ کو اس کا علم ہوا تو سخت ناگواری ہوئی۔ نواب صادق خاں سے خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔ نواب نے عذر و تقصیر کے لئے سید غلام شاہ اور دیگر اشخاص کو خدمتِ عالی میں بھیجا۔ اتفاق سے ان دنوں صاحبزادہ نور احمد صاحب بھی احمد پور مقیم تھے۔ نواب نے ان سے بھی شاہ صاحب کی خدمت میں جانے کی درخواست کی۔ صاحبزادہ نور احمد صاحب معہ سید غلام شاہ وغیرہ، خواجہ تونسویؒ کی خدمت میں پہونچے اور ان سے ہمراہ چلنے کی درخواست کی۔ خواجہ صاحبؒ نے اول تو ٹالا۔ لیکن جب صاحبزادے صاحب نے اصرار کیا تو فرمانے لگے "صاحبزادے صاحب آپ کو اس کام کے لئے یہاں تشریف لانا ہرگز ہرگز مناسب نہ تھا۔ آپ کی خاطر تو میں نواب صاحب سے ناراض ہوا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب آپ ہی خود تشریف لائے ہیں" صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا "قبلہ! کیا کریں۔ مجبور اور لاچار ہو کر آئے ہیں ہماری گذران اس ملک میں ہے"۔ خواجہ صاحب نے فرمایا "نہیں۔ نہیں۔ وہ تمہارے ملک میں ہے اور اس کی گذران تمہارے ملک میں ہے۔ خداوند کریم کا بھی لحاظ چاہیئے۔ آپ کے والد صاحب قطب الاقطاب تھے۔ آپ خدا کا دروازہ چھوڑ کر اہلِ دنیا کے پاس التجا لے جاتے ہیں" مجبوراً خواجہ تونسویؒ سلطان پور تشریف لے گئے۔ نواب صاحب حاضر ہوئے تو خواجہ صاحبؒ نے نہایت سخت سست کہا اس نے نذر پیش کی۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ اس کو دیوار کے باہر پھینک دو کہ اس بلا کے واسطے ہم ساری رات پہرہ چوکی کیوں دیں [1]۔

---

[1] خاتم سلیمانی۔ ص ۸۳۔ ۸۰ و نافع السالکین۔ ص ۱۵۶

Marfat.com

بہاول خاں ثانی جب تخت نشین ہوا تو اس نے شاہ صاحبؒ کے ساتھ انتہائی عقیدت وارادت کا سلوک کیا۔ تخت نشینی کے موقع پر شاہ صاحب کی خدمت میں ۸ ہزار روپیہ نذر کے بھیجے۔ خواجہ صاحبؒ نے یہ روپے مساکین و یتامیٰ پر تقسیم کر دیے[1] اس کے بعد آپ کے لئے ایک مسجد بنوائی۔[2] فارس نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے "۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں نواب بہاول خاں والی ریاست بہاول پور نے خواجہ سلیمان صاحب کی یادگار میں ایک مسجد اور ایک روضہ تیار کرا دیا۔"[3] فارس نے اسی فیصلے میں لکھا ہے "بہاولپور کا ہر نواب ثانی پیر تونسہ کا مرید ہوتا ہے"[4]

ریاستیں اور شاہ صاحبؒ پنجاب اور سرحد کی چھوٹی بڑی ریاستیں شاہ صاحبؒ سے عقیدت وارادت کو اپنے لئے باعثِ فخر ومباہات تصور کرتی تھیں۔ اکثر اوقات پگڑی باندھنے کی درخواست شاہ صاحب ہی سے کی جاتی تھی۔ جب نواب صادق محمد خاں کا انتقال ہوا اور نواب رحیم یار خاں، نواب بہاول خاں ثالث کے نام سے گدی پر بیٹھے تو شاہ صاحب، احمد پور تشریف لے گئے اور اپنے دستِ مبارک سے دستار باندھی۔[5] جب لعل خاں تنکانی حاکم سنگھڑ کا دورِ حکومت ختم ہوا تو شاہ صاحب نے نوابی کی دستار اسد خاں کے سر پر باندھی۔[6]

جب شاہ صاحبؒ ان والیان ریاست کو کسی گمراہی میں مبتلا پاتے تھے تو نہایت سختی سے تنبیہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ لعل خاں تنکانی حاکم سنگھڑ نے ایک بلوچ لڑکی سے جبراً نکاح کر لیا۔ مسلمانان سنگھڑ کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی۔ قاضی سنگھڑ اور دیگر ذمہ دار اشخاص نے شاہ صاحب سے پورا واقعہ بیان کیا۔ شاہ صاحب نے لعل خاں کے

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۶۲ [2] نافع السالکین۔ ص ۶۸ [3] فیصلہ فارس۔ ص ۷ - ۶
[4] فیصلہ فارس۔ ص ۲۴ [5] خاتم سلیمانی۔ ص ۹۴ [6] خاتم سلیمانی۔ ص ۹۷

Marfat.com

پاس کہلا بھیجا۔ "مسلمانوں پر اس قدر ظلم نہ کر اور کچھ خدا سے ڈر" لعل خاں نے جواب لکھا۔ شاہ صاحب نے وہ عریضہ پڑھ کر غصہ سے دور پھینک دیا۔[1]

لعل خاں کے بعد اس کا ایک عزیز اسد خاں حاکم ہوا۔ اس نے عدل و انصاف سے کام نہیں لیا تو شاہ صاحب نے اس کو تنبیہ کی ــــ "اسد خاں ظلم ترک کر دے۔ تری حکومت میں اگر ہمیں فائدہ ہے تو یہ کہ اذان سننے میں آتی ہے۔ ورنہ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں ہی اس شمالی ریکھ (تودۂ ریگ) پر سکھوں کی فوج آنے والی ہے"[2]

ایک مرتبہ نواب عبدالصمد خاں والیِ ڈیرہ غازی خاں نے قلعہ اختیار خاں کا محاصرہ کیا۔ اہالیانِ شہر گڑھی کے خالی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ نواب قلعہ نے اپنے چھوٹے بھائی کو شاہ محمد سلیمانؒ کی خدمت میں بھیجا کہ امداد کی درخواست کرے۔ شاہ صاحب، نواب عبدالصمد خاں کے پاس جانے کے لئے خود تیار ہوئے۔ میاں محمد صالح نے عرض کیا "قبلہ آپ کا تشریف لے جانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ نواب متکبر آدمی ہے" شاہ صاحب نے جو ہر کام خالصاً للہ کیا کرتے تھے۔ فرمایا "میں بندۂ خدا ہوں نہ کہ بندۂ نفس۔ اگر وہ کہنا نہ مانے گا تو آخر میرا کیا بگڑے گا"۔[3]

یہ الفاظ شاہ صاحب کی بلند حوصلگی، عالی ہمتی، اور بے نفسی کے بہترین شاہد ہیں۔ وہ اصلاحی کام میں ذاتی عزت و افتخار کا جذبہ بالکل شامل نہ ہونے دیتے تھے۔

شاہ شجاع اور خواجہ تونسوی

جس زمانہ میں شاہ محمد سلیمان صاحب تونسہ میں رونق افروز تھے، اس وقت مشرق وسطیٰ کی سیاست بہت خطرناک صورت اختیار کر رہی تھی۔ نپولین کی جنگوں کے بعد سے روس مسلسل مشرق کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ۱۸۲۶ء میں روسیوں نے ایرانیوں کو شکست دے کر اس ملک پر بھی اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا۔ برطانیہ کو روس کے اس بڑھتے ہوئے اقتدار سے سخت خطرات پیدا

---

[1] خاتم سلیمانی۔ ص ۹۷ [2] خاتم سلیمانی۔ ص ۹۹ [3] خاتم سلیمانی۔ ص ۱۰۱

Marfat.com

ہو گئے تھے۔ چنانچہ اس نے افغانستان میں اپنی طاقت کا استحکام کرنا چاہا تاکہ برطانوی ہند اور روس کے درمیان ایک طاقتور ریاست مقابلہ کے لیے موجود رہے۔ لیکن افغانستان میں اس وقت اندرونی گڑبڑ ہو رہی تھی۔ درّانی خاندان کو دوست محمد نے کابل اور غزنی سے نکال دیا تھا۔ درّانی خاندان کے امیدوارِ تخت و تاج، شاہ شجاع نے بالآخر ہندوستان میں پناہ لی تھی اور انگریز شاہ شجاع کی حمایت میں تھے۔

شاہ سلیمان تونسویؒ کی روحانی شہرت کو سن کر شاہ شجاع ان کی خدمت میں حاضر ہوا خاتم سلیمانی میں کئی واقعات ایسے درج ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ شجاع کو حضور خواجہ صاحب سے بڑی عقیدت اور ارادت پیدا ہو گئی تھی۔

جب شاہ شجاع دوسری بار انگریزی امداد لے کر افغانستان جا رہا تھا تو تونسہ شریف سے اس کا گذر ہوا۔ رات کو وہیں قیام کیا۔ صبح کو خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہ صاحب نے اپنے مصلے پر اس کو بٹھا لیا اور ساری سرگذشت سنی۔ اس کے بعد پوچھا "افغانستان کی تسخیر کا ارادہ ہے لیکن یہ بتاؤ کہ کس کی پناہ میں جا رہے ہو" فوراً جواب دیا "کہن دل خاں اور پردل خاں کی حمایت میں جا رہا ہوں"۔ اس کے بعد شاہ شجاع چلا گیا۔ شاہ صاحب اپنی مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اس کا بخت برگشتہ معلوم ہوتا ہے وہ اللہ کے بجائے کہن دل خاں اور پردل خاں پر اعتماد رکھتا ہے" لیکن شاہ صاحب بڑے مردم شناس بزرگ تھے۔ اگر ایک طرف شاہ شجاع کی اس بات پر ان کو اعتراض تھا، تو دوسری طرف وہ اس کی ہمت و مردانگی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد جب شاہ شجاع کے قتل کی خبر سنی تو فرمانے لگے "شاہ شجاع بڑی ہمت والا جوان تھا۔ حصولِ مطلب کی خاطر اپنی جان تک نذر کر دی"[1]

---

[1] خاتم سلیمانی - ص ۹۴

Marfat.com

امیر دوست محمد خاں اور شاہ صاحبؒ

حضرت شاہ محمد سلیمان صاحبؒ کی شہرت ہندوستان اور افغانستان میں دور دور تک پھیل گئی تھی۔ جس زمانہ میں شاہ شجاع اور دوست محمد خاں میں افغانستان کی حکومت کے لئے کشمکش ہو رہی تھی اور سکھوں اور انگریزوں نے شاہ شجاع کو امداد دینی شروع کر دی تھی، اس وقت دوست محمد خاں نے شاہ صاحب سے روحانی امداد کی درخواست کی۔ اور لکھا کہ میں نے خالصاً للہ جہاد پر کمر باندھی ہے تاکہ یہ اسلامی علاقہ کفار کے صدمات اور تصرفات سے محفوظ رہے۔ دعا فرمائیے کہ خدا مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے" شاہ صاحب نے یہ خط سن کر منشی محمد واصل سے کہا کہ جواب میں یہ شعر لکھ دو ؎

ہر آں کہ استعانت بدرویش بُرد
اگر بر فریدوں زد پیش بُرد[1]

وصال

ماہ صفر ۱۲۶۷ھ کا چاند دیکھ کر خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ ہمارے "سفر" کا مہینہ ہے۔ خدا خیر کرے"۔ کچھ دن بعد زکام کی شکایت ہوئی اور ۷ صفر کو جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ نواب بہاولپور نے ۷۰ ہزار روپیہ کے صرفہ سے سنگ مرمر کا عالی شان روضہ تیار کرایا۔ مولوی حسین علی فتح پوری نے تاریخ وصال کہی ؎

سلیمانِ زماں رحلت چو فرمود
یکایک در جہاں ظلمت بیفزود
پئے سالِ وفاتش ہاتفِ غیب
بگفت او آفتابِ چشتیاں بود[2]

حاجی نجم الدین صاحبؒ نے ایک نظم میں شاہ صاحبؒ کی زندگی کے کل اہم واقعات

---

[1] خاتم سلیمانی۔ ص ۹۷ [2] شجرہ خواجہ الہ بخش ص ۲۸ خاتم سلیمانی۔ ص ۱۵۰

Marfat.com

کی تاریخیں دی ہیں۔

دردا کہ غوث الاعظم راہی سوئے جناں شد
از ہجر او دو عالم پُر شور و پُر فغاں شد
از سالِ انتقالش ہاتف مرا بگفتہ
محبوب ذات حق بود اندر زمیں نہاں شد
سالِ ولادت آنرا از من اگر بپرسی
گر ہائے دور سازی خورشید دو جہاں شد
لفظ حبیب اللہ بے ہائے عمر او داں
من کردہ ام شماری ہشتاد و چار آں شد
تاریخ بیعت او ہم رفتنش بدھلے
خورشید دو جہانی می خواں دریں عیاں شد
وقتِ وصال مرشد بست و دو سالہ بودہ
از نجم دین عاصی در نظم این بیاں شد[1]

اولاد خواجہ محمد سلیمانؒ کے دو فرزند تھے۔

(۱) خواجہ گل محمد

(۲) خواجہ درویش محمد

دونوں شاہ صاحب کی حیات ہی میں وصال فرما گئے تھے۔ اس لئے شاہ صاحبؒ کے بعد ان کے پوتے خواجہ الہ بخش مسند نشین ہوئے۔

خلفاء شاہ محمد سلیمانؒ ۲۲ سال کی عمر میں سجادہ مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے تھے

---

[1] نافع السالکین۔ ص ۱۱۹ ان کی مہر کا سجع تھا ؎ سلیمان سرافراز نور محمد است

اور ۸۴ سال کی عمر تک وہ تلقین وارشاد میں مصروف رہے۔ اس مدت میں ہزاروں تشنگانِ معرفت، ہندوستان اور دیگر بلادِ اسلامیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے جہاں جوہر قابل پایا اس کی قدر کی اور خلافت سے سرفراز کیا۔ خواجہ گل محمد احمد پوریؒ نے لکھا ہے:۔

"خلفاء ایشاں در ہندوستان وولایت خراساں صاحبِ ارشاد اند"[1]

مناقب حافظیہ میں لکھا ہے کہ آپ نے کم وبیش ۷۰ بزرگوں کو خرقۂ خلافت عنایت فرمایا تھا[2] بعض خلفاء کے نام یہ ہیں ——

(۱) مولوی محمد باراں کلاچویؒ
(۲) مولوی محمد علی مکھڈیؒ
(۳) مولوی محمد علی خیر آبادیؒ
(۴) مولانا احمد تونسویؒ
(۵) صاحبزادہ نور بخش نبیرہ قبلۂ عالم
(۶) قطب الدین برادر حقیقی صاحبزادہ نور بخش
(۷) مولوی نور جہانیاں صاحب بہاول پوری
(۸) مولوی شہسوار صاحب سکنہ نواحی مہار
(۹) حاجی بختاور
(۱۰) حاجی برخوردار
(۱۱) مولوی سرفراز چشتی فریدی ڈیرہ اسمٰعیل خاں
(۱۲) میاں عبدالشکور خیر آبادی
(۱۳) سردار خاں ولایتی
(۱۴) حسن شاہ قندہاری
(۱۵) ولی اللہ خراسانی
(۱۶) ولی اللہ المشہور بہ منبر والہ
(۱۷) مولوی محمد حیات دہلوی
(۱۸) میاں حسن عسکری دہلوی
(۱۹) میر فضل علی جھجری
(۲۰) مولوی قیام الدین دہلوی
(۲۱) مولوی شرف الدین سوتری
(۲۲) شیخ احمد مدنی

---

[1] تکملہ سیر الاولیا۔ ص ۱۳۵ [2] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۴

Marfat.com

(۲۳) مولوی صالح محمد تونسوی
(۲۴) علی محمد امام
(۲۵) میاں عبداللطیف چینا پٹنی
(۲۶) صاحبزادہ غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب
(۲۷) مولوی نور محمد ملتانی امام مسجد حمام مہار
(۲۸) حافظ نور الدین ڈھنڈھی سکنہ نواحی
(۲۹) مولوی امام الدین ڈہڈی۔ لاہور
(۳۰) نور احمد سندھی
(۳۱) غلام محمد شیرانی
(۳۲) نور عالم سکنہ مکھند
(۳۳) فاضل شاہ کشمیری
(۳۴) امیر الدین بن فضل شاہ کشمیری
(۳۵) سید شیر شاہ پاک پٹنی
نبیرہ مولانا بدر الدین۔
(۳۶) مستان شاہ خراسانی
(۳۷) ابوالحسن لانگھوی سکنہ سنگھڑ
(۳۸) تقی محمد لانگوی
(۳۹) مولوی قادر بخش
(۴۰) حافظ عظمت علی طیفروی نواحی مہار
(۴۱) مولوی غلام رسول طیفروی
(۴۲) فیض اللہ شاہ جھجوی

(۴۳) مولوی نظام الدین
(۴۴) حافظ گوہر اونچا
(۴۵) میاں دلیل خاں پوری
(۴۶) مولوی محمد حسین چوہان
(۴۷) مولوی محمد یار جہنا وی
(۴۸) غلام محمد اوجینی
(۴۹) حافظ غلام رسول
(۵۰) مولوی نور محمد نارووالہ
(۵۱) سجل خاں سکنہ پھنڈی
(۵۲) غلام محمد ملفانی
(۵۳) غلام رسول خاں، کوافغان
(۵۴) محمد اکرم
(۵۵) مولوی شمس الدین سکنہ مساہیول
(۵۶) مولوی عبدالرحمٰن مودی
(۵۷) مولوی امام الدین مصنف نافع السالکین
(۵۸) مولوی محبوب عالم
(۵۹) میاں نظام الدین بمبئی
(۶۰) شرف دین گردستانی
(۶۱) غلام محمد رسول پوری
(۶۲) غلام محمد پٹنی
(۶۳) حاجی نجم الدین مصنف مناقب المحبوبین

ان خلفاء میں حاجی نجم الدین صاحبؒ، حافظ محمد علی حیدرآبادیؒ، مولوی شمس الدین سیالویؒ نے سلسلہ کی ترویج و تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا۔ ان کی خانقاہیں آج تک عقیدت و ارادت کا مرکز ہیں۔

Marfat.com

باب نہم

حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی

حافظ سید محمد علی صاحب خیرآبادیؒ خواجہ تونسویؒ کے اولین خلفا میں سے تھے خیرآباد میں ان کی خانقاہ علم و فضل کا مرکز اور فیوض و برکات کا منبع تھی اودھ اور دکن میں چشتیہ سلسلہ کی اشاعت کا کام اسی خانقاہ میں بیٹھ کر کیا گیا تھا۔ وہ بے پناہ عزم و استقلال کے مالک تھے۔ نامساعد حالات سے بالکل متاثر نہ ہوتے تھے۔

ولادت اور نسب

حافظ صاحبؒ کی ولادت باسعادت ۱۱۹۲ھ کو ہوئی تھی[1] ان کے والد ماجد مولوی شمس الدین ایک علمی خاندان کے فرد تھے۔ ان کے اجداد میں ایک بزرگ حضرت شیخ سعد خیرآبادیؒ حضرت شاہ مینا لکھنوی کے خلیفہ تھے اور ان کی شہرت دور دور پھیلی ہوئی تھی۔ حافظ صاحب کا خاندان بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ علم و فضل میں اس گھرانے کو ایک امتیازی رتبہ حاصل تھا۔

ایام طفلی

بچپن ہی سے حافظ صاحب کی طبیعت عبادت کی طرف راغب تھی۔ رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر وہ یادِ حق میں مشغول ہو جاتے تھے[2]۔ شریعت کی پابندی

---

[1] تذکرہ اولیائے دکن جلد اول۔ ص ۳۰۸ [2] مناقب حافظیہ۔ ص ۹۳، ۹۴

Marfat.com

کا یہ عالم تھا کہ ایک دن وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کسی جگہ جا رہے تھے۔ راستہ میں بیر کے درخت ملے۔ سب لڑکوں نے ان درختوں سے پھل توڑ کر کھائے حافظ صاحب سے کھانے کے لئے کہا گیا تو فرمایا "یہ درخت غیر کی ملک ہیں بغیر مالک کی اجازت کے کیونکر کھاؤں"[1]

تعلیم سب سے پہلے سید محمد علی صاحب نے قرآن پاک حفظ کیا۔ اس کے بعد خیر آباد میں مولانا عبدالوالی صاحب سے جو اپنے زمانہ کے مشہور عالم تھے شرح وقایہ تک علم حاصل کیا۔ پھر شاہ جہاں پور تشریف لے گئے اور وہاں کچھ عرصہ تک تحصیل علوم میں مشغول رہے۔ یہاں شہر کے باہر ایک مسجد میں ان کا قیام رہا۔ شاہ جہاں پور کی علمی دنیا جب ان کی تشنگیٔ علم کو نہ بجھا سکی تو دہلی کا رخ کیا۔ کہ وہی ہندوستان میں علم و ادب اور سلوک کا آخری مرکز سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت شاہ ولی اللہ صاحب کے گھرانے نے علم کی وہ شمع روشن کر رکھی تھی جس کے گرد دور دور سے علمی پروانے جمع ہو رہے تھے۔ دہلی میں مشکوٰۃ کا سبق انھوں نے حضرت شاہ عبدالقادرؒ سے لیا۔[2] پھر حرمین شریفین میں صحیح بخاری کی سماعت فرمائی۔ جب شاہ سلیمان تونسویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو صحیح مسلم کی سماعت[3] کی دہلی میں شاہ عبدالقادرؒ کی خدمت میں فصوص الحکم کا کچھ حصہ پڑھا[4]

مجاہدات حافظ صاحبؒ نے ابتدائی زمانہ میں سخت مجاہدات کئے تھے۔ سب سے پہلے وہ حضرت سید محمد مشتاق عرف چھیدا میاں[5] کے مزار پر چلہ کش ہوئے۔ پھر حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار متبرکہ پر ریاضات شاقہ میں مشغول ہو گئے۔ نمازیوں کے لئے پانی بھر بھر کر لاتے۔ باقی وقت میں عبادت کرتے۔ اسی طرح کافی عرصہ گذر گیا۔ پھر حضرت قطب صاحبؒ کے مزار پر دہلی میں حاضر ہوئے اور حسب معمول مجاہدوں میں مشغول ہو گئے

---

[1] [2] [3] [4] مناقب حافظیہ۔ ص ۹۳، ۹۴

[5] مناقب حافظیہ۔ ص ۹۶

Marfat.com

چند مکانوں میں اجرت پر پانی بھر کر اپنی گذر اوقات کرتے تھے اور اکثر روزہ رکھتے تھے تمام رات قرآن پاک کی تلاوت میں گزرتا تھا۔ دہلی سے وہ اجمیر شریف پہونچے اور وہاں بارہ سال تک ایک مسجد میں مقیم رہے[1]۔ یہاں سے پاک پٹن کا ارادہ کر دیا۔ پاک پٹن میں خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و بزرگی کی شہرت سن کر دل اس طرف متوجہ ہو گیا۔ یہاں ان کو عقیدت و ارادت کا ایسا مرکز مل گیا جس نے ان کے مجاہدوں اور ریاضتوں کو صحیح راستے پر لگا دیا۔ شاہ محمد سلیمانؒ کی صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا، فطرت کی ودیعت کی ہوئی صلاحیتیں ابھر آئیں اور ان کو چمکنے کا موقع مل گیا۔

بیعت

حافظ صاحبؒ انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ پاک پٹن سے تونسہ روانہ ہوئے شاہ محمد سلیمانؒ کی خدمت میں پہونچ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی خواہش کا بھی اظہار نہ کر سکے۔ اسی طرح ایک سال گذر گیا۔ ایک دن حافظ صاحبؒ کے دل میں خیال آیا کہ افسوس حضرت شاہ صاحبؒ میرے حال کی جانب متوجہ نہیں ہوتے۔ شاہ صاحب کو معلوم ہوا تو فرمایا "جس شخص سے مجھے تعلق ہوتا ہے بظاہر میں اس کی طرف توجہ نہیں کرتا ہوں"۔ یہ سن کر حافظ صاحب کے بے چین قلب کو اطمینان ہوا۔ شاہ صاحب نے پہاڑ پر پاؤں رسی میں باندھ کر عبادت کرنے کی ہدایت کی۔ عرصہ تک حافظ صاحب اس طرح کے مجاہدے کرتے رہے۔ اس کے بعد شاہ محمد سلیمان صاحبؒ نے اپنے سلسلہ میں داخل کر لیا اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حافظ صاحب نے کچھ عرصہ تک کسی شخص کو مرید نہیں کیا شیخ کو علم ہوا تو وجہ پوچھی۔ عرض کیا "اہل ہند نہایت درجہ معاصی میں مبتلا ہیں۔ اسی وجہ سے سلسلہ میں داخل نہیں کیا"۔ شاہ صاحب نے فرمایا "تم کو اس سے کیا کام۔ میں نے اجازت دی ہے۔ نیک خواہ بد جو کچھ ہوں گے مجھ سے ہوں گے"[2]۔ شیخ کا یہ حکم سننے کے بعد

---

[1] مناقب حافظیہ۔ ص ۹۶ [2] مناقب حافظیہ ص ۹۹

Marfat.com

حافظ صاحب نے بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اودھ، پنجاب اور حیدر آباد کے ہزاروں باشندوں نے ان کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ پھر حافظ صاحب حرمین شریفین تشریف لے گئے وہاں دس سال تک مقیم رہے اور کچھ لوگوں کو مرید بھی کیا۔[1]

پیر و مرشد سے عقیدت

حافظ صاحب کو اپنے پیر و مرشد سے بڑی عقیدت تھی شیخ کے نوکروں تک کی عزت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ شاہ صاحب کا سائیس لکھنؤ میں مل گیا۔ اس کی بے حد تعظیم کی۔[2] حافظ صاحب جب اپنے شیخ کی خدمت میں جاتے تھے تو کئی کوس پہلے سے پیادہ پا چلنے لگتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مرید نے سوار ہونے کی درخواست کی، تو فرمایا ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد[3]

شاہ صاحبؒ ان کی صحبت اور خلوص کی بے حد قدر کرتے تھے اور انتہائے تعلق میں ان کو شاہ ہوری کہتے تھے۔[4]

بری رسموں کو دور کرنے کی کوشش

حافظ صاحبؒ کی کوشش تھی کہ مسلمانوں کی سوسائٹی کا نشو و نما اسلامی اصول پر ہو۔ وہ ہمیشہ اسلامی رسم و رواج اور طرزِ زندگی پر زور دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ بری رسموں کو دور کرنے کی جد و جہد کرنا سب سے زیادہ اہم کام ہے خود ان کے متعلق مناقب کے مصنف کا بیان ہے: "ہمیشہ سنتِ نبویہ کے زندہ رکھنے اور اہلِ ہند کی باطل رسومات کو مٹانے کے واسطے مستعد اور آمادہ رہتے تھے"۔[5]

---

[1] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۰۰ [2] مناقب حافظیہ ص ۱۱۷ [3] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۲۱
[4] " " ۔ ص ۱۰۶ [5] " " ۱۰۶

Marfat.com

حافظ صاحب کی اصلاحی کوششوں کی ابتدا خود ان کے گھر سے ہوئی۔ انھوں نے اپنے گھر میں ان تمام رسومات اور توہمات کو ختم کیا جن کو وہ غیر شرعی سمجھتے تھے۔ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد ان کو قصبہ موہان کا سفر پیش آیا۔ حاضرین نے کہا۔ کیا حضرت بی بی صاحبہ کی رسومات نہیں کریں گے"۔ فرمایا" جہاں ہوں گا وہاں فاتحہ کر دوں گا۔ کیونکہ اس سے غرض ایصالِ ثواب ہے اور وہ ہر جگہ ممکن ہے۔ یہ کیا ضرور ہے کہ اسی جگہ سیوم کی فاتحہ کروں"[1]

شادی کے معاملہ میں وہ غیر ضروری رسومات کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک دن اچانک صاحبزادے حافظ جمال الدین کو دلہن کے مکان پر لے گئے۔ اور نکاح کے لئے کہا۔ دلہن کے گھر والوں نے بے سروسامانی کا عذر کیا تو فرمایا جو کچھ اللہ اور رسولؐ کا حکم ہے اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے"۔ چنانچہ قواعدِ شرعیہ کے مطابق نکاح ہو گیا اور کوئی غیر شرعی رسم ادا نہیں کی گئی۔

حافظ صاحب کے برادر زادے حافظ تراب علی صاحب کی شادی میں کاغذ کے پھول تیار کئے گئے تھے۔ حافظ صاحب کی نظر پڑی تو سخت رنج ہوا۔ فرمایا" یہ بزرگ زادے ہیں اور ایسے مراسمِ قبیحہ کرتے ہیں" یہ کہہ کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے[2]۔ وہ ایسی شادیوں میں جن میں اسلامی شعار کی پابندی نہیں ہوتی تھی شرکت نہ کرتے تھے۔ ایک شخص واجد علی خاں نے شادی میں شرکت کی درخواست کی۔ فرمایا" اس زمانہ میں اس قدر مہر قرار دیا جاتا ہے کہ اس کا ادا کرنا ناممکن ہوتا ہے یہ امر ناروا ہے۔ پس ایسی تقریب نکاح میں میں شریک نہیں ہوا کرتا"[3]۔ خاں صاحب کے اس یقین دلانے پر کہ جو مہر قرار پائے گا وہ اسی وقت ادا کیا جائے گا آپ شادی میں تشریف لے گئے۔

---

[1] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۰۶
[2] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۰۷
[3] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۰۷

Marfat.com

"تقاریب میں رنڈیوں کے ناچ سے سخت نفرت تھی۔[1]

اگر کہیں رنڈیوں کا ناچ ہوتا تو ہرگز شریک نہ ہوتے۔[2] ایک مرتبہ حیدرآباد میں حضرت شاہ یوسف کے مزار پر حاضری کا اتفاق ہوا۔ تو دیکھا کہ وہاں طوائفوں کا ناچ ہو رہا ہے۔ آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ محفل میں پہونچ کر مشائخ کو للکارا۔

"یہ بال تمہاری داڑھی کے نہیں ہیں۔ بلکہ زنار کے تار ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزاروں پر ایسا فسق و فجور ہوتا ہے اور تم دیکھتے ہو" [3]

حافظ صاحب مشرکانہ تہواروں میں شرکت کو پسند نہ فرماتے تھے۔ کہتے تھے۔

"جس مسلمان نے رسم کفر کو رغبت دل سے مشاہدہ کیا اس کے ایمان میں خلل پڑا" [4]

جب کسی قوم کے قوائے عمل مضمحل ہوتے ہیں تو ان علوم اور شعبدوں میں دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو بغیر ہاتھ پاؤں کو جنبش دئے اسائش کی زندگی کا دلکش خواب دکھاتے ہوں۔ چنانچہ اس زمانہ میں عام لوگوں کو کیمیا بنانے کی فکر رہتی تھی۔ ہر شخص اسی دھن میں وقت گزارتا تھا۔ حافظ صاحب نے اپنے ملفوظات میں جگہ جگہ ایسے لوگوں کی مذمت کی ہے۔ [5]

اخلاق حافظ محمد علی صاحبؒ اخلاقِ محمدی کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ انسانی مساوات و اخوت پر ان کا ایمان تھا اپنے عمل سے اس کی تائید کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک موچی میاں اسلم کے جوتے سی رہا ہے فرمایا

---

[1] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۵۳ [2] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۰۸ [3] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۳۱
[4] " " ۔ ص ۱۷۷ [5] " " ۔ ص ۲۸۴

Marfat.com

اپنے ہاتھ دھو کر آ اور کھانا کھا۔ اور اپنے پاس بٹھا کر کھانا کھلایا[1]۔ جاڑے کے موسم میں ایک جولاہا ان کے پاس آ کر بیٹھا۔ اس کے پاس جاڑے کا لباس نہ تھا۔ حافظ صاحب نے اس کو اپنے بستر میں اپنے پاس سلایا[2]۔

حافظ صاحب جب محفل میں مدعو کیے جاتے تو کبھی ممتاز جگہ پر نہ بیٹھتے[3]۔ سفر و حضر میں خادموں کے ساتھ کام میں شریک رہتے تھے۔ بعض اوقات روٹیاں اپنے ہاتھ سے پکا لیتے تھے[4]۔ اظہارِ شیخت سے نفرت تھی۔ بلکہ اس قسم کا تواضع جس سے ترک تجرید کا اظہار ہو پسند نہ کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ترک کو بھی ترک کرنا چاہیے[5]۔

اتباعِ سُنت حافظ صاحب اتباعِ سنت پر بہت زور دیتے تھے۔ مناقب حافظیہ میں لکھا ہے:۔

"حضرت شیخ الاسلام کو چونکہ اتباعِ نبوی میں بہت کد و کوشش تھی، ہمیشہ سنت نبویہ کے زندہ رکھنے اور اہل ہند کی باطل رسومات کو مٹانے کے واسطے مستعد اور آمادہ رہتے تھے"[6]

ان کی مجلسوں میں مسائلِ شریعت اور سنت کے علاوہ کوئی ذکر نہیں ہوتا تھا[7]۔ اپنے مریدوں کو سنتِ نبوی پر عمل کرنے کی برابر تاکید کرتے تھے۔ ایک شخص ہر روز صبح کو آ کر قدم بوسی کرتا تھا ایک روز فرمایا "آیا یہ ڈنڈوت ہے۔ کہ فجر کو اٹھ کر ہندوؤں کی طرح ایسا کرتا ہے۔ السلام علیکم کہہ کر بیٹھ جانا چاہیئے"[8]۔ حافظ صاحب اپنے مریدوں کو بتایا کرتے تھے کہ "آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۰۹
[2] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۲
[3] " " ۔ ص ۱۱۰
[4] " " ۔ ص ۱۱۲
[5] " " ۔ ص ۱۱۵
[6] " " ۔ ص ۱۰۶
[7] " " ۔ ص ۱۳۶
[8] " " ۔ ص ۱۴۸

Marfat.com

کے اتباع کے بغیر کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور محبتِ الٰہی کا دعویٰ بغیر اتباعِ نبوی جھوٹا دعویٰ ہے۔[1]

حافظ صاحب اپنے مریدوں کو احسان وسلوک کی صرف ان کتابوں کے مطالعہ کی ہدایت فرماتے تھے جن میں شریعت پر خاص زور دیا گیا ہو۔ عوارف المعارف ان کو بہت پسند تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں ہر مسئلہ حدیث شریف سے لکھا گیا ہے"۔[2]

مریدوں کی تربیت

حافظ صاحب اپنے مریدوں کی اصلاح وتربیت میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے "مرشدوں کو مریدوں کا اس طرح خیال رہتا ہے جس طرح ماں کو اپنے لڑکوں کا خیال رہتا ہے"۔[3]

حافظ صاحب اظہارِ مشیخت سے ناراض ہوتے تھے۔ ان کا حکم تھا کہ ہر چیز کا اخفا کیا جائے ایک دن ان کے ایک مرید میر محمد علی ان لکڑیوں پر جن سے کپڑا بنا جاتا ہے بیٹھے ہوئے تھے اتفاقاً حافظ صاحب کی نظر ان پر پڑ گئی۔ فرمایا۔ ایسا فعل نہیں کرنا چاہیے جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ یہ شخص نہایت متواضع اور منکسر ہے"۔[4] ایک مرید نے اپنی رضائی ایک مسکین کو دیدی تو سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا اس فعل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص ایسا باخدا ہے کہ ایک رضائی اس کے پاس تھی وہ بھی خدا کی راہ میں دیدی۔[5] فرمایا کرتے تھے کہ ترک کو بھی ترک کرنا چاہیئے۔ مریدوں کے بال رکھنے کو اس وجہ سے ناپسند کرتے تھے کہ اس سے اظہارِ مشیخت ہوتا ہے۔[6]

حافظ صاحب اپنے مریدوں کی ظاہری وباطنی زندگی کی اصلاح میں بڑے جد وجہد کرتے تھے۔ مرید کرتے وقت یہ ہدایتیں فرماتے تھے۔

---

[1] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۷۷
[2] مناقب حافظیہ۔ ص ۲۱۲
[3] " " ۔ ص ۱۸۶
[4] " " ۔ ص ۱۱۵
[5] " " ۔ ص ۱۱۵
[6] " " ۔ ص ۱۶۳

Marfat.com

(۱) شریعت پر قائم رہو۔
(۲) اللہ کی محبت میں دل کو ثابت رکھو۔
(۳) جب تک تحصیلِ علم سے فارغ نہ ہو ذکر نہ کرو۔
(۴) دنیا کی محبت میں مت بیٹھو۔ اس سے محبتِ الٰہی کی لذت سلب ہوتی ہے[۱]۔

تعویذ و عملیات سے اجتناب

جب مذہبی ذہن پریشان ہوتا ہے تو عملیات میں غیر معمولی اعتقاد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے قوائے عمل شل ہو جاتے ہیں اور اوہام کا تار و پود زندگی کے سرچشموں کو خشک کر دیتا ہے۔ حافظ صاحب کے زمانہ میں اسلامی سوسائٹی انحطاط پذیر تھی۔ عملیات، تعویذ اور گنڈوں میں انتہا سے زیادہ اعتقاد پیدا ہو گیا تھا۔ حافظ صاحب کو یہ چیز سخت ناپسند تھی۔ مناقب میں لکھا ہے۔

"شیخ الاسلام عملیات سے نفرت رکھتے ہیں
اور دوسروں کو بھی اس سے منع فرماتے ہیں"[۲]

آپ نے کبھی کسی کو تعویذ نہیں دیا۔ ایک شخص بے حد مصر ہوا تو مولانا روم کا یہ شعر کاغذ پر لکھ دیا ؎

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو
ایمنے از تو مہابت ہم ز تو[۳]

مثنوی مولانا روم

حافظ صاحبؒ کو مثنوی مولانا روم پر بڑا عبور تھا۔ انھوں نے عارف روم کے معارف ربانیہ کا مطالعہ نہایت بالغ نظری سے کیا تھا اور ان کو نہایت ہی بلیغ اور دل نشین انداز میں بیان کرتے تھے۔ مناقب المحبوبین میں لکھا ہے

"گویند مثنوی را مثل ایشاں کسے نمی خوانا ند"[۴]

---

[۱] مناقب حافظیہ۔ ص ۲۱۹ [۲] مناقب حافظیہ۔ ص [۳] مناقب حافظیہ۔ ص [۴] مناقب المحبوبین ص ۳۵۷

Marfat.com

اشراق کی نماز کے بعد وہ مثنوی کا درس دیتے تھے[1]۔ مرتب مناقب حافظیہ کا بیان ہے

"اس کتاب شریف کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام کو کمال تعلق محبت تھا اور اس کے معانی اور مطالب اس زمانہ میں آں حضرت کی مانند کوئی نہیں بیان کرتا تھا[2]"

حافظ صاحب اپنے اعلیٰ مریدوں کو مثنوی کے مطالعہ کی ہدایت فرمایا کرتے تھے[3]۔ وہ مثنوی کو حقائق و معارف، اسرار و رموز کا ناپیدا کنار سمندر سمجھتے تھے، اس لئے اس کی شرح لکھنے کو کبھی اچھا نہ سمجھا۔ ایک روز مجلس میں فرمانے لگے کہ مولانا جامی نے مثنوی کے شرح لکھنی شروع کی۔ اس کے دو تین اشعار کی شرح لکھنے پائے تھے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب تمہارے شرح لکھنے سے ناخوش ہوتے ہیں۔ انھوں نے اپنے اسرار کو در پردہ کہا ہے اور تم اس کو ظاہر کرنا چاہتے ہو۔ یہ سنکر مولانا جامی نے شرح لکھنی بند کر دی[4]۔

حافظ صاحب کے درسِ مثنوی میں ہندو بھی شریک ہوتے تھے[5]۔

درس و تدریس حافظ صاحبؒ کی خانقاہ میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ مولانا رومؒ حضرت ابن عربیؒ اور مولانا جامیؒ کی تصانیف کا درس وہ خود دیتے تھے اور اس انداز میں دیتے تھے کہ بڑے بڑے عالم ان سے استفادہ کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی جو خود بڑے جید عالم تھے، فصوص کا درس لینے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے[6]۔

---

[1] مناقب حافظیہ - ص ۱۱۵ [2] مناقب حافظیہ - ص ۱۱۶
[3] " " - ص ۲۱۴ [4] " " - ص ۲۱۵
[5] " " - ص ۲۵۶ [6] " " - ص ۱۱۶

Marfat.com

حافظ صاحب معاصرین کی نظر میں

حافظ صاحبؒ ان مخصوص بزرگوں میں تھے جن کی روحانی عظمت اور علمی تبحر کی تعریف کرنے پر خود ان کے معاصر علماء و مشائخ مجبور ہو گئے تھے۔ مولانا انوار الحق صاحب قدس سرہ لکھنؤ کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔ حافظ صاحب کو وہ ہمیشہ "شبلی وقت" کہا کرتے تھے[1] ایک مرتبہ حافظ صاحب ان کی مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک شخص نے آکر مولانا سے مصافحہ کیا۔ مولانا نے حافظ صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "ان کے ہاتھ پر بوسہ دو۔ یہ شیر حق ہیں"[2] ایک مرتبہ مولانا انوار الحق صاحب نے اپنی مجلس میں فرمایا "حافظ صاحب دولہا ہیں اور ہم سب براتی"[3]

لکھنؤ کے ایک دوسرے عظیم المرتبت بزرگ مولانا عبدالرحمٰن صاحب ان کے بیحد مداح تھے اور ان کی بے حد عزت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے — "حافظ صاحب اپنے عہد کے سلطان المشائخ ہیں"[4] حافظ صاحب جب تشریف لائے تھے تو شاہ غلام علی صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے ان کی بڑی خاطر مدارات کی تھی۔[5]

حاجی نجم الدین صاحبؒ ان کے متعلق پیولانی میں لکھتے ہیں[6]

اور محمد علی شاہ ساکن خیر آباد
کری جوانی خرچ جن پیچ خدا کی یاد
یہ ہیں صاحب سلسلہ صدہا لوگ مرید
دن دن شہر اجاگ اندر ان کا ہوا مرید

---

[1] مناقب حافظیہ - ص ۱۰۲ [2] مناقب حافظیہ - ص ۱۰۲
[3] " " - ص ۱۰۳ [4] " " - ص ۱۰۳
[5] " " - ص ۱۶۷ [6] پیولانی - ص ۵

امرا سے اجتناب

حافظ صاحب کا "صحبت الاغنیاء للفقراء سم قاتل" پر راسخ اعتقاد تھا۔ وہ کسی امیر کے پاس جانا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کی صحبت سے اجتناب کرتے تھے۔ لیکن اگر کوئی آجاتا تو سنتِ نبوی کے مطابق اخلاق سے پیش آتے۔ حیدرآباد قیام کے زمانہ میں ایک مرتبہ محی الدولہ احمد یار خاں نے عرض کیا کہ حضور یہاں کے رئیس کو آپ سے ملنے کا بے حد شوق ہے۔ فرمایا۔ تم اور وہ دونوں جھوٹے ہو۔ اگر اس کو ملاقات کا اشتیاق ہوتا تو وہ میرے پاس کیوں نہ آتا۔ اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ میرے دروازے پر نہ بواب ہیں نہ حجاب ہیں" [1]

بہادر شاہ ظفر اور حافظ صاحب

بہادر شاہ ظفر نے چند مرتبہ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور ملاقات کا شوق ظاہر کیا۔ لیکن حافظ صاحب نے ہمیں یہ فرمایا کہ ملاقات کی حاجت نہیں ہے شوق کا دل ہی میں رہنا اچھا ہے۔ بہادر شاہ نے اصرار کیا لیکن حافظ صاحب راضی نہ ہوئے بالآخر بہادر شاہ نے کالے صاحب کی وساطت سے ملنے کی کوشش کی۔ کالے صاحب وقت کے منتظر رہے۔ قطب صاحب کے عرس کے دنوں میں حافظ صاحب آستانہ شریف کی مسجد میں رونق افروز تھے۔ کالے صاحب نے فرمایا۔ حافظ صاحب ایک ضرورت سے جاتا ہوں جب تک میں حاضر نہ ہوں آپ یہیں تشریف رکھیں۔ یہ کہہ کر بادشاہ کے پاس گئے اور اس کو لے کر آئے۔ حاضرین نے شور کیا کہ بادشاہ مسجد کی طرف آتے ہیں۔ جب یہ آواز حافظ صاحب کے کانوں میں پہونچی فوراً دیوار پھاند کر چلے گئے [2]

وہ کلمۂ حق کے کہنے میں بے باک تھے اور کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قطب صاحب کے مزار پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ مزار شریف کے قریب چھتوں پر قنایتیں لگی ہوئی ہیں۔

---

[1] مناقب حافظیہ - ص ۱۳۵ [2] مناقب حافظیہ - ص ۱۳۵

Marfat.com

اوران کی رسیاں مزار مبارک کی طرف ہیں۔ پوچھا کہ یہ قنانیں کس کی ہیں۔ کہا گیا کہ بادشاہ دہلی کے محلات کے واسطے ہیں۔ حافظ صاحب نے غصہ ہو کر فرمایا۔ یہ انتہائی بے ادبی ہے۔ ان رسیوں کو کاٹ دو تاکہ یہ قنانیں گر پڑیں[1]۔

نواب بھاول خاں اور حافظ صاحبؒ

نواب بھاول خاں ثانی، خواجہ تونسویؒ کا مرید تھا۔ حافظ صاحب سے ملاقات کی تمنا رکھتا تھا۔ مگر کبھی اس کا موقع نہ ملتا تھا۔ ایک دن شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کی خدمت میں اپنی اس تمنا کا اظہار کیا۔ شیخ نے حافظ صاحب کو طلب کیا۔ حافظ صاحب حاضر ہوئے تو سلام عرض کرنے کے بعد شیخ کے روبرو بیٹھ گئے۔ خاں موصوف کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ تھوڑی دیر کے بعد پیر و مرشد کی اجازت سے اپنے مقام پر واپس آ گئے[2]۔

مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ حافظ صاحب ایک مرتبہ احمد پور تشریف لے گئے تھے نواب بھاول خاں کو جب تشریف آوری کا علم ہوا تو ملاقات کا ارادہ کیا۔ آپ کو خبر ہوئی تو فوراً تونسہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے[3]۔

انگریزوں سے تنفر

حافظ صاحب کے زمانہ میں انگریزوں کا اقتدار ہندوستان میں پوری طرح سے قائم ہو گیا تھا۔ انگریزی معاشرت کے اثرات ظاہر ہو رہے تھے۔ حافظ صاحب کو انگریزی طور و طریقہ اور طرز معاشرت سے سخت نفرت تھی۔ اگر کوئی انگریزی وضع اختیار کرتا تھا تو طبیعت پر گراں گزرتا تھا۔ بوٹ پہن کر کوئی شخص آتا تو ناخوش ہوتے اور فرماتے "یہ نصاریٰ کی وضع ہے[4]۔ مصنف مناقب حافظیہ کے چچا واجد علی خاں نے ایک کوٹھی بنائی اور حافظ صاحب کو برکت کے لئے مکان میں لائے۔ حافظ صاحب نے معائنہ کے بعد فرمایا کہ واجد علی خاں نے خوب مکان بنایا ہے

---

[1] مناقب حافظیہ - ص ۱۲۸ [2] مناقب حافظیہ - ص ۱۳۵

[3] " " - ص ۵۵-۳۵۴ [4] " " - ص ۱۳۷

مگر مجھ کو پسند نہیں آیا۔ کیونکہ اس میں دروازے انگریزی وضع کے ہیں[1]۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کے نام کے ساتھ انگریزی لفظ سن کر اس قدر ناراض ہوئے کہ اس کا خط تک نہ پڑھا۔[2]

وحدتِ وجود

وحدتِ وجود پر وہ عوام میں گفتگو کرنے کو برا سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے پوچھا کہ عوام جو وحدتِ وجود پر گفتگو کرتے ہیں اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ فرمایا "یہ الحاد و زندقہ ہے"[3]

سماع

سماع کے معاملہ میں بہت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ زمان، مکان، اخوان کی شرطیں جب تک پوری نہ ہوں مجلس منعقد نہیں کرنی چاہیے، قوال ہمیشہ باشرع ہونا چاہیے۔[4]

ہندوؤں کو عقیدت

ہندوؤں کو بھی حضرت حافظ صاحب سے بڑی عقیدت تھی۔ مثنوی رومیؒ کے درس میں ہندو بھی شریک ہوتے تھے۔ حیدرآباد کے راجہ چندولال کو آپ سے بے حد عقیدت تھی[5]۔ اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ دہلی کا ایک کایستھ ہندو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس قدر متاثر ہوا تھا۔ کہ معہ اہل و عیال مسلمان ہو گیا[6]۔ شاہ صاحب کا اخلاق بے حد اچھا تھا۔ ہر ملنے والا ان سے مل کر خوش ہوتا تھا اور ان کی محبت کا نہ مٹنے والا نقش لے کر ان کی مجلس سے جاتا تھا۔

واجد علی شاہ اور حافظ صاحب

واجد علی شاہ کے ہنگامہ ہائے ناؤ و نوش اور حکومت کے کاموں سے بے تعلقی کو دیکھ کر حافظ صاحب کو سخت صدمہ ہوا۔ انھوں نے متعدد بار واجد علی شاہ سے شکایت کی اور اس کے فرائض

---

[1] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۳۷
[2] مناقب حافظیہ۔ ص ۱۳۷
[3] " " ۔ ص ۱۵۵
[4] " " ۔ ص ۱۵۷
[5] مناقب المحبوبین۔ ص ۳۵۷
[6] مناقب المحبوبین۔ ص ۳۵۸

Marfat.com

سے آگاہ کیا۔ جب تمام نصیحتیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں تو حافظ صاحبؒ لکھنؤ تشریف لائے اور واجد علی شاہ سے کہلا بھیجا کہ ہم جنگ کے واسطے آئے ہیں۔ اگر تجھ کو زور اور بہادری کا دعویٰ ہو تو مقابلہ کر۔" اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ تلواریں ہمراہ لاؤ۔ ہم جنگ کریں گے مصنف مناقب حافظیہ کو بھی تلوار لانے کا حکم ہوا۔ متفکر ہو کر کئی بار فرمایا۔

"میرے دل میں آتا ہے کہ اس رئیس
سے تخت خالی کرا دوں" [1]

ایک رات شاہ مینا صاحبؒ کی درگاہ میں بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے "یہ تختہ کا تختہ الٹے"۔ ایک پیر مردان کے قریب بیٹھے تھے بار بار عرض کرتے تھے ایسا نہ فرمایئے آخر مسلمان ہے۔ حافظ صاحب اور زیادہ جوش میں آجاتے اور فرماتے۔

"اگر نصاریٰ کی عمل داری ہو تو اس حکومت
سے بہتر ہے" [2]

حافظ صاحب بہ حیثیت شاعر حضرت حافظ صاحب کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ غزلیں اور رباعیاں بہت اچھی کہتے تھے۔ مشتاق تخلص تھا۔ ایک غزل ملاحظہ ہو ؎

دلم بربود جانانے کہ آنی دلستاں دارد
شکر لب خندہ نمکینی خمارِ میکشاں دارد
چو گل رخ نرگسیں چشمے بروئش سنبلی زلفے
لب نازک ترا از لالۂ قدِ سرو رواں دارد
کہ از تمکیں نمی پرسد زحالِ زار من دلبر
خدایا مہرباں سازش کہ دل سنگیں چناں دارد

[1] مناقب حافظیہ۔ ص ۲۶۰ [2] ایضاً

ازیں نامہرباں شوخی چہ آسائش دہد وستم
کہ باکم التفاتی ہا زمن خاطر گراں دارد
بکیشِ دلبری شاید روا دارد دل آزاری
کہ از مژگاں زند پیکان، از ابرو کماں دارد
متاعِ صبر از دلہا کند غارت بیک لمحہ
مگر در گوشۂ چشمے چنیں ہا مرداں دارد!
بیا مشتاق زیں بگذر تو خاکپائے سلیمان شو
کہ ہر کس از جمالِ او کمالِ بیکراں دارد

وصال حافظ صاحبؒ کو آخر عمر میں فالج کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ مرض اس قدر بڑھ گیا کہ ہاتھ پاؤں بیکار ہو گئے۔ عبادت میں بھی جب دقت ہونے لگی تو فرمایا "جسم بھاڑے کا ٹٹو تھا آخر ساتھ نہ دیا"[1] ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۶ھ کو وصال فرمایا۔ کھیری میں سپرد خاک کئے گئے۔

خلفاء حضرت حافظ صاحبؒ کے تین خلیفہ صاحبِ سلسلہ اور صاحبِ ارشاد ہوئے

(۱) مرزا سردار بیگؒ
(۲) شاہ حبیب علی شاہؒ
(۳) مولانا احسن الزماںؒ

یہ تینوں بزرگ حیدرآباد میں رہے اور وہیں سلسلہ کی اشاعت اور توسیع کا کام کیا۔ مولانا احسن الزماں صاحب جید عالم اور بڑے پایہ کے محدث تھے۔ انھوں نے حضرت شاہ فخر الدین صاحبؒ کی مشہور کتاب فخر الحسن کی ضخیم شرح عربی زبان میں القول المستحسن فی شرح

---

[1] مناقب۔ ص ۲۹۱

Marfat.com

فخرالحسن" کے نام سے لکھی ہے۔ علاوہ ازیں انھوں نے علومِ اہل بیت کے نام سے ایک کتاب چوبیس جلدوں میں تصنیف فرمائی تھی۔ اس میں انھوں نے تمام مسائل محققہ اہل سنت کا اثبات روایاتِ اہل بیت سے کیا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کا بندوبست نواب محبوب علی خاں نے کیا تھا۔ لیکن صرف ایک جلد طبع ہونے پائی تھی کہ نظام کا انتقال ہوگیا اور وہ کام نامکمل رہ گیا۔[1]

مولانا احسن الزماں صاحب کے صاحبزادے شاہ لطیف الزماں صاحب عرف بادشاہ میاں آج کل حیدرآباد میں سجادہ نشین ہیں۔ اور بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔

سجادہ نشین حضرت حافظ صاحبؒ کے بعد مولانا حافظ محمد اسلم صاحبؒ سجادہ نشین ہوئے۔ وہ حافظ صاحب کے حقیقی برادرزادے تھے۔ انھوں نے ۴۵ سال تک حافظ صاحبؒ کے سجادہ کو رونق بخشی۔

حافظ محمد اسلم صاحبؒ نہایت سادہ مزاج بزرگ تھے۔ آستانہ حافظ صاحب پر صفائی تک کی خدمات انجام دیتے تھے۔[2] رؤسا اور امرا سے بے تعلق رہتے تھے۔[3] حافظ محمد عبدالصمد صاحب مودودیؒ نے اپنے روزنامچہ میں ان کے متعلق لکھا ہے۔ عبادت و ریاضت میں وہ مشائخِ متقدمین کا نمونہ ہیں۔ شریعت و طریقت کے جامع ہیں۔ ساٹھ سال کی عمر ہو چکی ہے لیکن انھوں نے نکاح نہیں کیا۔[4]

---

[1] مکتوبات مولانا مصباح الحسن صاحب بنام مصنف [2] احترام الاصفیاء ص ۴۰
[3] احترام الاصفیاء ص ۴۷ [4] روزنامچہ حافظ سید عبدالصمد صاحبؒ بحوالہ احترام الاصفیاء ص ۲۲۷

Marfat.com

حافظ محمد اسلم صاحبؒ نے ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کے بعد میاں خادم حسین صاحب برادر زادہ حافظ صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ ان کا وصال ۹ ماہ بعد ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت حافظ صاحب کے سجادہ پر میاں خادم حسین صاحب کے صاحبزادے میاں امتیاز حسین صاحب بیٹھے اور خواجہ محمد اسلمؒ کے سجادہ نشین میاں محمد حسین صاحب ہوئے[1]۔ میاں امتیاز حسین صاحب کی وفات کے بعد میاں سید ماجد حسین صاحب سجادہ نشین ہوئے۔

حافظ محمد اسلم صاحبؒ کے خلفاء میں حافظ عبدالصمد صاحب مودودی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ وہ بڑے عالم تھے۔ حیوٰۃ العلماء میں لکھا ہے کہ ان کو صحیح بخاری کے کئی پارے ازبر یاد تھے[2]۔ ۷ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ کو وصال فرمایا ان کے سجادہ نشین مولانا مصباح الحسن صاحب ہیں۔ وہ مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب رام پوری اور مولانا وصی احمد صاحب محدث پانی پتی کے شاگرد ہیں۔ علم و فضل، اخلاق و مروت میں بے مثل ہیں۔

---

[1] مکتوب مولوی مصباح الحسن صاحب بنام مصنف

[2] حیوٰۃ العلماء ۔ ص ۱۰۶

Marfat.com

باب دہم

حاجی نجم الدین صاحبؒ

شیخاوائی

آفتاب تونسہ کی کرنیں ملک کے گوشہ گوشہ پر پڑیں۔ ہزاروں سنگ ریزے لعل ناب بن کر چمکے۔ علم و عرفان کے وہ چشمے جاری ہوئے کہ ہزاروں تشنگانِ معرفت کی سیرابی کا سامان بہم پہونچ گیا۔ پنجاب اور راجپوتانہ میں سلسلۂ نظامیہ کی متعدد خانقاہیں قائم ہوئیں۔ عقیدت و ارادت کے ان مرکزوں نے مسلمانوں کی اصلاح و تربیت میں حیرت انگیز حصہ لیا۔ اور یہ خانقاہیں مسلمانوں کی مذہبی زندگی کا سرچشمہ بن گئیں۔

شیخاوائی[1] میں حاجی نجم الدین صاحبؒ کی خانقاہ علم و فضل سلوک و معرفت کا منبع تھی۔ ہزاروں عقیدت مند وہاں جمع ہوتے تھے۔

ولادت

حضرت حاجی صاحبؒ کی ولادت ۳ رمضان ۱۲۳۴ھ کو بمقام جھونجھنوں[2] ہوئی تھی۔ آپ کے والد ماجد شیخ احمد بخش صاحب حمیدیؒ بڑے مرتاض

---

[1] جغرافیائی حالات و تاریخی واقعات کے لئے ملاحظہ ہو۔ "وقائع راجپوتانہ" جلد اول ص ۶۶۰، ۸۸۴

[2] مضافات جے پور ہے۔ آباد کردہ از دہلی سمت مغرب سی کردہ از تارنول بطرف مذکور" مناقب المحبوبین۔ ص

بزرگ تھے۔ زہد و اتقا کا دور دور شہرہ تھا۔ شاہ ارادت اللہ صاحب نقشبندیؒ کے مرید تھے[1]۔ اور حضرت خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کی اولاد پاک نہاد سے تھے اس لئے اطراف و جوانب کے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

تعلیم حضرت حاجی صاحبؒ کی بسم اللہ، سال کی عمر میں اس زمانہ کے مشہور بزرگ مولانا محمد رمضان صاحب قادری مہمی نے پڑھائی۔ حضرت مہمی صاحب حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی سے مستفیض تھے۔ جس زمانہ میں حافظ صاحب مکہ معظمہ میں تھے، وہ اکثر ان کی صحبت میں حاضر رہتے تھے۔ لکھا ہے ــــ

"اکثر بخدمت ایشاں می آمدند و فیض
می گرفتند"[2]

حاجی صاحب نے قرآن پاک ان ہی بزرگ سے پڑھا۔ اس کے بعد علوم ظاہری کی طرف متوجہ ہوئے۔ طبیعت ابتدا ہی سے ریاضت کی طرف مائل تھی علوم ظاہری کی تحصیل نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ اور تصوف و احسان کا رنگ غالب آگیا

بیعت حاجی نجم الدین صاحبؒ ایک دن شیخ حبیب اللہ قادری کی کتاب... انیس العارفین کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ جب اس جملہ پر نظر پڑی۔

من لا شیخ لہٗ فشیخہ الشیطان

تو مرشد کی تلاش کا جذبہ پیدا ہو گیا اور یہ سمجھنے لگے کہ مرشد کامل کے بغیر سب محنت و مجاہدہ، ریاضت و طاعت بیکار و بے سود ہے۔ اس کے بغیر منزل مقصود کا نشان نہیں مل سکتا۔ چنانچہ مرشد کی تلاش میں دہلی کا ارادہ کیا۔ والدین نے اجازت نہ دی۔ تو خفیہ طور پر پیادہ پا دہلی کو روانہ ہو گئے۔ جھنجھنوں سے ابھی چند کوس

---

[1] مناقب المحبوبین۔ ص ۳۶۹ [2] مناقب المحبوبین۔ ص ۳۵۵

Marfat.com

ہی نکلے تھے کہ آپ کے بھائی شہاب الدین صاحب نے تعاقب کیا اور واپس لے آئے اس وقت حاجی نجم الدین صاحب کی عمر ۱۷، ۱۸ سال تھی۔ خواجہ اجمیری کے عرس کے زمانہ میں ان کو پھر موقع مل گیا۔ اور تونسہ شریف کی شہرت سن کر وہاں روانہ ہو گئے۔ ۱۰ر شعبان ۱۲۵۳ھ کو خواجہ تونسویؒ کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے، خواجہ صاحب عبادت میں مشغول تھے۔ شوقِ ملاقات میں آپ سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور حجرہ کے اندر چلے گئے۔ خواجہ تونسویؒ کے جمالِ جہاں آرا کو دیکھ کر بے خودی سی طاری ہو گئی اور بے ساختہ زبان پر یہ دوہرہ آگیا ؎

مکھ دیکھت ہی من موہن کو میری نینیں ہیں چھپ چھائیگی
جب دور کیا مکھ کا انچر جب جوت میں جوت سمائیگی

خواجہ صاحب نے فرمایا ——

"آ اے مرد ہندی تو تو ہندوستانی ہے"

پھر یہ شعر پڑھا ؎

ہندو ہے بت پرست مسلمان خدا پرست
ہم بندے ہیں اسی کے جو ہے آشنا پرست

اس کے بعد حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ نے ان کو حلقۂ مریدین میں شامل کر لیا۔ حاجی صاحب ۶ ماہ تک شیخ کی خدمت میں رہے۔ اس زمانہ میں انھوں نے خواجہ تونسویؒ کے خلیفہ اعظم مولوی محمد باراں کلوچوی سے رشحات، لمعات، فصوص الحکم، فتوحات مکیہ وغیرہ کا درس لیا۔ اس کے بعد پیر کے ہمراہ مہار شریف اور پاک پٹن تشریف لے گئے، ۶ر محرم ۱۲۵۴ھ کو پاک پٹن میں خواجہ تونسوی نے ایک بڑے مجمع کے سامنے جس میں دیوان شرف الدین صاحب اور دیگر مشائخ اور علماء شامل تھے۔ حاجی صاحب کو خلافت عطا فرمائی اور شیخاوائی میں قیام کا حکم دیا۔ خواجہ تونسویؒ کے بہت سے

ایسے مرید جو عرصہ سے خدمت کر رہے تھے لیکن خلافت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے اس پر متعجب ہوئے اور کہا کہ خواجہ صاحب نے کیوں ایک نو وارد کو اس قدر جلد خلافت عطا فرما دی۔ خواجہ صاحب کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ ہم نے کیا دیدیا۔ نجم الدین خود اپنی روشنی کا سامان اپنے ہمراہ لائے تھے: ان کے چراغ میں صفائی، تیل اور بتی سب کچھ موجود تھا۔ ہم کو تو صرف لو لگانی تھی وہ لگا دی۔ پھر یہ شعر پڑھا ؎

گوہر پاک بباید کہ شود قابلِ فیض
ورنہ ہر سنگ و کلوخے دُرِ و مرجاں نشود

خلافت حاصل کرنے کے بعد دوسری مرتبہ جب آپ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کشکول اور لوائح کا درس لیا۔ اس کے بعد مختلف اوقات میں عشرہ کاملہ، دیوان حافظ وغیرہ کتابیں شیخ سے پڑھیں[1]۔

شیخاوائی قیام حاجی صاحبؒ نے اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد سلیمانؒ کی ہدایت کے ماتحت شیخاوائی میں قیام فرمایا۔ جس جگہ آپ نے اپنا مسکن بنایا تھا وہ بالکل غیر آباد جگہ تھی۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں عقیدت مندوں کا ہجوم ہونے لگا۔ آپ نے اس "بیڑ" (جنگل) میں ایک مسجد تعمیر کرائی اور اپنے سلسلہ کا کام نہایت انہماک سے شروع کر دیا۔ خواجہ محمد سلیمانؒ نے جب ان کے اس انہماک کا حال سنا تو فرمایا ——

"ہندوستان کے بہت سے آدمی ہمارے مرید
ہوئے اور بہت سے لوگ وہاں سے آئیں گے
مگر جو نفع اور درجہ حاجی نجم الدین اور سید

[1] مناقب المحبوبین۔ ص ۳۷۵

Marfat.com

محمد علی خیر آبادی نے حاصل کیا وہ ان ہی کا حصہ تھا" [1]

اتباع سنت و احترام شریعت

حاجی نجم الدین صاحبؒ شریعت کے معاملہ میں نہایت سخت گیر تھے۔ وہ خود شریعت و سنت کے اتباع میں بے حد کوشش کرتے تھے۔ مریدوں کو بھی ہدایت تھی کہ شریعت کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہیں۔ "نجم الاخرۃ" اور "فضیلت النکاح" میں انھوں نے بعض اہم شرعی مسائل کی تشریح کی ہے اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ ان کی کامیابی کا راز صرف اتباعِ سنت نبوی میں ہے۔ حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ پیر و مرشد کو شریعت پر ثابت قدم ہونا چاہیئے۔ پیو لانی غیر بہلانی میں لکھتے ہیں۔

شریعت پر مضبوط ہو دوجے جو درویش
عشق خدا سے رات دن رکھتا ہو دلریش
عالم عامل وہ ہوے تابع نبیؐ ضرور
کوئی سنت مستحب اندر نہ ہو قصور
پڑھے نماز جماعت سے پانچوں وقت سدہار
رہے خدا کی یاد میں شاغل لیل و نہار
جا کر نبی رسول سے ملے ہاتھ سے ہاتھ
عقائد بیچ درست ہو سنت اور جماعت

اظہارِ کرامت کی مذمت اس طرح کرتے ہیں [2]

پران لگا کر جو اوڑے مردود ہیہ جلائے
شریعت بیچ قصور ہو وہ گمراہ کہلائے

---

[1] خاتم سلیمانی
[2] پیو لانی - ص ۸

عشق حقیقی اور وحدت وجود

حاجی صاحبؒ عشق حقیقی کے نشہ میں چور رہتے تھے حضرت موسیٰ کے گڈریے کی طرح وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل کی دنیا میں لاتے تھے، بناتے تھے، سنوارتے تھے اور پہروں خلوت کدہ میں لطف اٹھاتے تھے۔ بعض جگہ تو وہ اس طرح تصویر کھینچتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا معشوق اسی دنیائے آب و گل سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تصور، تخیل اور احساس کا انتہائی اعجاز ہے۔ ایک خواب بیان کرتے ہیں ——

سکھی ایک خواب مجھ کو آج آیا!
گویا دونوں جہاں کا راج آیا!
کہ جانی پیو میرے مجھ پاس آئے
میرے کارن عجب کچھ بھیس لائے
ہر یک نوع کی عجب زیور طلائی
کہ جن میں لعل اور چونی جڑائی
سرخ شالو عجب برہان پور کی
لڑی موتی و گچھی اصل دُر کی!
سکھی ہیں سبج پھولوں کی بچھائی
دوڑ کر جوڑ پی کے پاس آئی
لگے پیو پوچھنے احوال میرا
کہ کیا ہے اے صنم یہ حال تیرا
عجب لاغر ہوا ہے تن یہ تیرا
بتا کس غم نے آ کر تجھ کو گھیرا

بگفتم از فراق تو چنینم
کنم قرباں برت ایمان و دینم
ترے غم نے کیا یہ حال میرا
بھیا دو جگ میرے اوپر اندھیرا
بدیساں جا کے وہاں تم چت لگایا
مجھے بالکل نہ دل اپنے سے لگایا!
نہ بھیجا خط نکو قاصد سندیسا
نہ میرے حال کا کچھ تھا اندیشا
کہ اس برہن کون ہیں گھر چھوڑ آیا
حوالہ کس کے ہیں گھر چھوڑ آیا
عجب تم سنگ دل ہو اے دلارام
نہیں کچھ رحم ہے تجھ دل ہیں یکدام
لگی ہنسنے کہ اے برہن ہماری
نہیں دل سے تجھے ہم نے بسّاری
اگرچہ ظاہراً پردیس تھا ہیں
ولے باطن ہیں تیرے دیس تھا ہیں
دیوانی تجھ ستی ہیں دور تھا کب
کہ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ نَحْنُ اَقْرَبُ
اگرچہ سات دریا پار تھے ہم
دل و جان سے تمہارے یار تھے ہم
جو توں ہر دم رکھے تھی دھیان میرا

طرف تیرے ہی تھا بس گیان میرا
ارے ہردم ہم اس کے پاس ہیں گے
کہ جس کو یاد ہم ہر سانس ہیں گے
مگر تو گھر کو اپنے صاف کرلے
نصیحت یہ مری دل بیچ دھرلے
کہ ہم اس گھر اندر آکر بسیں ہیں
کہ جو گھر اپنا صافی رکھیں ہیں[1]

وحدتِ وجود پر حاجی صاحب کا ایمان تھا۔ اپنی نظموں میں جگہ جگہ اسی پر گفتگو کرتے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں ——

تیرے بحرِ وحدت بیکراں کی طرح طرح کی یہ موج ہیں
سو اسی نے جوش یہ کھایا ہی یہ تو میں نہیں ہوں تو ہی ہی
بوجود ایں ہمہ گفتگو کہ تو ہی تو ہے پھر آپ کو
تو نے کیسی جائے چھپایا ہی یہ تو میں نہیں ہوں تو ہی ہی
قربان ہوں میں اے نجم الدین، مرے خواجہ شاہ سلیماں پیر
مجھے جن پہ بھید بتایا ہی یہ تو میں نہیں ہوں یہ تو ہی ہی[2]

جب "اسرار وحدت" کہتے کہتے حد سے گذر جاتے ہیں، تو گھبرا کر بے اختیار کہتے ہیں۔

چپ رہ نجما باورے چپا، کھول مت بھید
دیکھ پیا کو ہر جگہ گر ہے تجھ کو دید[3]

---

[1] بارہ ماہیہ نجم۔ ص ۲۰ - ۲۱ [2] غزلیات حاجی نجم الدین صاحب (قلمی نسخہ)
[3] پیو ملانی۔ ص ۱

Marfat.com

تصانیف حاجی نجم الدین صاحبؒ نے اردو اور فارسی میں تصانیف کا بیش بہا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ ان کی اردو تصانیف تاریخ اردو ادب میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ راجپوتانہ میں اردو زبان کی ترویج میں حاجی صاحب کا خاص حصہ تھا۔ مولانا غلام سرور صاحب لکھتے ہیں ——

"ہمارے ملک میں اردو زبان کے سب سے پہلے مصنف اور حامی آپ ہی ہیں اردو زبان کی بزم ادب یعنی شاعری کا سہرا بارھوین صدی کے وسط سے آپ ہی کے سر اقدس پر بندھا ہوا نظر آتا ہے"[1]

حاجی صاحب کی اردو تصانیف یہ ہیں :—

(۱) گلزار وحدت

(۲) ماحی الغیریت (علم توحید میں)

(۳) پیو ملانی غیر بھولانی (ذکر و افعال میں)

(۴) بارہ ماہیہ نجم (عشق و محبت الٰہی میں)

(۵) افضل الطاعت (نظم علم تجوید میں)

(۶) پریم گنج (ہندی دوہرے)

(۷) حیات العاشقین فی لقائے رب العالمین

(۸) نجم الاخرہ

(۹) فضیلت نکاح

(۱۰) بیان الاولیاء

---

[1] مکتوب مولانا غلام سرور صاحب بنام مصنف

(۱۱) سماع السامعین فی رد المنکرین

(۱۲) دیوان نجم اردو

(۱۳) تذکرۃ الواصلین دفتر اول

(۱۴) تذکرۃ الواصلین دفتر دوم

ان کتابوں میں شاہ صاحب نے اخلاق و تصوف کی تعلیم نہایت دل کش انداز میں دی ہے ان کتابوں کا مقصد عوام میں اسلامی تعلیم کا پھیلانا تھا۔ مولانا غلام سرور صاحب لکھتے ہیں

"یہ تصانیف اس ملک کے بے علم اور کم علم اشخاص کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ بیش بہا جواہر جو عربی فارسی سمندروں کی تہ میں پنہاں تھے وہ آپ نے ریگستان کے جنگلوں میں بکھیر دئے ہیں" [1]

عوام کو مشاہیر صوفیہ کے اقوال اس سادگی اور خوبی سے سمجھائے ہیں کہ بے اختیار حاجی صاحب کے تبحر اور فنی مہارت کی داد دینی پڑتی ہے نظم میں بزرگوں کے اقوال اس طرح نقل کرتے ہیں کہ گراں نہیں معلوم ہوتے اور نفس مضمون میں مل جاتے ہیں ــــ مثلاً

ے کہا نظام الدین نے جو محبوب الہ
بیچ فوائد یہ لکھا ہے گا حسن گواہ

ے یحییٰ شرف الدین نے مشکل کری آسان
ایسا لکھا کتاب میں تجھ بن کروں بیان

ے شیخ محی الدین جو قادر جیلان
شیخ ملن کے واسطے ایسا لکھا

---

[1] مکتوب مولانا غلام سرور صاحب بنام مصنف

ے اور فوائد اس طرح خوب طرح سے کھول
شیخ کلیم اللہ نے لکھے بیچ کشکول !

حاجی صاحب کی فارسی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں ـــ

(۱) شجرۃ العارفین (حالات خواجگانِ چشت و دیگر مشایخ)
(۲) شجرۃ المسلمین (تاریخ نوابان فتح پور)
(۳) شجرۃ الابرار (حضرت خواجہ ناگوریؒ کے حالات)
(۴) مناقب الحبیب (احوال خواجہ اجمیریؒ)
(۵) مناقب النارکین (حالات خواجہ صوفی حمید الدین)
(۶) مناقب المحبوبین (حالات مشایخ سلسلہ نظامیہ
معہ ملفوظات خواجہ تونسویؒ)
(۷) تذکرۃ السلاطین (احوال بادشاہان ہند)
(۸) راحت العاشقین
(۹) مقصود العارفین
(۱۰) احسن العقائد
(۱۱) احسن القصص
(۱۲) نجم الواعظین
(۱۳) نجم الہدایت
(۱۴) مقصود العارفین فی شرح اوراد شیخ نصیر الدین
(۱۵) ہدایت نامہ
(۱۶) قبالات نجمی
(۱۷) دیوان نجم فارسی

Marfat.com

وصال ۱۲۸۷ھ میں حسب معمول آپ اجمیر شریف عرس میں شریک ہوئے وہاں کچھ طبیعت ناساز ہوئی۔ علالت کی حالات میں جھنجون پہونچے۔ ۱۹ رمضان ۱۲۸۷ھ کو وصال فرمایا۔ جنازہ فتح پور لایا گیا اور یہاں سپرد خاک کیا گیا۔ شاہ صاحب کے فرزند سوم مولانا نور احمد نے تاریخ وصال کہی ؎

شہباز اوج وحدت فارغ شدہ زکثرت
برداشت سوئے حق سر از زانوئے تعبد
از قفس عنصری چون پرواز کرد در وحش
شاداں بشاخ طوبیٰ باشوق جاگزیں شد
باصد دریغ وحسرت تاریخ گفت ہاتف
شاہنشہ ولایت نجم ہدیٰ ودین بدر

اولاد حاجی صاحب نے دو شادیاں کی تھیں۔ ایک ۱۲۸۷ھ شاہ ضیاء الدین صاحب جیپوری کے خلیفہ لطف خاں صاحب کی لڑکی سے دوسری شیخ عبدالکریم صاحب کی لڑکی سے۔ پہلی بیوی سے تین لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

(۱) مولانا نصیر الدین شاہ
(۲) عبداللطیف شاہ
(۳) نور احمد شاہ
(۴) فضیلت النساء
(۵) لطیف النساء

شاہ صاحب کے تینوں فرزند عالم اور صاحب ارشاد تھے۔ مولانا نصیر الدین صاحب حاجی صاحب کے بعد سجادۂ مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے عبداللطیف شاہ صاحب نے جودھپور میں اپنی خانقاہ قائم کی۔ وہیں ان کا مزار ہے۔ شاہ نور احمد صاحب

Marfat.com

فتح پور میں رہے۔ ان کی دو تصانیف مشہور ہیں۔

(۱) دیوان نور

(۲) مجموعہ رویائے صادقہ

دیوان مطبع کریمی بمبئی سے شائع ہوا تھا۔ کلام میں فصاحت اور لطافت دونوں ہیں

خلفاء حاجی نجم الدین صاحب کے خلفاء کی تعداد بہت کثیر تھی۔ انھوں نے راجپوتانہ کے اکثر مقامات پر اپنے خلفاء کو بھیج کر خانقاہیں قائم کرائی تھیں۔ جے پور۔ جودھپور، بیکانیر، اودے پور، اجمیر وغیرہ میں ان کے خلفاء نے اپنے سلسلہ کا کام نہایت تندہی اور محنت سے انجام دیا۔ بعض خلفاء کے نام یہ ہیں

(۱) مولانا حکیم سید محمد حسن صاحب امروہوی

(۲) مولانا قمر الدین شاہ صاحب

(۳) مولوی صدر الدین صاحب عباسی

(۴) مولانا یار محمد صاحب پشاوری مدفون جودھپور

(۵) مولوی امام الدین صاحب پنجاب

(۶) قاضی امام الدین صاحب ساکن سرسہ

(۷) حکیم سید اشرف علی صاحب کشن گڈھ

(۸) مولانا سیف الدین صاحب شہید

(۹) سید ریاض الدین صاحب

(۱۰) نواب حاجی محمد خاں۔ جودھپور

(۱۱) صاحبزادہ میر خاں

(۱۲) خان جی الٰہی بخش سیکر

(۱۳) رسالدار مہجو خانجی قائم خانی بیکانیر

(۱۴) شیخ محمود

(۱۵) میاں لعل شاہ

(۱۶) شیخ لعل محمد قصاب سونکھی فتحپوری

(۱۷) شیخ خدا بخش جاہل سفید باف فتحپور

(۱۸) شیخ سلطان شاپور۔ میواڑ

(۱۹) شیخ خدا بخش چوڑی گر۔ ساکن شاہ پور

(۲۰) شیخ امام الدین ساکن ڈبڈوانہ

(۲۱) شیخ محمود شاہ درویش

(۲۲) شیخ پیر بخش قصاب

(۲۳) شیخ مولا بخش سنگتراش

(۲۴) شیخ رمضان معمار

(۲۵) شیخ میران بخش معمار

(۲۶) ملا نور محمد پانی پت

مولانا حکیم سید محمد حسن صاحب امروہوی حضرت مولانا سید محمد حسن صاحبؒ (۱۲۴۹ - ۱۳۲۳ھ) جید عالم اور زاہد و عابد بزرگ تھے۔ فلسفۂ مشائیہ اور علوم عقلیہ میں مولانا فضل حق خیرآبادی کے، علوم نقلیہ، حدیث و تفسیر و فقہ میں مفتی صدرالدین دہلوی کے شاگرد تھے۔ علم طب حکیم امام الدین دہلوی سے حاصل کیا تھا۔ عرصہ تک گورنمنٹ کالج اجمیر میں عربی و فارسی کے پروفیسر رہے آخر زمانہ میں ملازمت کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اجمیر میں مطب کرنے لگے تھے اپنے وطن امروہہ میں وصال فرمایا۔

حکیم صاحبؒ نے کتب سماوی کا مطالعہ بڑی گہری نظر سے کیا تھا۔ انجیل و زبور

Marfat.com

پر کامل عبور تھا۔ علمِ تصوف سے خاص دلچسپی تھی۔ وحدتِ وجود کے قائل تھے اور حضرت امام اکبرؒ کے خیالات کی وضاحت اپنی تصانیف میں کی ہے۔

مدت العمر تصنیف و تالیف کا مشغلہ رہا۔ ان کی مہتم بالشان تصنیف تفسیر القرآن ہے۔ جو ۱۲۹۵ھ میں مطبع میر حسن دہلوی سے "تفسیر حضرت شاہی معالمات الاسرار فی مکاشفات الاخیار" کے نام سے فارسی زبان میں شائع ہوئی تھی پھر دوبارہ اردو زبان میں "غایت البرہان فی تاویل القرآن" کے نام سے چھپی۔ ان کی دیگر تصانیف یہ ہیں

(۱) کواکب دُریہ (سید المطابع امروہہ)

(۲) معراج رسول (مطبع دبدبہ محبوبی)

(۳) اتمام حجت اسلام در شرح کتاب دانیال علیہ السلام (پرنٹنگ کمپنی اجمیر شریف)

(۴) حقانیت اسلام (مطبع رضوی دہلی)

(۵) تلخیص التواریخ ملقب بہ مفرح دلکشا (مطبع مطلع العلوم اخبار۔ نیر اعظم مرادآباد)

(۶) رسالہ آگہی نامہ (مطبع چراغ راجستان)

(۷) درنایاب (مطبع چراغ راجستان اجمیر)

(۸) گنجینۂ اسرار انبیاء (مطبع نامی پرنٹنگ کمپنی اجمیر)

(۹) کشف الاسرار (مطبع دارالعلوم میرٹھ)

(۱۰) نگینۂ حکمت در شرح فصوص الحکم حضرت شیخ اکبرؒ (نولکشور لکھنؤ)

(۱۱) آفتاب عالم تاب (مطبع عالم تاب مطبع میر حسن رضوی دہلی)

حکیم صاحبؒ نہایت منکسر المزاج اور سادہ لوح بزرگ تھے۔ مباحثہ کبھی نہ کرتے تھے۔ مریدین میں ان کے داماد مولوی فضل احمد صاحب فریدی مرحوم بڑی خوبیوں کے

Marfat.com

انسان تھے۔ غریب و بے کس لوگوں کی مدد کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ مشائخِ متقدمین کی تصانیف سے گہری دلچسپی تھی۔

حکیم صاحبؒ نے دو لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑیں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام حکیم سید عبدالملک صاحب مرحوم اور حکیم سید عبدالرب صاحب ہیں۔ حکیم سید عبدالرب صاحب نظامی قدیم روایات کے حامل اور بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔

حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحبؒ

مولانا محمد نصیر الدین صاحبؒ (۱۲۹۷-۱۲۵۲ھ) حاجی صاحبؒ کے خلفِ اکبر اور خلیفۂ اعظم تھے دہلی میں مرزا لعل بیگ کے مدرسہ میں درسِ نظامی کی تکمیل کی تھی۔ ۱۲۸۷ھ میں حاجی صاحبؒ کے سجادہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ ہندو اور مسلمان سب ان سے عقیدت رکھتے تھے۔ ان کا بیشتر وقت وعظ و تلقین اور درس و تدریس میں صرف ہوتا تھا۔

راجہ بھوپال سنگھ نے اپنی جاگیر میں ایک چھوٹا سا قصبہ حضرت پوران کے نام پر آباد کیا تھا۔ راؤ مادھو سنگھ کو بھی ان سے بڑی عقیدت تھی اور ایک سو دو بیگہ زمین حضرت کی خدمت میں پیش کی تھی۔

حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب نے اپنے پیر کے ملفوظات نجم الارشاد کے نام سے جمع کئے تھے۔ علاوہ ازیں ایک کتاب مجمع الفرائض بھی تصنیف فرمائی تھی ان کے خلفاء میں مندرجہ ذیل بزرگ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) غلام محمد نجم الدین صاحبؒ

(۲) مولانا گل محمد صاحب مفتی فتحپور

(۳) مولانا عبداللہ شاہ صاحب پشاوری

(۴) قاضی محمد اشرف صاحب قاضی لچھمن گڈھ

(۵) محمد سعد اللہ صاحب

(۶) حاجی علی محمد صاحب امام جامع مسجد ماروا ڑ

(۷) محمد عبداللہ ساکن لاڈلون

مولانا نصیرالدین صاحبؒ کے وصال کے بعد ان کے فرزند اکبر حاجی غلام محمد نجم الدین صاحبؒ سجادہ نشین ہوئے۔ اندور، اجین، رتلام وغیرہ کے لوگ کثیر تعداد میں ان سے بیعت تھے۔ ۲۱ جمادی الآخر ۱۳۴۷ھ کو وصال فرمایا ان کے خلف اکبر جناب مولانا غلام سرور صاحب مدظلہ سجادۂ مشیخت پر بیٹھے ان میں مشایخِ سلسلہ کی بہت سی خوبیاں ہیں۔ بہت منکسرالمزاج، متواضع اور با اخلاق بزرگ ہیں۔

Marfat.com

باب یازدہم

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ، خواجہ تونسویؒ کے محبوب ترین خلفاء میں تھے انھوں نے چشتیہ سلسلہ کی نشر و اشاعت میں جو مسلسل اور پُر خلوص جد و جہد کی، اسی کے نتیجہ کے طور پر جلال پور اور گولڑہ کی خانقاہیں وجود میں آئیں۔

خواجہ صاحبؒ ۱۲۱۴ھ کو سیال میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت پنجاب پر سکھوں کا تسلط تھا اور ان کا اقتدار تیزی کے ساتھ پھیل رہا تھا۔ ان حالات میں ان کو طرح طرح کی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک مرتبہ ان کے والد ماجد میاں محمد یار کو سکھوں نے گرفتار کر لیا تھا اور ان کے خاندان کو ہوش ربا تکالیف برداشت کرنی پڑی تھیں۔

خواجہ سیالویؒ کے والد ماجد نے ان کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ کی۔ ۷ سال کی عمر میں انھوں نے قرآن پاک ختم کر لیا۔ اس کے بعد اپنے ماموں میاں احمد الدین کے ساتھ موضع میکی ڈھوک علاقہ پنڈی گھیب تشریف لے گئے اور وہاں کے مدرسہ میں چند ماہ رہ کر نام حق اور کریما پڑھا۔ پھر مکھڈ چلے گئے اور وہاں تیرہ سال رہ کر تحصیل علم کی۔

مکھڈ میں مولوی علی محمد صاحب علمی دنیا کے صدر نشین تھے ان کی شہرت دور دور

پھیلی ہوئی تھی۔ خواجہ سیالویؒ عقیدت مندانہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علم حاصل کرنے لگے۔ مولوی صاحبؒ ان کے انہماک اور خلوص سے متاثر ہوئے اور ان پر خاص الطاف وکرم فرمانے لگے۔ اکثر اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلاتے اور علمی مسائل پر ان سے گفتگو کرتے۔ مولوی صاحب کی صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ خواجہ سیالویؒ کی وہ صلاحیتیں جو شاید ناسازگار حالات میں کملا کر رہ جاتیں، بیدار ہو گئیں اور انھوں نے علوم ظاہری میں مولوی صاحب سے وہ فیض حاصل کیا جس کا اعتراف وہ آخر عمر تک کرتے رہے۔

اسی زمانہ میں شیخ سیالویؒ کو کابل جانے کا موقع مل گیا۔ میاں محمد امین ایک نامور تاجر تھے۔ درویشوں سے عقیدت وارادت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ تجارت کے سلسلہ میں افغانستان جانے کا ارادہ کیا، تو برکت کے لئے مولوی علی محمد صاحب کی اجازت سے شیخ شمس الدینؒ کو اپنے ہمراہ لے لیا۔ خواجہ صاحبؒ نے اس موقع سے پورا فائدہ اٹھایا اور کابل کے ایک متبحر عالم حافظ دراز صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث وفقہ کا درس لیا۔ پہلے ہدایہ مکمل پڑھی۔ پھر حدیث کی سند لی۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد مکھڈ واپس آ گئے اور مولوی علی محمد صاحب کی صحبت میں رہنے لگے۔

مولوی علی محمد صاحب ان دنوں حقیقت ومعرفت کی منزلیں طے کر رہے تھے باطنا درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے، لیکن محبتِ الٰہی کے جوش سے رات دن اشکباری میں گزارتے تھے اور ایک ایسے رہبر کامل کی تلاش میں سرگرداں تھے جو ان کے مضطرب قلب کے لئے سکون کا سامان مہیا کر سکے۔ ایک دن انھوں نے خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی ایک شخص سے تعریف سنی اور ان سے ملنے کا اشتیاق دل میں پیدا ہو گیا۔ چنانچہ مولوی صاحب خواجہ سیالویؒ کو اپنے ساتھ لے کر خواجہ تونسویؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت خواجہ شمس الدینؒ اٹھارہ سال کے تھے۔ علم حدیث وفقہ حاصل کر چکے تھے اور باطنی تعلیم کا ذوق بھی دل میں تھا۔ جب خواجہ تونسویؒ کی خدمت میں پہنچے تو ان

کے قدموں میں ایسی کشش محسوس کی کہ پھر وہاں سے سر نہ اٹھایا۔ خواجہ صاحبؒ نے دونوں کو مرید کرلیا۔ کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد شاگرد اور استاد دونوں مکھڈ واپس آگئے۔

مولوی علی محمد صاحب کے اولاد نہ تھی۔ خواجہ سیالویؒ کو وہ بیٹے کی طرح رکھتے تھے اور ان کی علمی ترقی کے لیے دل وجان سے کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے اپنا سارا مال ومتاع خواجہ صاحب کے سپرد کردیا۔ اور مدرسہ میں ان کو اپنا قائم مقام بنادیا۔ خواجہ صاحبؒ کے والدین ان کی شادی کے لیے مصر ہوئے۔ لیکن وہ مکھڈ چھوڑنے اور ازدواجی زندگی کی ذمہ داریاں قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ مجبوراً ان کے والد صاحب نے خواجہ تونسویؒ سے امداد کی درخواست کی۔ خواجہ تونسویؒ نے مولوی صاحب کو لکھا "مولویا! تو نے اس فقیر کو کیوں اسیر کر رکھا ہے۔ اس کو باپ کے پاس بھیجدے"۔ اور ساتھ ہی خواجہ شمس الدین کو ہدایت کی کہ وہ والدین کے پاس جائیں اور نکاح سے فراغت حاصل کریں۔

۳۴ سال کی عمر میں خواجہ شمس الدینؒ کا نکاح ان کے چچا میاں احمد یار کی دختر کے ساتھ پڑھایا گیا۔ اس زمانہ میں خواجہ صاحب کے والد نہایت عسرت اور تنگی کی زندگی بسر کررہے تھے۔ اکثر فاقے ہوتے تھے اور بیشتر تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ان حالات میں خواجہ شمس الدین نے وطن میں مستقل قیام کا ارادہ کرلیا۔ اور درس وتدریس کے کام میں مشغول ہوگئے۔ ساتھ ہی ساتھ عبادت وریاضت کی طرف بھی توجہ تھی۔ سال میں کئی کئی بار تونسہ شریف جاتے تھے اور فیوضِ باطنی سے مالا مال ہوکر واپس آتے تھے۔

خواجہ سیالویؒ کو اپنے مرشد سے بڑی عقیدت تھی۔ ان کے ہمراہ ۱۴ مرتبہ مہار شریف کا سفر کیا تھا اور ان کا سامان اپنے کاندھوں پر رکھ کر ان کی سواری کے آگے آگے چلتے تھے۔ تقریباً ۳۶ سال کی عمر میں خواجہ تونسویؒ نے ان کو خلافت سے نوازا اور ہدایت کی کہ بیعت کا کام بڑے اہتمام سے کرنا۔ اپنے اشغال میں مصروف ہوکر اس کو نظر انداز نہ کردینا۔ خواجہ صاحبؒ نے سب سے پہلے اپنے والدین اور پھر ان چار بزرگوں کو مرید کیا

(۱) میاں چھٹہ کسب دار

(۲) شیخ عبدالجلیل قریشی

(۳) عبداللہ دین دار

(۴) میاں فضل احمد قریشی

ان بزرگوں کا مختصر حال انوار شمسیہ میں درج ہے۔

شیخ شمس الدینؒ نے سیال شریف میں اپنا خانقاہی نظام اعلیٰ پیمانے پر قائم کیا تھا۔ ان کے یہاں لنگر کا خاص اہتمام تھا۔ تمام زائرین اور مسافروں کو کھانا لنگر خانہ سے ملتا تھا۔ شہر کے مفلسوں اور مسکینوں کو بھی کھانا دیا جاتا تھا۔ قیام کا انتظام بہت اچھا تھا۔ چارپائی اور بستر ہر آنے والے کے لئے مہیا کئے جاتے تھے۔ جو لوگ مستقلاً خانقاہ میں رہتے تھے ان کو کپڑا بھی دیا جاتا تھا۔

شیخ سیالویؒ کا اخلاق بہت اعلیٰ تھا۔ اجنبی اور ملاقاتی سے ایک طرح ملتے تھے۔ ہر آنے والے سے خلوص اور محبت کا اظہار کرتے تھے۔ ہمدردی سے ہر ایک کے دکھ درد کی داستان سنتے تھے اور مناسب حال علاج کرتے تھے۔ شریعت کے معاملہ میں بہت سخت گیر تھے اور اس سلسلہ میں مریدین پر سختی کو ضروری سمجھتے تھے۔ نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ سماع بالمزامیر سے اجتناب کلی کرتے تھے۔

۱۷ صفر ۱۳۰۰ھ کو شیخ سیالویؒ واصل بحق ہوئے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے تاریخ وفات کہی ؎

دریغا صد دریغا صد دریغا — کہ شمس الدین امام العارفین رفت

ہزار افسوس کیں مہر جہاں تاب — بہ اوج عرش از فرش زمین رفت

چو سرور جست تاریخش ز ہاتف — بگفتا شمس اوج علم دین رفت

۱۳۰۰ھ

خواجہ سیالوی کے تین فرزند تھے۔

(۱) خواجہ محمد الدین ؒ

Marfat.com

(۲) خواجہ فضل الدینؒ

(۳) خواجہ شعاع الدینؒ

وصال کے بعد خواجہ محمد الدین سجادہ پر بیٹھے۔ خواجہ الٰہ بخش تونسویؒ نے خرقہ پہنایا۔ انھوں نے اپنے باپ کی روایات کو جاری رکھا۔ ان کے چار فرزند تھے۔

(۱) محمد امینؒ

(۲) محمد ضیاء الدینؒ

(۳) محمد عبداللہؒ

(۴) محمد سعد اللہؒ

خواجہ محمد الدین نے ۲ رجب ۱۳۲۷ھ کو وصال فرمایا۔ خواجہ محمد امین ان کی حیات ہی میں وصال فرما گئے تھے۔ اس لئے صاحبزادہ محمد ضیاء الدین صاحبؒ سجادہ پر بیٹھے

خلفاء خواجہ سیالویؒ کے خلفاء میں مندرجہ ذیل ۳۵ بزرگ خاص طور سے قابل ذکر ہیں:۔

(۱) خواجہ محمد الدینؒ

(۲) صاحبزادہ فضل الدینؒ

(۳) صاحبزادہ شعاع الدینؒ

(۴) پیر غلام حیدر شاہ صاحبؒ جلال پور

(۵) پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ

(۶) مولوی فضل الدین ساکن چاچڑ تحصیل شاہ پور

(۷) مولوی معظم الدین ساکن مرولہ دالہ تحصیل بھیرہ

(۸) مولوی محمد امین ساکن چکوڑی ضلع گجرات

(۹) شیخ عبدالجلیل ساکن تحصیل شاہ پور

Marfat.com

(۱۰) مولوی حفیظ ماہی صاحب

(۱۱) سید محمد شاہ صاحب غزنوی ساکن کٹا واڑہ علاقہ بوبک خیل خراسان

(۱۲) سید اکرام شاہ ساکن سلہو کے علاقہ رسول نگر

(۱۳) سید نوبہار شاہ ساکن سنجر ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۴) سید حسن شاہ ساکن سنجر ڈیرہ غازی خان

(۱۵) سید صالح شاہ صاحب ساکن سلطان پور ضلع جھنگ

(۱۶) میاں پیر بخش قریشی ساکن خواجہ آباد۔ میاں والی

(۱۷) سید جنڈوڈا شاہ صاحب ساکن عیسیٰ خیل میاں والی

(۱۸) میاں علی حیدر صاحب ساکن خاص میاں والی

(۱۹) مولوی سلطان محمود صاحب ناڑیوالہ ساکن چھپڑ تحصیل خوشاب

(۲۰) مولوی احمد الدین صاحب صوفی ساکن کلور ضلع میاں والی

(۲۱) ملا خوشنود صاحب یوسف زئی۔ ساکن کابل

(۲۲) سید حیات شاہ صاحب نارگ، والہ

(۲۳) مولوی غلام محمد صاحب ساکن لاہتی تحصیل خوشاب

(۲۴) سید رستم علی شاہ ساکن علاقہ پنجھ کشمیر

(۲۵) سید محمد سعید شاہ صاحب ساکن بہرتہہ متصل شہر لاہور مصنف مراۃ العاشقین

(۲۶) سید مبارک شاہ چھانا آبادی علاقہ راولپنڈی

(۲۷) سید گلاب شاہ صاحب اورنگ آبادی ضلع کیمل پور

(۲۸) سید غلام شاہ ساکن ہرن پور ضلع جہلم

(۲۹) سید شاہ الٰہ بخش ساکن حاجی پور ضلع ڈیرہ غازی خاں

(۳۰) سید شاہ خدا بخش صاحب ساکن سنجر ضلع ڈیرہ غازی خاں

Marfat.com

(۳۱) مولوی علی محمد صاحب ساکن کوٹ کالا ضلع شاہ پور

(۳۲) مولوی فتح محمد صاحب ساکن سلہیانہ ضلع جھنگ

(۳۳) حافظ صاحب سموکے والہ ضلع کیمبل پور

(۳۴) سید فیض شاہ ساکن جھانب علاقہ جھنگ

(۳۵) میاں محمد طیب ساکن بلبل پڑی معروف بہ جالندھری

پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری

دریائے جہلم سے پار ہونے کے بعد ایک کوہستانی سلسلہ شروع ہوتا ہے یہیں پہاڑوں کے دامن میں جلال پور واقع ہے۔ ایک طرف دریائے جہلم موجیں مار رہا ہے دوسری طرف سبزہ زار کیف افزائے نظر بنا ہوا ہے۔ تیسری طرف وادیوں کا مستحکم سلسلہ حجازی وادیوں کی یاد دلاتا ہے۔ جلال پور کے اس جنت نظیر خطہ میں خواجہ سیالوی کے ایک عزیز خلیفہ سید غلام حیدر علی شاہؒ نے ایسی عظیم الشان خانقاہ قایم کی کہ تمام فضائیں روح پرور نغمات سے گونج اٹھیں۔

پیر سید حیدر شاہ صاحبؒ کی ولادت باسعادت ۳ صفر ۱۲۵۴ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۸۳۸ء کو ہوئی تھی۔ دسویں پشت میں ان کا سلسلہ نسب حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے جا ملتا ہے۔ پیر سید حیدر شاہ صاحب کے والد ماجد سید جمعہ شاہ نہایت عابد منکسر المزاج اور متوکل بزرگ تھے والدہ ماجدہ سجادہ بیگم موضع کھیوہ ضلع گجرات (پنجاب) کے ایک مشہور بزرگ سید غلام شاہ کی صاحبزادی تھیں۔ پیر حیدر شاہ صاحب کی تعلیم و تربیت میں ان کا خاص حصہ تھا۔ وہ بڑی عبادت گزار اور صالحہ خاتون تھیں۔ گو افلاس کی زندگی بسر کرتی تھیں لیکن توکل کی دولت سے مالا مال تھیں کبھی کسی کا سوال رد نہ کرتی تھیں ماں کے زہد و تقدس نے بیٹے کے ہر ہر رگ و ریشہ کو متاثر کیا۔ شاہ صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ ہماری والدہ بابا فرید گنج شکرؒ کی والدہ کی مانند تھیں جنھوں نے ابتدا ہی

Marfat.com

سے اپنے لختِ جگر کو نماز روزہ کا پابند بنا دیا تھا۔ وہ شاہ صاحب کو رات کے وقت سوتے سے جگا دیتی تھیں۔ ۵، ۶ سال کی عمر میں شاہ صاحب میں ارکانِ دین کی پابندی اس قدر تھی کہ جیٹھ اور اساڑھ کی گرمی میں انھوں نے روزے رکھے۔

جب شاہ صاحبؒ نے ہوش سنبھالا تو ان کو میاں خان محمد اعظم پوری کے زیرِ تعلیم کیا گیا۔ انھوں نے کلام پاک پڑھانا شروع کیا جس کی تکمیل آپ کے چچا سید امام شاہؒ نے فرمائی۔ اس کے بعد میاں عبداللہ چکڑدی سے فارسی اور اردو کی درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر جلال پور سے پانچ کوس کے فاصلہ پر بمقام نین وال تشریف لے گئے اور وہاں قاضی محمد کامل سے کتبِ فقہ کا درس لیا۔ مفتی غلام محی الدین صاحب سے، جو علمی اعتبار سے گردونواح میں جواب نہ رکھتے تھے، استفادہ کیا اور کنز الدقائق ان سے پڑھی۔ اس سے زیادہ ظاہری علم شاہ صاحبؒ نے باقاعدہ حاصل نہیں کیا۔ لیکن طبیعت کی افتاد اور ماحول کے اثر نے ان میں وہ عالمانہ انداز پیدا کر دیا تھا جس سے بہت سے عالم بھی محروم تھے۔

خواجہ سیالویؒ کی خدمت میں انھوں نے مرقع اور کشکول کا درس لیا۔

پیر حیدر شاہ صاحبؒ کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ کہ ان کے والد ماجد نے وصال فرمایا رحلت کے وقت وصیت فرمائی کہ کسی کو خالی ہاتھ نہ جانے دینا۔ بڑوں کا ادب ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا، چھوٹوں سے محبت سے پیش آنا اور اقربا کے ساتھ صلہ رحمی کا اصولِ زرین یاد رکھنا۔

شاہ صاحبؒ مرشد کی تلاش میں ہرن پور[1] پہونچے اور وہاں سید غلام شاہ صاحبؒ سے بیعت کرنے کی درخواست کی۔ انھوں نے سیال شریف جانے کا مشورہ دیا۔ بلکہ ساتھ لے گئے۔ خواجہ سیالویؒ نے جب ان کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے، مزاج پوچھا

---

[1] جلال پور سے دس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔

Marfat.com

اور بیٹھنے کا حکم دیا۔

۷ رجب ۱۲۷۱ھ کو ان کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ بیعت کے بعد آپ کا یہ دستور تھا کہ ہر دسویں دن پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ جب چھٹی مرتبہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے خرقہ خلافت اور اجازتِ بیعت سے سرفراز فرمایا۔

پیر حیدر شاہ صاحبؒ کو اپنے شیخ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ ان کا اتنا ادب کرتے تھے کہ ان کے سامنے بولنے کی بھی ہمت نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ خط لکھا اور اس میں صرف یہ نظم لکھی، لیکن پاسِ ادب سے شیخ کی خدمت میں پیش نہ کر سکے ؎

میں ہاں خادم تو ہی مخدوم میرا — تو ساں کو حال سب معلوم میرا
کرو خادم اتے انعام سائیں — جو ہر جا فیض تر اعام سائیں
کیتا دل درد تیرے پارہ پارہ! — جو دارو درد میرے کا نظارہ
نظارہ جے کرو جد جیدیاں میں — وگرنہ جام زہروں پیدیاں میں
نظر کر دیکھ چہرے زار میرے — جو میں بیمار کیتے درد تیرے
دوا کر مہربان بیماریاں دا — وفا کر دلبرا دلداریاں دا
میں تیرے دیکھنے کی باوری ہوں — دکھا مکھ کھول کے باوری ہوں

مرشد ان کا اس قدر خیال کرتے تھے کہ جب وہ سیال آتے تو خود تھوڑی دور تک استقبال کے لیے جاتے تھے۔ ایک دن شیخ عبدالجلیل خادمِ شیخ کی وساطت سے عرض کیا کہ حضور میں اس قدر تعظیم و تکریم سے بہت نادم اور محجوب ہوتا ہوں اور میرے قلب پر ایک قسم کی اضطراری کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ سوئے ادبی ہے۔ خواجہ سیالویؒ نے جواب دیا۔ شاہ صاحب ہم اپنی خوشی کے خود مختار ہیں۔ آپ اس معاملہ میں خاموش رہیں۔

ایک مرتبہ پیر سید حیدر شاہ علیل ہوئے۔ پیر و مرشد کو حال معلوم ہوا تو بے

Marfat.com

قرار ہو گئے۔ روتے جاتے تھے اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے جاتے تھے۔

"یا ارحم الراحمین! میری ساری عمر دی اکھیا
کھٹی پکھٹی ہے۔ اسے برباد نہ کرنا"
(یعنی میری عمر بھر کی کمائی یہی ہے)

پیر حیدر شاہ صاحب کا اخلاق نہایت اعلیٰ اور وسیع تھا۔ منکسر المزاجی تو ان میں کوٹ کوٹ کر بھری گئی تھی۔ ایک مرتبہ چند آدمیوں کے ساتھ سیال شریف کو روانہ ہوئے راستہ میں ایک جگہ پانی پینے کے لئے رکے ایک شخص جو انتہائی بدشکل اور کریہ المنظر تھا پانی پی رہا تھا۔ اس نے بچا ہوا پانی پھینکنا چاہا۔ شاہ صاحب نے ہاتھ روک کر وہ پانی خود پی لیا۔

خود پسندی ان کو چھو کر بھی نہ گذری تھی۔ فطرتاً نہایت نرم دل تھے کسی شخص سے بہت زیادہ ناراض ہوتے تو صرف اتنا فرماتے۔ "نیک بختا تو نے یہ کیا کیا" یہ کہنے کے بعد اس کو آزردہ نہ ہونے دیتے۔ اور جس طرح ہوتا اسے خوش کر دیتے۔ فرمایا کرتے تھے ؎

مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن
کہ در طریقتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

غریبوں کی دل جوئی کی طرف خاص توجہ کرتے تھے کبھی کسی کیلئے بددعا نہ کرتے تھے۔ ایک شخص مرزا خاں بے حد مخالفت کیا کرتا تھا۔ جب اس کے فتنہ و فساد کی حد نہ رہی اور لوگوں نے اس طرف رجوع کیا تو صرف اتنا فرمایا۔ دعا کرو خداوند کریم اس پر رحم کرے اور کسی اچھے شغل میں لگا دے تاکہ اسے ہماری مخالفت کرنے کی فرصت ہی نہ ملے۔

شاہ صاحبؒ شرع کے بہت پابند تھے۔ ان کے سوانح نگار کا بیان ہے "آپ فقہا کی طرح محتاط اور عامل بالشرع رہتے تھے" [1]

[1] ذکر حبیب۔ حصہ اول۔ ص ۷۱

Marfat.com

ایک دن فرمانے لگے۔

"مناقب المحبوبین میں بہت سی سندوں کے ساتھ استاد، والدین، بادشاہ اسلام اور پیر کے لئے سجدہ تعظیم کرنا جائز ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن طریقہ شریعت کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے" [۱]

شاہ صاحب نہایت حسین و جمیل انسان تھے۔ لمبا قد، خوب صورت آنکھیں، شانوں پر زلفیں، کلاہ چہار ترکی سر پر، موسم سرما میں بانات کا کوٹ گرمیوں میں ململ کا کرتا، پاؤں میں جیلی طرز کا سادہ جوتا پہنے ہوئے وہ حسن مجسم معلوم ہوتے تھے۔

۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ کو شاہ صاحبؒ نے وصال فرمایا۔ علامہ اقبال نے تاریخ وفات کہی ہے ؎

ہر کہ بر خاکِ مزارِ پیر حیدر شاہ رفت
تربتِ او را امینِ جلوہ ہائے طور گفت
ہاتفِ از گردوں رسید و خاک او را بوسہ داد
گفتمش سالِ وفاتِ او بگو مغفور گفت
۱۳۲۶ھ

خواجہ صاحبؒ کے چار صاحبزادے تھے۔ سید بدیع الزماں شاہ، سید مظفر علی شاہ، محمد رسول شاہ، قایم الدین شاہ۔ سید بدیع الزماں خواجہ سیالوی سے بیعت تھے ۲۱ سال کی عمر میں، شعبان ۱۲۹۵ھ کو داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ قایم الدین شاہ، خواجہ الٰہ بخش تونسویؒ سے بیعت تھے۔ ۲۱ رجب ۱۳۱۶ھ کو ۲۱ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ رسول شاہ کا انتقال ایام شیر خوارگی میں ہو گیا تھا۔ وصال کے بعد سید محمد مظفر علی شاہؒ

---

[۱] ذکر حبیب۔ ملفوظات۔ ص ۳۶۵

سجادہ نشین ہوئے۔ وہ بھی خواجہ سیالوی سے بیعت تھے۔ صرف مسندِ خلافت والد سے ملی تھی۔ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ کو انھوں نے وصال فرمایا۔ ان کے صاحبزادے ابوالبرکات مولانا سید محمد فضل شاہ صاحب آج کل صاحب سجادہ ہیں۔ بلند اخلاق پاک سیرت، عالم و فاضل اور وسیع النظر بزرگ ہیں۔

اسلامی ممالک مثلاً بیروت، دمشق، اسکندریہ، مصر، بیت المقدس کی سیاحت نے نگاہ میں وسعت اور اسلامی مسائل سے واقفیت پیدا کر دی ہے۔

پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

خواجہ سیالوی کے خلفاء میں پیر سید مہر علی شاہ صاحب ایک امتیازی شان رکھتے ہیں۔ انھوں نے موجودہ دور میں نہ صرف احیاء تصوف کی کوشش کی، بلکہ بہت سے عقائدِ باطلہ کی تردید میں بھی سرگرم رہے۔

خواجہ صاحب کا سلسلۂ نسب ۲۴ ویں پشت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے جا ملتا ہے۔ ان کی نانی حضرت مخدوم جہانیاں کی اولاد سے تھیں۔ خواجہ صاحب کے والد ماجد سید نظیر الدین شاہ نے اپنے بیٹے کی ابتدائی تعلیم و تربیت نہایت ہی جگر سوزی کے ساتھ کی تھی۔ خواجہ صاحب خود بہت ذہین اور باشوق تھے۔ تھوڑی ہی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہو گئے اور درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔ پھر حجاز چلے گئے۔ وہاں ایک عرصہ تک رہنے کے بعد وطن واپس آئے اور اصلاح و تربیت کا ہنگامہ برپا کر دیا۔

مکہ معظمہ میں ایک دن وہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر تھے۔ حاجی صاحب نے نہایت اصرار اور تاکید سے ہندوستان واپس جانے کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا۔

"در ہندوستان عنقریب یک فتنہ — ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ

Marfat.com

ظہور کند شما ضرور در ملک خود واپس برویدؔ واگر بالفرض شما درینجا خاموش نشستہ باشید تاہم آں فتنہ ترقی نہ کند و در ملک آرام ظاہر شود[1]

نمودار ہوگا۔ تم ضرور اپنے وطن واپس چلے جاؤ۔ اگر بالفرض تم ہندوستان میں خاموش بھی بیٹھے رہے تو وہ فتنہ ترقی نہ کرے گا اور ملک میں سکون رہے گا۔

خواجہ صاحبؒ، حاجی صاحبؒ کے اس کشف کو فتنۂ قادیانی سے تعبیر فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ان کو اس فتنہ کی مخالفت کا حکم دیا تھا[2] چنانچہ خواجہ صاحبؒ نے اپنی زبان اور اپنے قلم دونوں سے قادیانیوں کے عقائدِ باطلہ کی پرزور تردید کی۔

خواجہ صاحبؒ بڑے متبحر عالم تھے۔ ان کے ملفوظات ان کی بلندیٔ فکر اور وسعت معلومات کے بہترین آئینہ دار ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔

"کمالات شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مرحوم بحد
غایت کمال رسیدہ اند، در علم ظاہر و باطن نظیر
خود خود گذشتہ اند"[3]

شیخ اکبرؒ کے نظریۂ وحدت وجود پر جو عبور ان کو حاصل تھا اس کی اس صدی میں نظیر نہیں ملتی۔ فصوص الحکم کا باقاعدہ درس دیتے تھے اور اس کے اسرار و رموز کو خوب سمجھتے تھے علامہ اقبالؒ نے ایک مرتبہ شیخ اکبرؒ کے فلسفہ کے متعلق ان کو ایک خط لکھا تھا جس میں ان سے عقیدت و ارادت کا اظہار اس طرح کیا تھا۔

---

[1] ملفوظات طیبہ۔ ص ۱۲۶
[2] ملفوظات ص ۱۲۷ — ۱۲۶
[3] ملفوظات۔ ص ۱۴۲

Marfat.com

لاہور - ۸ر اگست ۱۹۳۳ء

مخدوم و مکرم حضرت قبلہ - السلام علیکم

اگرچہ زیارت اور استفادہ کا شوق ایک مدت سے ہے - تاہم اس سے پہلے شرفِ نیاز حاصل نہیں ہوا - اب اس محرومی کی تلافی اس عریضہ سے کرتا ہوں گو مجھے اندیشہ ہے کہ اس خط کا جواب لکھنے یا لکھوانے میں جناب کو زحمت ہوگی - بہرحال جناب کی وسعتِ اخلاق پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیش نظر مقصد کے لئے کھٹکھٹایا جائے -

میں نے گذشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی اب پھر ادھر جانے کا قصد ہے اور اس سفر میں حضرت محی الدین ابن عربی پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے نظر بایں حال چند امور دریافت طلب ہیں - جناب کے اخلاقِ کریمانہ سے بعید نہ ہوگا اگر ان سوالات کا جوابِ شافی مرحمت فرمایا جائے

(۱) اول یہ کہ حضرت شیخ اکبر نے تعلیم حقیقت زمان کے متعلق کیا کہا ہے اور ائمہ متکلمین سے کہاں تک مختلف ہے -

(۲) یہ تعلیم شیخ اکبر کی کون کون سی کتب میں پائی جاتی ہے اور کہاں کہاں - اس سوال کا مقصود یہ ہے کہ سوال اول کے جواب کی روشنی میں خود بھی ان مقامات کا مطالعہ کر سکوں -

(۳) حضرات صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی حقیقتِ زمان پر بحث کی ہو تو ان بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں - مولوی سید انور شاہ مرحوم و مغفور نے مجھے عراقی کا ایک رسالہ مرحمت فرمایا تھا

Marfat.com

اس کا نام تھا دلیۃ الزماں۔ جناب کو ضرور اس کا علم ہوگا۔ میں نے یہ رسالہ دیکھا ہے۔ مگر چونکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے اس لئے مزید روشنی کی ضرورت ہے۔

میں نے سنا ہے کہ جناب نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک فرما دیا ہے اس لئے مجھے یہ عریضہ لکھنے میں تامل تھا۔ لیکن چونکہ مقصود خدمتِ اسلام ہے، مجھے یقین ہے کہ اس تصدیعہ کے لئے جناب معاف فرمائیں گے اور جواب باصواب سے ممنون فرمائیں گے۔ باقی التماس دعا۔

مخلص۔

محمد اقبال "[1]

غیر شرعی رسومات سے خواجہ صاحبؒ کو بڑی نفرت تھی۔ ان کے ملفوظات میں جگہ جگہ اتباعِ سنتِ نبوی کی تلقین ہے اور بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے شریعتِ نبوی کے اتباع سے بڑھ کر کوئی فخر نہیں ہو سکتا۔[2]

خواجہ صاحبؒ کو شعر و سخن سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ لیکن پھر بھی شعر خوب کہہ لیتے تھے۔ اُن کی ایک فارسی غزل ملاحظہ ہو ——

صبا ز طرہ شبرنگ مہوش طناز — کشود نافۂ مشکیں بر روئے اہل نیاز
کیم گدائے در مفلسی کوتاہ دست — کجا ایں غالیہ عطری و قصہ ہائے دراز
توئی کہ ذرہ صفت را بآسماں بردی — چگونہ شکر تو گوید کمینہ بندہ نواز
عرض ادائے نیاز است ورنہ حاجت نیست — کمال حشمت محمود را بعجز ایاز !

---

[1] اقبال نامہ۔ جلد اول ص ۴۴۴۔ ۴۴۲ [2] ملفوظات۔ ص ۴۴۱

رہین ساقی چشم کہ جرعہ بخشاند — ز جام چہرہ ترکاں مہوشان حجاز
بہ بزم بادہ فروشاں بہ نیم جو نہ خرند — متاع زاہد طماع چہ حج وصوم ونماز
مرا ز پیر مغاں راز ہائے سربستہ است — فغاں ز واعظ خودبیں کجا است محرم راز

اگرچہ حسن تو از مہر غیر مستغنی است
من آں نیم کہ از ایمان خویش آیم باز

Marfat.com

باب دوازدہم

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ

نصف صدی کی اصلاحی اور تبلیغی جدوجہد کے بعد جب آفتابِ تونسہ غروب ہونے لگا تو خواجہ اللہ بخش نبیرۂ شیخ نے قدموں میں سر رکھ کر عرض کیا۔

"بابو! من از تو ہیچ چیز دیگر نمی خواہم
پس ہمیں می خواہم کہ نعلین فقیران ترا
راست کنم"

یہ جملہ سن کر شیخ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ فرمایا: ونفخت فیہ من روحی، اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ شاہ غلام نظام الدین صاحبؒ فرزند کالے صاحبؒ نے خواجہ اللہ بخشؒ کے سر پر دستار باندھ کر ان کو سجادۂ مشیخت پر بٹھا دیا۔ خواجہ اللہ بخش مدت العمر اپنے دادا کی طرح روحانی اصلاح و تربیت کے کام میں سرگرم رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انیسویں صدی میں چشتیہ سلسلہ کی رونق ان ہی کے دم سے تھی۔ وہ علم و عمل، لطف و کرم، زہد و اتقا کا مجسمہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ کی بڑی خوبیوں سے نوازا تھا اور انھوں نے ان صلاحیتوں کو دم واپسیں تک سلسلہ کی نشر و اشاعت میں استعمال کیا۔ غلام حسین نے ان کے متعلق سچ کہا ہے ؎

Marfat.com

روشن از مہر جمالش برج دین !!

آفتابِ آسماں فخر زمیں

خواجہ اللہ بخش، ماہ ذالحجہ ۱۲۴۱ھ کو تونسہ میں پیدا ہوئے تھے۔ مولوی محمد صالح نے تاریخ کہی ؎ زہے بیدار بخت، جب تعلیم حاصل کرنے کی عمر ہوئی تو خواجہ تونسویؒ نے مولوی محمد امین کے سپرد کر دیا۔ مولوی صاحب صاحبِ کمال عالم تھے۔ انھوں نے قرآن پاک کے علاوہ، فارسی نظم اور عربی صرف و نحو کی بھی تعلیم دی۔ پھر حدیث کا درس دیا۔ جب اس سے فارغ ہو گئے تو دادا نے سلوک و معرفت کی تعلیم کے لئے خود اپنے پاس بلا لیا۔

ابتدائی زمانہ میں خواجہ اللہ بخشؒ نہایت شان و شوکت کی زندگی بسر کرتے تھے، اچھے لباس کا شوق تھا۔ اچھی اچھی گھوڑیاں سواری میں رکھتے تھے۔ جب بڑے ہوئے تو ان سب چیزوں سے منہ پھیر لیا اور نہایت سادہ زندگی بسر کرنے لگے۔

خواجہ تونسویؒ نے نماز و روزے کا پابند تو بچپن ہی سے بنا دیا تھا۔ عمر کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت کی طرف بھی دلچسپی بڑھتی گئی۔ مناقب المحبوبین میں حاجی نجم الدین صاحبؒ لکھتے ہیں۔ کہ صاحبزادہ صاحب اکثر ہماری کوٹھری میں آکر کہا کرتے تھے: حاجی صاحب ہمارے لئے دعا کرو۔ خواجہ تونسویؒ ان کے دینی جذبے سے بے حد خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی زندگی ہی میں دلائل الخیرات عطا فرما کر کہا۔ اب مجھ سے یہ نہیں پڑھی جاتی اب تم پڑھا کرو اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ شجروں پر میری طرف سے تم ہی دستخط کر دیا کرو۔ خواجہ اللہ بخش نے اس ہدایت پر یہاں تک عمل کیا کہ خواجہ تونسویؒ کے وصال کے بعد بھی ان ہی کا نام شجروں میں لکھتے رہے۔ خاکسار کے جد امجد مولوی فرید احمد صاحب مرحوم کے شجرہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

الٰہی بکربت و غربت خاکراہ دردمنداں

سلیمان عاقبت شیخ فرید بخش بجز گرداں"

Marfat.com

ہندوستان کا سفر

خواجہ تونسویؒ کے سجادہ پر بیٹھنے کے بعد خواجہ اللہ بخش نے ہندوستان کا سفر کیا اور مشائخ سلسلہ کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ بیکانیر کی ایک مسجد میں تین چار دن تک قیام کیا اور کثیر تعداد میں لوگوں کو داخلِ سلسلہ کیا۔ نئے مریدوں کو ہدایت کی کہ نماز، روزے کی پابندی کریں۔ راجہ سردار سنگھ والیِ بیکانیر نے حاضر خدمت ہونا چاہا۔ فرمایا۔

"ما فقیریم از ملاقات ما یاں ترا چہ
سود است دریں جا نیائی"

جب خواجہ صاحب دہلی پہنچے تو بہادر شاہ ظفر نے خدمت میں حاضر ہونا چاہا خواجہ صاحب حضرت چراغ دہلویؒ کی درگاہ میں مقیم تھے۔ بہادر شاہ ملاقات کے لئے آئے تو وہ دوسرے دروازے سے نکل کر جنگل کی طرف چلے گئے۔ بہت منت سماجت کے بعد واپس آئے۔ بہادر شاہ نے شرفِ قدم بوسی حاصل کیا۔ اگلے دن خواجہ صاحبؒ شاہ جہاں آباد تشریف لائے۔ وہاں امراء اور درباریوں نے کثیر تعداد میں اظہارِ عقیدت کیا۔ محلات کی بیگمیں مرید ہوئیں۔ بہادر شاہ نے بھی نذر پیش کی۔

تعمیر کا شوق

خواجہ اللہ بخشؒ کو تعمیر مکانات کا بڑا شوق تھا۔ خاتم سلیمانی کے مصنف کا اندازہ ہے کہ ان کی بنوائی ہوئی عمارات تقریباً نصف حصہ شہر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ فاربس نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے۔

"ان میں (خواجہ اللہ بخش) میں انتظام و تعمیر کے کام کی بڑی لیاقت تھی۔ انھوں نے لنگر خانے، دسرائے و مکانات وغیرہ وغیرہ بنائے۔ جب کہ ان کے دادا کے پرانے خلفاء کا انتقال ہو گیا تو انھوں نے کچے مکانات کو گرا دیا اور فراخ آستانہ درگاہ و مسجد میں بنائے

اور ان کے اردگرد پختہ اینٹوں کے مدرسے اور درویشوں
اور مولویوں کی رہائش کے لیے مکانات بنائے"[1]

ان عمارات میں زیادہ تر مساجد، مدرسے، کنوئیں اور سرائیں تھیں اور ان کی تعمیر سے خواجہ صاحب کا مقصد سالکینِ خانوادہ اور دیگر زائرین کی سہولت کا سامان مہیا کرنا تھا

اخلاق

خواجہ اللہ بخشؒ کا اخلاق نہایت اعلیٰ تھا۔ انوار العارفین کے معاصر مصنف نے لکھا ہے:

"دریں زماں نبیرۂ ایشاں (خواجہ محمد سلیمان) میاں اللہ بخش بر مسندِ ارشاد نشستہ اند، طالبان را ارشاد می کنند و از آئندگان و روندگانِ آنجا معلوم گردید کہ کریم النفس و خوش اخلاق اند"[2]

خواہ دشمن ہو یا دوست، جو اُن سے ملتا ان کے اخلاق کا گہرا نقش دل پر لے کر اٹھتا ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے: غریبوں اور بے کسوں کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماتے پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے ایک مرتبہ اپنی مجلس میں فرمایا:-

"در نظر خواجہ اللہ بخش صاحب اہل دنیا را مقدار یک ذرہ ہم وقعت و قدر نبود و بسیار غریب نواز بودہ اند۔ دنیا داراں را بسیار حقیر و بے مقدار دانندہ ہمچوں خواجہ اللہ بخش صاحب ہیچ فقیر دیدہ و شنیدہ نشد"[3]	خواجہ اللہ بخش صاحب کی نظر میں اہل دنیا کی ذرہ برابر بھی وقعت اور قدر نہ تھی وہ بے حد غریب نواز تھے دنیا داروں کو بہت حقیر اور بے مقدار سمجھتے تھے اور اس معاملہ میں خواجہ اللہ بخش صاحب کے برابر کوئی فقیر دیکھا یا سنا نہیں گیا۔

[1] ص ۱۲ [2] انوار العارفین۔ ص ۴۵۷ [3] ملفوظات طیبہ ص ۱۴۲

Marfat.com

ہندو کثیر تعداد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان کے اخلاق سے متاثر ہوتے تھے۔ ایک ہندو آپ کی صحبت سے اس قدر متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا اور آپ کی خدمت کرنے لگا۔ آپ نے اس کا نام غلام رسول رکھا۔ اس کے متعلق مصنف خاتم سلیمانی کا بیان ہے کہ وہ زہد و اتقا میں صوفیۂ وقت سے سبقت لے گیا تھا مسلمان ہونے کے بعد خواجہ صاحبؒ نے اس کو اسلامی تعلیم دی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے تفسیر حدیث اور فقہ میں مہارت پیدا کر لی۔ حج بیت اللہ کے لئے گیا۔ واپسی پر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور خواجہ صاحب کی خانقاہ میں بیٹھ کر دیگر اعلیٰ مریدین و خلفاء کی طرح درس میں مشغول رہنے لگا[1]

اصلاحی کوششیں

خواجہ صاحبؒ نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کی اصلاح و تربیت کی طرف توجہ کی۔ ان کے ملفوظات و حالات میں متعدد واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طبقۂ علماء کی اصلاح پر خاص زور دیتے تھے ان کا خیال تھا کہ علماء کی اصلاح سے مسلم سوسائٹی کا بڑا طبقہ خود بخود صحیح راہ پر آجائے گا۔ ایک مرتبہ ایک مسئلہ پر مختلف علماء نے مختلف فتوے دئے اور گروہ بندی کے زیر اثر شریعت کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔ خواجہ صاحب کو علم ہوا تو بھری مجلس میں ان علماء کی مذمت کی[2]

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس وقت اپنے عقائد کی ترویج شروع کی اور اکثر علماء کو مباحثہ کی دعوت دی۔ خواجہ صاحب نے اپنی جگہ بیٹھ کر نہایت سختی کے ساتھ ان فتنوں کی تردید کی اور کوشش کی کہ مسلمانوں کا مذہبی احساس اور وجدان ان گمراہ تحریکوں سے متاثر نہ ہو۔

---

[1] خاتم سلیمانی۔ ص ۱۹۲ [2] خاتم سلیمانی ص ۲۱۸ - ۲۱۷

Marfat.com

حضرت خواجہ اللہ بخشؒ نے ۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء (۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ) کو وصال فرمایا۔ تاریخ ہے ——

چراغ جہاں بجھ گیا ہے

خواجہ صاحب کے تین فرزند تھے۔ حافظ موسیٰ (۱۳۱۹)۔ حافظ احمد۔ حافظ محمود۔ حافظ موسیٰ صاحبؒ مسند نشین ہوئے۔ وہ نہایت کم گو، منکسر مزاج بزرگ تھے۔ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۶ء کو وصال فرمایا اور خواجہ محمود سجادہ نشین ہوئے۔ وہ بڑے عالم فاضل بزرگ تھے۔ عربی، فارسی، اردو، پشتو، بلوچی وغیرہ زبانوں پر مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر اس طرح عربی بولی کہ سننے والے حیران رہ گئے، مثنوی کا درس اس انداز میں دیتے تھے کہ حاضرین مسحور ہو جاتے تھے۔

حافظ صاحب کے بعد ان کے صاحبزادے محمد حامد صاحبؒ مسند آرا ہوئے۔ آج کل مولانا حافظ سدید الدین صاحب سجادہ نشین ہیں بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔ حالاتِ حاضرہ سے کافی واقفیت رکھتے ہیں اور اصلاحی کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ حافظ محمود صاحب کے سجادہ نشین خواجہ حافظ نظام الدین صاحب ہیں ان سے سلسلۂ نظامیہ کا فیض پھیل رہا ہے۔ زہد و تقویٰ میں مشہور ہیں۔

خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے مریدین میں مولانا غلام احمد بریاں خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ ان کو تصوف سے بے حد دلچسپی تھی۔ بزرگوں کے حالات اور ملفوظات کی اشاعت میں جو کوشش انھوں نے کی، اس کی مثال ملنی مشکل ہے "ملفوظات خواجگانِ چشت"، فوائد الفواد، خیر المجالس، کشکول، اخبار الاخیار، اصول السماع وغیرہ کتابوں کو انھوں نے ترجمہ کرا کر اپنے مطبع مسلم پریس دہلی سے شایع کیا۔ اور اس طرح بہت سی ایسی کتابوں کو محفوظ کر دیا جو اگر اس وقت طبع نہ ہوتیں، تو ضائع ہو جاتیں۔

مولوی ارشاد علی صاحب فریدی اور مولوی فرید احمد صاحب | خاکسار راقم الحروف کے

Marfat.com

دادا جناب مولوی فرید احمد صاحب مرحوم اور پردادا مولوی ارشاد علی صاحب امروہی مرحوم حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے مریدینِ خاص میں تھے۔ اور انھوں نے اپنے مخصوص اور محدود دائرے میں رہ کر سلسلہ کی روایات کی نشر و اشاعت کے لئے پُرخلوص جد و جہد کی تھی۔

مولوی ارشاد علی صاحبؒ یکم اگست ۱۸۲۵ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ اٹھارہویں پشت میں سلسلۂ نسب حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے جا ملتا ہے۔ مولانا حاجی محمد مہدی صاحبؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ حاجی صاحب، مونی (ضلع بریلی) کے رہنے والے تھے، اپنے عہد کے جید عالم تھے۔ دربارِ مغلیہ میں ان کی بڑی قدر تھی۔ اکبر شاہ ثانی نے فصیح الشعرا اور ملک العلما کے خطابات عنایت فرمائے تھے۔ حاجی صاحبؒ نے بریلی سے امروہہ کا سفر خاص طور پر مولوی ارشاد علی صاحب کی تعلیم کے لئے کیا اور بہت جلد ان کو علم کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

مولوی ارشاد علی صاحب کے والد مولوی ابدال محمد صاحب مرحوم نے ان کے بچپن ہی میں سفرِ آخرت اختیار کیا اور مولوی ارشاد علی صاحب کو عسرت و تنگی میں دن گزارنے پڑے لیکن انھوں نے اس زمانہ میں بڑی محنت سے پڑھا اور تحصیلِ علم سے فارغ ہونے کے بعد پنجاب چلے گئے جہاں عرصہ تک سرکاری ملازمتوں کے سلسلہ میں رہنا ہوا۔ اس زمانہ کے مشہور انگریز حکام، سر جان لارنس، کرنل ہملٹن، کرنل فیرنگ ٹن وغیرہ کے ساتھ کام کیا۔ غدر ۱۸۵۷ء میں وہ کرنل جی۔ ڈیو۔ ہملٹن کمشنر ملتان کے سررشتہ دار تھے۔ ہملٹن نے حکم دیا کہ پاک پٹن کی خانقاہ سے متعلق سب جاگیریں ضبط کر لی جائیں۔ مولوی ارشاد علی صاحب نے اس حکم سے اختلاف کیا اور ہملٹن کو سمجھایا کہ پاک پٹن وہ مقام ہے جہاں پہنچکر تیمور نے بھی اپنی خون آشام تلوار نیام میں رکھ لی تھی۔ ہملٹن نے ان کے اصرار پر اپنا حکم منسوخ کر دیا۔ مولوی ارشاد علی صاحب جب اپنی سرکاری ملازمت کا ذکر فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے اس طرف بھیجا تھا کہ میں بابا صاحبؒ کی درگاہ کی جاگیروں کی حفاظت کروں۔ صرف یہی ایک کام میرا زندگی کا حاصل ہے۔ دیوان اللہ جوایا صاحب سجادہ درگاہ بابا فریدؒ سے بڑے گہرے تعلقات

Marfat.com

تھے مشائخ سلسلہ چشت کی بعض اہم کتابیں جو مولوی ارشاد علی صاحب نے نقل کرائی تھیں انکے مقابلہ و تصحیح کا کام حضرت دیوان صاحبؒ نے خود انجام دیا تھا۔ مولوی ارشاد علی صاحب کے بہت عرصہ تک اولاد نہ ہوئی۔ کافی عرصہ بعد جب لڑکا پیدا ہوا تو حضرت اللہ جایا صاحب نے فرید بخش نام تجویز کیا۔ ارشاد علی صاحب نے فرید بخش کی جگہ فرید احمد نام رکھا اور اس تبدیلی کی وجہ یہ بتائی کہ بخش سے شرک کی بو آتی ہے۔

مولوی ارشاد علی صاحب کو دینی لٹریچر بالخصوص تصوف کی کتابوں سے خاص دلچسپی تھی۔ انھوں نے زرِ کثیر صرف کر کے اپنا قلمی کتب خانہ جمع کیا تھا۔ آج اس کا ایک عشرِ عشیر خاکسار کے پاس ہے بیشتر حصہ ضایع ہو چکا۔ اگر یہ کتب خانہ باقی رہتا تو ہندوستان میں مشرقی علوم کے چند مخصوص کتب خانوں میں اس کا شمار ہوتا۔ مولوی ارشاد علی صاحب کے علمی ذوق کی شاہد چند تصانیف بھی ہیں۔ جن میں تین شایع ہو چکی ہیں۔ باقی غیر مطبوعہ ہیں۔ حضرت خواجہ فریدالدین عطارؒ کی چند مثنویاں انھوں نے شایع کیں۔ پھر ۱۳۰۴ھ میں دو کتابیں بشیر المدایح اور بشیر النصایح لاہور سے شایع ہوئیں۔ انشاء ارشاد، فرہنگ ارشاد کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

دسمبر ۱۹۰۰ء میں مولوی ارشاد علی صاحب نے اپنے وطن امروہہ میں وصال فرمایا اور پیر شاہ ابن صاحبؒ کے مزار کے احاطہ میں سپردِ خاک کئے گئے۔ سر شیخ عبدالقادر نے جو ان دنوں ..... انگریزی اخبار (observer) نکالتے تھے ان کے انتقال پر اپنے رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی خدمات کا ذکر کیا ہے [۱]

مولوی ارشاد علی صاحب کے تین فرزند تھے۔ مولوی فرید احمد مرحوم مولوی فضل احمد مرحوم اور مولوی شریف احمد مرحوم۔ اول الذکر حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ سے بیعت تھے۔

جناب مولوی فرید احمد صاحب مرحوم ۱۸۷۱ء میں بمقام امروہہ پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم وطن میں حاصل کرنے کے بعد لاہور چلے گئے اور وہاں گورنمنٹ کالج میں بی اے

---

[۱] The Punjab observer
Wednesday, December 26, 1900.

Marfat.com

تک پڑھا تعلیم سے فراغت کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کرلی۔ ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو اپنے بڑے لڑکے جناب قبلہ مولوی عزیز احمد صاحب نظامی مدظلہ وکیل (خاکسار کے والد ماجد) کے پاس میرٹھ میں قیام کرلیا اور وہیں دسمبر ۱۹۴۲ء کو داعیِ اجل کو لبیک کہا اور قبرستان شاہ ولایتؒ میں سپردِ خاک کئے گئے۔

یہ مختصر سا خاکہ ہے ایک ایسے شخص کی زندگی کا جسے اللہ نے علم و عمل کی بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا اور جس کے احسانات کی گرانباری آج بھی دل محسوس کر رہا ہے۔

مولوی فرید احمد صاحب نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی اور حضرت اللہ جوایا صاحبؒ کی گود میں پایا۔ جوان ہوئے تو دیکھا کہ امروہہ کے گلشنِ علم میں بہار آرہی ہے ایک طرف حضرت مولانا احمد حسن صاحبؒ کا ہنگامۂ درس و تدریس برپا ہے، تو دوسری طرف حضرت مولانا محمد حسن صاحبؒ کے علمی فیوض جاری ہیں۔ تیسری طرف نواب وقار الملک قومی تعلیم و ترقی کے لئے بے چین اور سرگرداں نظر آرہے ہیں۔ اس پورے ماحول نے ان کی ذہنی نشو و نما پر گہرا اثر ڈالا۔ خواجہ اللہ بخشؒ اور حضرت اللہ جوایاؒ سے ان کو تصوف کا شوق ملا، مولانا احمد حسنؒ سے قرآن و حدیث کے مطالعہ کا ذوق حاصل ہوا، مولانا محمد حسنؒ سے مذاہبِ عالم کے مطالعہ کی لگن اور وقار الملک کی صحبت سے مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات کا احساس۔[1]

---

[1] نواب وقار الملک ان کے علمی ذوق اور قومی جذبہ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اہم مسائل پر ان سے مشورہ بھی کرتے تھے۔ ۱۴ اپریل ۱۹۰۲ء کے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: "جناب مخدومی مولوی فرید احمد صاحب سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یونی ورسٹی کمیشن میں میں بھی گواہی ادا کرنا چاہتا ہوں اور لکھنا شروع بھی کردیا ہے ترجمہ بھی ہوتا جاتا ہے۔ کیا مہربانی سے آپ اس کام میں کچھ مدد فرما سکیں گے۔ اگر کچھ فرصت ہے تو مہربانی سے آج چار بجے تکلیف فرمائیے اور مشکور کیجئے۔ والسلام۔ خاکسار۔ مشتاق حسین"۔

Marfat.com

علمی اعتبار سے مولوی فرید احمد صاحب کی خصوصیت یہ تھی کہ انھوں نے اپنا قصرِ علم مشرق و مغرب کے سنگم پر تعمیر کیا تھا۔ اگر ایک طرف دینی لٹریچر پر گہری نظر رکھتے تھے تو دوسری طرف مغرب کے علمی اور تحقیقی رجحانات سے بھی پوری طرح واقف تھے۔ انگلستان اور امریکہ کے بعض اعلیٰ علمی رسائل ۴۰، ۵۰ سال تک متواتر مطالعہ کرتے رہے تھے[1]۔ ان کے کتب خانہ میں ایک طرف عربی و فارسی کی قلمی کتابیں نظر آتی تھیں تو دوسری طرف انگلستان کی جدید ترین مطبوعات۔ مسلمانوں کی ابتدائی دینی تعلیم پر بڑا زور دیتے تھے۔ ملازمت کے دوران میں مرزاپور، جھانسی وغیرہ میں متعدد مدارس جاری کیے[2]۔ قرآن مجید کے مطالعہ پر بے حد زور دیتے تھے۔ گھر کے بچوں کو ترجمہ سے پڑھاتے اور سمجھاتے تھے۔ کہتے تھے کہ جس نے قرآن سمجھ کر نہ پڑھا وہ ایک نعمت سے محروم رہا۔

مولوی فرید احمد صاحبؒ خلوص اور سچائی کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ قومی معاملات میں ان کی دلچسپی کا یہ حال تھا کہ تنخواہ کا بیشتر حصہ مدرسوں، انجمنوں، اخبارات اور غریب طلبا کو دے دیتے تھے۔ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے ظاہری وضع سے علمی تبحر کا اندازہ نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن جب کسی علمی مسئلہ پر گفتگو کرتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا ایک سمندر میں تموج پیدا ہو رہا ہے۔

خاکسار راقم الحروف نے اپنی ابتدائی تعلیم ان ہی سے حاصل کی تھی، ان کے احسانات کے اظہار کا یہ موقع نہیں۔ اس کتاب میں اگر کچھ خوبیاں ہیں تو ان کے فیضِ صحبت کا اثر ہیں جو برائیاں ہیں وہ میری کوتاہی کا نتیجہ ہیں۔

---

[1] انگلستان کے ایک مشہور رسالے LITERARY GUIDE AND RATIONALIST REVIEW نے ان کی وفات پر رنج کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ تیس سال سے زیادہ تک اس رسالہ کا وہ شوق سے مطالعہ کرتے رہے تھے۔

[2] ملاحظہ ہو اخبار "البشیر" (خان بہادر مولوی بشیر الدین اٹاوہ) ۲۲ دسمبر ۴۲ء، مقالات مدیر

Marfat.com

Marfat.com

مآخذ

آثار الصنادید: سر سید احمد خاں (مطبوعہ دہلی، پہلا ایڈیشن)

احسن الشمائل: ملفوظات وحالات شاہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ از خواجہ کامگار خاں (قلمی نسخہ، شیفتہ کلکشن، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

احسن الاقوال: ملفوظات شیخ برہان الدین غریبؒ از خواجہ عماد بن حماد کاشانی (قلمی نسخہ، مملوکہ پروفیسر محمد حبیب)

احترام الاصفیا:۔ حالات خواجہ محمد اسلم خیرآبادی از مولانا دین محمد (مطبوعہ ۱۳۴۵ھ)

احیاء علوم الدین: امام غزالیؒ (مطبوعہ مصر ۱۳۱۱ھ)

اخبار الاخیار: شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فارسی نسخہ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ) اردو ترجمہ (مسلم پریس دہلی ۱۳۲۸ھ)

اردوئے معلیٰ: خطوطِ غالب۔ (مطبع مفید عام آگرہ ۱۹۱۴ء)

السنۃ الجلیہ فی الچشتیۃ العلیہ: مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ (کتب خانہ اشرفیہ دہلی ۱۳۵۱ھ)

اصول السماع: مولانا فخر الدین زرادیؒ (دہلی ۱۳۱۱ھ)

انفاس العارفین: شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع مجتبائی ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء)

انوار العیون: حالات وملفوظات شیخ احمد عبدالحق از شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ (قلمی نسخہ)

انوار شمسیہ المسمیٰ بہ خطبہ چشتیہ: مولانا امیر بخش (مفید عام پریس لاہور ۱۳۳۵ھ)

انوار العارفین: حافظ محمد حسین مرادآبادی (مطبع صدیقی بریلی ۱۲۹۰ھ)

انوار الرحمان: حالات وملفوظات مولوی عبدالرحمان صاحب لکھنویؒ از مولوی نوراللہ صاحب (لکھنؤ ۱۲۸۷ھ)

اولیاء اللہ واولیاء الشیطان: مولانا ابوالکلام آزاد (مطبوعہ لاہور ۱۹۳۹ء)

الغزالی۔ مولانا شبلی (نامی پریس کانپور ۱۹۰۲ء)

الفوز الکبیر: شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبوعہ دہلی)

اقبال نامہ: مکتوبات ڈاکٹر محمد اقبال (لاہور)

القول المستحسن فی شرح فخر الحسن: مولانا احسن الزماں حیدرآبادی (مطبوعہ)

المامون: مولانا شبلی (مطبوعہ آگرہ)

آئین اکبری: ابوالفضل مرتبہ سرسید احمد خاں

بارہ ماہیہ نجم: حاجی نجم الدین صاحبؒ (مطبوعہ)

Marfat.com

بحرالمعانی : سید محمد بن جعفر مکی الحسینی خلیفہ حضرت چراغ دہلوی
(قلمی نسخہ)

برکات الاولیا : مولوی سید امام الدین بن مفتی سید عبدالفتاح
(افضل المطابع دہلی ۱۳۲۲ھ)

بزم آخر : منشی فیاض الدین
(رحمانی پریس دہلی ۱۹۲۰ء)

بہجۃ الاسرار : شیخ عبدالقادر جیلانی" کے حالات وملفوظات از شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف (مطبوعہ)

تاریخ جہاں کشا : عطا ملک جوینی
(گب میموریل سیریز)

تاریخ فیروز شاہی : مولانا ضیاءالدین برنی (مرتبہ سر سید احمد خاں)
(ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

تاریخ فیروز شاہی : شمس سراج عفیف
(ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

تاریخ فرشتہ : ابوالقاسم ہندو شاہ فرشتہ
(نول کشور)

تاریخ ہند : مولانا ذکاءاللہ دہلوی
(مطبع علی گڑھ انسٹیٹیوٹ ۱۹۱۷ء)

تحفۃ النصائح : شیخ یوسف گدا مرید شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی"
(مطبع نور لاہور)

تذکرہ : مولانا ابوالکلام آزاد (کلکتہ ۱۹۱۹ء نیز لاہور)

Marfat.com

تذکرۃ الاولیا : خواجہ فریدالدین عطار

(لاہور)

تذکرہ علماء ہند: مولوی رحمان علی

(نول کشور ۱۹۱۴ء)

تذکرہ بسمل : حالات مولانا انوار الرحمان بسمل مرتبہ مصباح الرحمان صاحب

(راجستان بک ڈپو۔ جے پور)

تذکرہ گلشن بے خار : نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ

(نول کشور ۱۸۷۴ء)

تذکرہ کاملانِ رامپور : حافظ احمد علی خاں شوق

(ہمدرد پریس ۱۹۲۹ء)

ترجمان القرآن : مولانا ابوالکلام آزاد

ترجمہ فیصلہ مقدمہ دیوانی منفصلہ ایچ ایف فاربس۔ ڈسٹرکٹ جج ملتان

مقدمہ نمبر ۱۰۹ ۱۹۱۱ء (خواجہ حامد و محمود) یونین پرنٹنگ ورکس لودھیانہ ۱۹۱۳ء

ترجمہ فیصلہ عدالت چیف کورٹ بمقدمہ تونسہ شریف

(گلزار محمدی سٹیم پریس، لاہور)

تزک جہانگیری : مرتبہ سر سید احمد خاں

(مطبوعہ علی گڑھ)

تفسیر عزیزیہ۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

(قلمی نسخہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

تفہیمات الٰہیہ : شاہ ولی اللہ دہلوی

(مطبوعہ)

Marfat.com

تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار : نواب صدیق حسن خاں
(مطبوعہ بھوپال ۱۲۹۸ھ)

تکملۂ سیر الاولیاء : خواجہ گل محمد احمد پوری
(مطبع رضوی دہلی ۱۳۱۲ھ)

تنبیہ الصالحین و ہدایۃ الصالحین : (فتویٰ جو علماء مکہ اور شاہ محمد اسحاق صاحب نے بعض غلط نظریات کی تردید میں دیئے تھے) (مطبع سید الاخبار۔ دہلی ۱۲۶۲ھ)

تلبیس ابلیس : علامہ ابن جوزی
(مطبوعہ مصر ۱۹۲۸ء)

تلخیص التواریخ ملقب بہ مفرح دلگشاء : حکیم محمد حسن صاحب امروہوی
(مطبوعہ)

جمہرۃ اللغت : ابن درید
(مطبوعہ حیدرآباد)

جواہر فریدی : علی اصغر چشتی
(قلمی نسخہ)

جوامع الکلم : ملفوظات حضرت سید محمد گیسو درازؒ مرتبہ سید محمد اکبر حسینی فرزند شیخ
(مطبوعہ انتظامی پریس عثمان گنج، حیدرآباد)

حجۃ اللہ البالغہ : شاہ ولی اللہ دہلوی
(معہ اردو ترجمہ، امرتسر)

حدائق الحنفیہ : حالات علماء و فقہاء حنفیہ۔ از مولوی فقیر محمد جہلمی
(مطبوعہ نول کشور، لکھنؤ، جون ۱۸۸۶ء)

حضرت مولانا الیاس اور اُن کی دینی دعوت : مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
(مطبوعہ جید پریس۔ دہلی)

حیات ولی : سوانح شاہ ولی اللہ دہلوی از مولوی محمد رحیم بخش
(افضل المطابع دہلی)

حیات خسرو : مولانا سعید احمد بارہروی
(نول کشور اسٹیم پریس لاہور ۱۹۰۹ء)

حیوٰۃ العلماء : حالات علماء سہسوان۔ از سید محمد عبدالباقی
(نول کشور۔ لکھنؤ ۱۹۲۲ء)

حیات مالک : مولانا سید سلیمان ندوی
(دارالمصنفین اعظم گڈھ)

حیات جاوید : مولانا الطاف حسین حالی
(مطبع رعد کانپور ۱۹۰۱ء)

حقانیت اسلام : مولانا محمد حسن امروہوی
(مطبوعہ)

خاتم سلیمانی : حالات و ملفوظات خواجہ سلیمان تونسوی از مولوی الہ بخش بلوچی
(خادم التعلیم اسٹیم پریس لاہور ۱۳۲۵ھ)

خاتمہ مراۃ احمدی : مرزا محمد حسن
(کلکتہ ۱۹۳۰ء)

خیر المجالس : ملفوظات حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ
(قلمی نسخہ)

خزینۃ الاصفیاء : مولانا غلام سرور
(مطبع ثمر ہند لکھنؤ ۱۸۷۲ء)

خلاصۃ الفوائد : ملفوظات خواجہ نور محمد (قلمی)

دول رانی خضر خاں : امیر خسروؒ
(مطبوعہ علی گڑھ)

دیوان بے نیاز : دیوان شاہ نیاز احمد بریلوی
(مطبع آگرہ اخبار آگرہ ۱۳۴۸ھ)

دیوان حسن دہلوی : دیوان امیر حسن علامہ سنجریؒ مرتبہ مسعود علی محوی
(ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن ۱۳۵۲ھ)

دیوان بہادر شاہ ظفر :

ذکر حبیب - حالات و ملفوظات پیر سید حیدر شاہ جلال پوری مرتبہ ملک محمد الدین
(پنڈی بہاء الدین ۱۳۴۲ھ)

ذکر میر : میر تقی میر : مرتبہ ڈاکٹر عبد الحق
(انجمن ترقی اردو ہند دہلی)

رسالہ احوال پیران چشت : (قلمی)

رسالہ قشیریہ : امام قشیری (مطبوعہ مصر)

رسالہ تحقیق آراضیِ ہند : شیخ جلال الدین تھانیسری
(قلمی نسخہ)

رسالہ مطلوب فی عشق المحبوب - محمد امیر بہرائچیؒ
(قلمی نسخہ)

رشحات : واعظ الکاشفی
(مطبوعہ نول کشور)

رشد نامہ : شیخ عبد القدوس گنگوہی
(قلمی نسخہ)

Marfat.com

روضۃ الاولیاء : میر سید غلام علی آزاد بلگرامی
(قلمی نسخہ)

روضۃ الاقطاب : محمد بلاق چشتی
(مطبع محب ہند دہلی)

ریاض الفصحاء : غلام ہمدانی مصحفی
(انجمن ترقی اردو۔ دہلی ۱۹۳۴ء)

زمزمۂ صابری ۔ تسلیم احمد امروہوی
(مطبع خاقانی امروہہ ۱۹۰۷ء)

سبع سنابل ۔ میر عبدالواحد بلگرامی
(مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۹ھ)

سفینۃ الاولیاء ۔ داراشکوہ
(قلمی نسخہ، نیز مطبوعہ)

سرور الصدور، ملفوظات حضرت شیخ حمید الدین سوالی ناگوریؒ خلیفہ خواجہ معین الدین اجمیریؒ (قلمی نسخہ)

سوانح مولانا روم : امام غزالی۔
(نامی پریس کانپور)

سوانح احمدی : محمد جعفر تھانیسری
(بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ۔ ضلع انبالہ)

سلسلۃ الذہب : شجرہ خواجہ علی محمد شاہ، از محمد احتشام الدین۔
(گیلانی پریس لاہور)

سیر محمدی : مولانا شاہ محمد علی (یونانی دواخانہ پریس الہ آباد

Marfat.com

سیرۃ فریدیہ : حالات فریدالدین خاں وزیر اکبر شاہ ثانی از سر سید احمد خاں
(مطبع مفید عام آگرہ، ۱۸۹۶ء)

سیر الاقطاب : شیخ اللہ دیا چشتی
(نول کشور)

سیر العارفین : از درویش جمالی
(مطبوعہ دہلی)

سیرۃ النعمان : مولانا شبلی
(مطبع مفید آگرہ ۱۸۹۲ء)

سیرت النبی : مولانا شبلی و مولانا سید سلیمان ندوی
(دار المصنفین اعظم گڈھ)

سیر الاولیاء : امیر خورد،
(چرنجی لال ایڈیشن دہلی)

سوار سبیل : شاہ کلیم اللہ دہلوی
(قلمی)

شجرۃ الانوار : مولانا رحیم بخش فخری مرید و خلیفہ شاہ فخرالدین دہلوی
(قلمی، کتابت ۱۲۸۱ھ، مملوکہ مصنف)

شجرہ چشتیہ سلیمانیہ فخریہ : مولانا غلام فرید چشتی
(مطبع الٰہی آگرہ)

شرح القانون ۔ شاہ کلیم اللہ دہلوی
(قلمی)

شعر العجم : مولانا شبلی (دار المصنفین اعظم گڈھ)

Marfat.com

صبح صادق : حالات فرماں روایان بھاول پور۔ از عزیز الرحمٰن عزیز
(عزیز المطابع بھاول پور ۱۹۴۳ء)

طبقات الشافعیہ : امام سبکی
(مطبوعہ)

طبقات ناصری : منہاج السراج جوزجانی
(ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

عجائب الاسفار : سفرنامہ ابن بطوطہ مترجمہ مولانا محمد حسین جج
(مطبوعہ، دہلی)

عشرہ کاملہ : شاہ کلیم اللہ دہلوی
(قلمی)

علمائے سلف ۔ نواب حبیب الرحمٰن خاں شیروانی صدر یار جنگ
(مطبوعہ علی گڑھ)

فتح الرحمٰن : شاہ ولی اللہ دہلویؒ
(مطبوعہ)

فتوح السلاطین ۔ عصامی
(مرتبہ ڈاکٹر مہدی حسن و سید محمد شفیع، آگرہ و مدراس)

فتوحات مکیہ : شیخ محی الدین ابن عربیؒ
(مطبوعہ بولاق)

فخر الطالبین : ملفوظات و حالات حضرت شاہ فخر الدین دہلوی از سید نور الدین حسینی فخری (قلمی نسخہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۰۰ھ)

فخر الحسن : از شاہ فخر الدین دہلویؒ (قلمی)

Marfat.com

فوائد الفواد : ملفوظات حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ، از خواجہ میر حسن علا سنجریؒ
(مطبوعہ نول کشور)

قران القران : حضرت شاہ کلیم اللہ دہلویؒ
(مطبوعہ)

قول الجمیل : حضرت شاہ کلیم اللہ دہلویؒ
(مطبوعہ دہلی)

کتاب الہند : البیرونی مرتبہ ای سی زخاؤ
(لندن ۱۸۸۷ء)

کتاب اللمع ۔ شیخ ابو نصر سراج
(گب میموریل سیریز ۱۹۱۴ء)

کشکول کلیمی ۔ شاہ کلیم اللہ دہلوی
(قلمی، نیز مطبوعہ دہلی)

کشف المحجوب ۔ شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش
(مطبوعہ لاہور)

کلمات طیبات : مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی، مرزا مظہر جان جاناں وغیرہ
(مطبع نامی گرامی، مفید عام آگرہ ۱۹۱۴ء)

کواکب دریہ : مولانا محمد حسن امروہوی
(مطبوعہ)

گلزار ابرار : محمد غوثی شطاری (قلمی)

لطائف اشرفی : مرتبہ مولانا نظام الدین یمینی المعروف بہ نظام حاجی غریب یمینی
(نصرت المطابع دہلی ۱۳۹۵ھ)

Marfat.com

لطائف قدوسی : ملفوظات و حالات شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ رکن الدین
(مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ)

مامقیمان : مولانا سید علاء الدین اودھی
(مطبع مصطفائی واقع بیت السلطنت لکھنؤ ۱۲۵۶ھ)

مآثر الکرام : غلام علی آزاد بلگرامی
(مفید عام پریس آگرہ ۱۹۱۰ء)

مجنوں لیلیٰ : امیر خسرو
(مطبوعہ علی گڑھ)

مرقع دہلی : (دہلی بارہویں صدی ہجری میں) نواب ذوالقدر درگاہ ملی خاں
مقدمہ از حکیم سید مظفر حسین (تاج پریس حیدرآباد)

مخزن الاخلاق : درگا داس
(مطبوعہ)

مخزن الشعراء : "تذکرہ شعرائے گجرات مؤلفہ قاضی نورالدین فائق
مرتبہ مولوی عبدالحق (جامع پریس دہلی ۱۹۳۳ء)

مصباح الہدایۃ : شیخ محمود بن علی کاشانی
(مطبع نول کشور، نیز ایران)

مطلوب الطالبین : محمد بولاق چشتیؒ
(قلمی)

مصارع العشاق : ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین السراج القاری
(مطبوعہ الجوائب قسطنطنیہ)

ملفوظات طیبہ : ملفوظات پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (مطبوعہ)

Marfat.com

مناقب فریدی : از احمد اختر مرزا
(مطبع احمدی دہلی ۱۳۱۴ھ)

ملفوظات شاہ عبدالعزیز : مرتبہ قاضی بشیرالدین میرٹھی
(مطبع مجتبائی، میرٹھ ۱۳۱۴ھ)

ملہمات : شیخ جمال الدین ہانسوی
(مطبوعہ الور، نیز دہلی)

مکتوبات قدوسی : مکتوبات شیخ عبدالقدوس گنگوہی
(مطبوعہ)

مکتوبات مجددی : مکتوبات مجدد الف ثانی
(مطبوعہ)

مکتوبات کلیمی : مکتوبات شاہ کلیم اللہ دہلوی، مرتبہ مولوی محمد قاسم کلیمی
(مطبع یوسفی دہلی ۱۳۰۱ھ)

مکتوبات سید اشرف جہانگیر:
(قلمی نسخہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

منتخب اللباب : خافی خاں
(مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

منتخب التواریخ : ملا عبدالقادر بدایونی
(مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

مناقب حافظیہ : اردو ترجمہ موسوم بہ مشاہدہ حافظی، از محمد ہادی علی خاں، مترجمہ منشی نذر محمد
(نظامی پریس لکھنؤ ۱۳۵۴ھ)

Marfat.com

مکاتبات امام غزالی : مرتبہ سر سید احمد خاں
(علی گڑھ)

مناقب المحبوبین : حاجی نجم الدین صاحب
(مطبع محمد حسن رامپور ۱۲۸۹ھ)

مقدمہ ابن خلدون : اردو ترجمہ (مطبوعہ)

مسئلہ خلافت اور جزیرہ عرب : مولانا ابو الکلام آزاد

مراۃ الاسرار : عبد الرحمن چشتی
(قلمی نسخہ)

معارج الولایت : غلام معین الدین
(قلمی نسخہ)

مناقب فخریہ : از نظام الملک، مشتمل بر حالات شاہ فخر الدین دہلویؒ
(قلمی نسخہ، کتابت ۱۳۰۰ھ، مملوکہ مصنف)

نافع السالکین : ملفوظات خواجہ محمد سلیمان تونسوی از مولانا امام الدین
(مطبوعہ لاہور ۱۲۸۵ھ)

نظام القلوب : شاہ نظام الدین اورنگ آبادی
(مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ)

نفحات الانس : مولانا عبد الرحمن جامی
(مطبوعہ بمبئی ۱۲۸۴ھ)

واقعات دار الحکومت دہلی : از مولوی بشیر الدین احمد دہلوی
(آگرہ ۱۹۱۹ء) تین جلد

وجد و سماع : اردو ترجمہ رسالہ "السماع والرقص" ابن تیمیہ، از مولانا عبد الرزاق

Marfat.com

یلیح آبادی
(مطبوعہ الہلال بک ایجنسی لاہور)
وصیت نامہ : شاہ ولی اللہ دہلوی
(مطبع الرحمٰن سید حیات علی شاہ جہاں آباد ۱۲۶۸ھ)
وفیات لابن خلکان : جلد اول
(مطبوعہ)
وقائع عالم شاہی : مرتبہ مولانا امتیاز علی عرشی (روزنامچہ پریم کشور فراق)
(رامپور ۱۹۴۹ء)
وقائع راجپوتانہ : مصنفہ بابو جوالا سہائے بھرت پور
(مفید عام پریس آگرہ، ۱۸۷۸ء)
یادِ پیر۔ (منظوم) سوانح حضرت محمد شاہ ہوشیار پوریؒ از محمد عمر خاں
(دلی پرنٹنگ ورکس دہلی ۱۹۳۰ء)
ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں : مولوی ابو الحسنات ندوی
(وکیل بک ڈپو امرتسر ۱۳۴۱ھ)
رسائل :۔
البشیر، اٹاوہ
برہان، دہلی
معارف، اعظم گڑھ
وکیل، امرتسر
الفرقان، بریلی

Arberry, A. J.	The doctrines of the Sufis.
Affi,	Mohiuddin Ibn-i-Arabi.
Browne, E. G.	A Literary History of Persia 4 vols. (Cambridge 1928).
Forster, G.	A Journey from Bengal to England. (London 1793).
Habib Mohd.	Hazrat Amir Khusrau of Delhi (Bombay 1930).
Habib, Mohd.	Indian Culture and Social life at the time of the Turkish Invasions (Aligarh Historical Research Journal 1941).
Hitti, P. K	History of the Arabs.
Iqbal, Sir Mohd.	Reconstruction of Religious Thought in Islam.
Irvine, W.	Later Mughals.
Lokkegaard, Frede	Islamic Taxation in the Classic Period.
Massignon, Louis	Essai sur les origines De Lexique Technique De La Mystique Musulmane (Paris 1922).
Mez, Adam	Renaissance of Islam.
Mirza, Wahid	Life & works of Amir Khusrau, (Calcutta 1935).
Omar-ud-din.	Ethical Philosophy of Al-Ghazzali (Aligarh).
Polier, A. H.	Shah Alam and his Court.
Prasad, Beni.	History of Jahangir.
Sarkar, J. N.	History of Aurangzeb.
	Fall of the Mughal Empire.
	Chaitanya's life and teachings (Calcutta 1912).
	Chaitanya's pilgrimages and teachings.
Saksena, Banarsi Prasad,	History of Shah Jahan.
Sinha, N. K.	Ranjit Singh.
Sinha, H. N.	Rise of the Peshwas.
Williams, R.	An Empire builder of the 16th Century.
Yusuf Husain Khan	Nizam-ul-Mulk Asaf Jah I (Manglore 1936).

Marfat.com

اشاریہ[1]

الف

ابن (سید) امروہوی ۲۳۰

ابدال محمد شیخ امروہوی ۷۲۴

ابراہیم خلیل اللہ (حضرت)

۱۰۳ - ۶۴۸

ابراہیم کردی (شیخ) ۵۰۹

ابراہیم خاں شیروانی ۲۲۲

ابراہیم بن ابی بکر اصفہانی ۸۲

ابراہیم ادہمؒ (حضرت)

۷۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱

ابن الاعرابی احمد بن محمد البصریؒ

۳۳

ابن بطوطہ ۱۹۸

ابن تیمیہؒ (امام) ۸۱ - ۳۰۵

ابن خلدون ۱۱۸

ابن خلکان ۱۱۰

ابن دُرید ۵۵

ابن رشد ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۱۱

ابن قیم حافظؒ ۲۴۱

ابن کعب القرضیؒ ۳۳

ابن مسکویہ ۶۰

ابو احمد چشتیؒ (شیخ) ۱۳۹

ابو اسحاق شامیؒ (شیخ)

۱۳۱ - ۱۳۵ - ۱۳۶

۱۳۷ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱

ابو الحسن علی ہجویریؒ (داتا گنج بخش)

۳ - ۸ - ۱۶ - ۱۷ - ۲۲ - ۳۱

۴۱ - ۶۷ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۶

۹۸ - ۱۰۱ - ۳۰۵

ابو الحسن علی ندوی (مولانا)

ابو الحسن لانگوی ۶۶۵

ابو الحسن خرقانیؒ (شیخ) ۱۱۴

ابو الحسن توسنجہؒ (شیخ) ۵۷

ابو الخیر ۱۴۹

ابو الرضا الہندیؒ (شیخ)

۳۶۰ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱

ابو العباس خضر بن عبد اللہ حسینی

۱۱۹

ابو العباس سیاری

ابو العمر منصورؒ (شیخ) ۱۱۰

ابو الفرج ابن جوزیؒ

۶ - ۹۷ - ۳۰۵

[1] میں اپنے عزیز دوست ظہیر الدین ملک صاحب شعبہ تاریخ کا مشکور ہوں جنھوں نے اس اشاریہ کی تیاری میں میرا ہاتھ بٹایا۔

Marfat.com

ابوالفتح قریشی ۲۰۷
ابوالفضل ۱۴۲ - ۱۴۲
ابوالفضل بیہقی ۹۹
ابوالقاسم قشیریؒ (شیخ، دیکھئے قشیری)
ابوالکلام آزاد (مولانا)
۶ - ۲۵ - ۲۶ - ۴۵ - ۶۰
۶۶ - ۷۲ - ۸۴ - ۸۹ - ۱۴۸
ابوالاشعث صنعانیؒ ۷۱
ابوبکر صدیقؓ (حضرت)
۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۳۶۹
۴۲۸
ابوبکر طمستانیؒ (شیخ) ۳
ابوبکر (مولوی) ۵۵۹
ابوجعفر الراشد باللہ ۱۲۱
ابوحنیفہؒ (امام)
۷۶ - ۸۷ - ۴۷۸
ابوداؤد (امام)
ابوذر غفاریؓ (حضرت) ۷۱
ابوریحان البیرونی
۱۷ - ۱۴۴ - ۱۴۵
ابوسعید گنگوہیؒ (شیخ) ۱۴ - ۲۲۵
ابوسعید ابن العربیؒ ۹۰ - ۹۱
ابوسعید خرازیؒ ۹۵
ابوسعید ابن الخیرؒ
۹۶ - ۱۰۰ - ۱۰۲ - ۱۲۲
۲۵۲ - ۲۹۰ - ۲۹۱
ابوشکور سالمیؒ ۲۷۶
ابوطالب مکیؒ ۹۰ - ۹۱ - ۱۰۵
ابوعبدالرحمٰنؒ ۹۱
ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ ۹۱
ابوعبداللہ محمد بن خفیفؒ ۹۵
ابومحمد جعفرؒ بن احمد بن
حسین السراج القاری ۱۹
ابومسعود انصاریؒ ۳۹
ابومحمد الخلدیؒ ۹۰ - ۹۱
ابومحمد بن احمدؒ
ابومخنفؒ ۱۹
ابوموسیٰ اشعریؓ ۳۰۲
ابونعیم اصبہانیؒ ۹۶ - ۹۷ - ۱۰۱
ابونصر سراجؒ ۱۸ - ۹۰ - ۹۲
ابوہاشم کوفیؒ ۱۹
ابی الحسن بن نور ہجویریؒ ۹۴
ابی احمد بن فرسانہ چشتی ۱۴۰/۱۴۱
ابی محمد بن احمد چشتیؒ
۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲
ابی ہریرہؓ (حضرت) ۴۵
اتمام حجت اسلام در شرح کتاب
دانیال علیہ السلام ۶۹۹
آثار الصنادید ۳۳۹ - ۳۴۰
۳۴۶ - ۴۲۹ - ۵۱۴ - ۵۱۵
۵۱۷ - ۵۲۰ - ۶۲۷ - ۶۲۸
اجل شیرازیؒ (شیخ) ۵۹
اجین ۳۷۷ - ۷۰۱
اجمیر ۱۳۳ - ۱۴۲ - ۱۴۳
۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۵۲ - ۱۵۹
۱۸۸ - ۲۱۹ - ۳۲۰ - ۴۷۱
۶۵۹ - ۶۹۶ - ۶۹۷
اجودھن ۱۵۴ - ۱۵۹ - ۱۹۶
۲۸۱
احترام الاصفیا ۶۸۳
احسان اللہ ۴۲۳
احسن الزماں (مولانا)
۱۴۱ - ۴۸۰ - ۶۸۲
۶۸۳

Marfat.com

احسن الاخبار ۵۱۸
احسن الاقوال ۲۰۶-۲۷۰-۲۸۶
احسن الشمائل ۴۳۸-۴۳۹
۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۴
۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸
۴۵۵
احسن اللہ بیان دہلوی خواجہ
۵۲۳
احسن العقائد ۶۹۵
احسن القصص ۶۹۵
احـ ۷۱
احمد بن حنبلؒ (امام)
۸۱ - ۸۶ - ۸۷
احمد تھانیسریؒ (شیخ)
۱۸۷ - ۲۰۹
احمد آباد ۱۹۷ - ۳۵۶
احمد قنوجیؒ (مولانا) ۲۰۳-۲۰۰
احمد یسویؒ (شیخ) ۲۱۶
احمد عبدالحقؒ (شیخ)
۲۱۶ - ۲۱۷
احمد پور ۲۳۲ - ۵۳۱

۵۹۷-۶۵۸ - ۶۵۹
۶۷۹
احمد سعیدؒ شاہ ۳۴۷
احمد شاہ ابدالی ۳۲۲-۳۲۷
۳۲۸
احمد معمار ۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲
احمد علی سندیلوی ۳۷۵
احمد حسن (مولانا) ۴۲۴ - ۷۲۶
احمد حاجی ۵۲۲
احمد علی خاں (نواب) ۵۲۷
احمد ددی والہ (مولانا) ۵۳۳
احمد یار (مولوی) ۵۴۰
احمد علی شاہ آبادی ۵۷۲
احمد علی میاں ۵۹۲
احمد تونسوی ۶۶۴
احمد مدنی (شیخ) ۶۶۴
احمد بخش حمیدی ۶۸۵
احمد الدین میاں ۷۰۲
احمد الدین صوفی (مولوی) ۷۰۷
احمد حافظ ۷۲۳
اجیار العلوم ۵۶-۱۰۲ - ۱۰۳

۱۰۵-۱۰۷-۱۷۸-۲۵۴
۲۷۶-۵۸۱ - ۶۲۲
اخبار الاخیار ۲ - ۵۹
۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۴۲-۱۴۳
۱۶۳-۱۶۵-۱۶۷-۱۵۰
۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹ - ۱۸۱
۱۸۲-۱۸۶-۱۸۷ - ۱۸۹
۲۰۰ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۱۱
۲۱۲ - ۲۱۶ - ۲۱۷-۲۲۶
۲۲۷-۲۲۸ - ۲۳۰
اخبار الآثار ۱۴۹
اختیار خاں ۶۶۰
آداب الطالبین ۶۱۳
آداب المریدین ۲۰۷
آدم علیہ السلام ۲۲
ادہن شیخ جونپوری ۲۳۰
ادہمیان ۱۳۳
ارادت خاں ۳۵۵ - ۵۷۶
ارادت خاں نقشبندی ۶۸۶
ارل ۱۲۱
اربیری - اے جے ۹۲

Marfat.com

ارجن - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶
اردوئے معلیٰ ۳۴۷ - ۴۲۲
۵۱۷ - ۵۱۹
ارسطو ۸۰
ارشاد علی فریدی (امروہوی)
۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵
ارمینیا ۸۰
اردو ۱۳۳
اردن - دلیم ۳۱۴ - ۳۱۵
۳۱۷ - ۳۱۸
آزاد بلگرامی ۱۵۵ - ۱۷۷
۴۲۰ - ۴۲۱
آزردہ ۳۴۷
اسپیر (پروفیسر) ۳۳۵
اسپین ۷۰ - ۱۱۰ - ۱۱۸
اسپرنگر ڈاکٹر ۳۷۵
اسحاق بن ابراہیم ۸۱
اسداللہ شاہ ۴۰۶ - ۴۲۵
اسداللہ مولوی ۵۴۰
اسد خاں ۵۵۹ - ۶۶۰
اسرار الکمالیہ ۴۸۹ - ۶۰۶
اسعد الانصاری الکی ثم اورنگ آبادی
۴۶۵
اسکندریہ ۸۰ - ۷۱۳
اسلامک کلچر ۱۰
اسماء الاسرار ۲۰۷
اسماء الابرار ۵۸۴
آسمان سخن ۳۷۵
اسناد حلیہ شیخ عبداللہ تستری ۱۴۹
اشبیلیہ ۱۱۱
اشرف علی تھانوی (مولانا)
۱۴ - ۲۳۴ - ۲۶۹ - ۵۰۲
اشرف جہانگیر سمنانی (سید)
۲۰۱ - ۲۰۲
اشرف علی (سید) ۶۹۷
اصابہ ۶۸
اصالت خاں ۵۵۵
اصحاب صفہ ۳۱
اصول الطریقہ ۱۵۰
اصول السماع ۱۷۸ - ۷۲۳
اعظم شاہ ۴۵۰
آفتاب عالم تاب ۶۹۹
افریقہ ۲۴
افضل الطاعت ۶۹۳
افغان پور ۲۴ - ۱۰۸ - ۲۶۰
افغانستان ۶۶۱ - ۶۶۲
اقبال نامہ - ۷۱۶
اکبر (شہنشاہ) ۱۳۴ - ۲۲۳
۲۲۴ - ۲۲۸ - ۳۱۴
۳۱۵ - ۳۲۳
اکبر نامہ ۲۲۳
اکبر حسینی (شیخ) ۲۰۷
اکبر شاہ ثانی ۳۳۴ - ۳۴۲
۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶
۵۹۰ - ۷۲۴
اکرام شاہ ۷۰۸
آگرہ ۲۲۴ - ۳۲۳ - ۳۳۳
۳۹۶ - ۴۸۴
الجامع الکبیر فی الفقہ والاختلاف
۷۴
الحکیم الترمذی ۹۵
الجواب الکافی ۲۴۱
الرسالہ قرع السماع ۳۰۵

Marfat.com

السماع والرقص ۳۰۵
السنۃ الجلیلۃ فی الچشتیۃ العلیہ
۲۶۹ - ۵۰۲
الغزالی ۱۰۳- ۱۰۴
الفوز الکبیر ۳۵۹
الفیوضات الربانیہ ۱۰۹
الف خاں ۶۱۹
الکامل ۱۲۱
المامون ۸۰
المنقذ من الضلال ۱۰۵
الہامات کلیمی ۳۹۰-۳۹۲
الہ آباد ۲۲۶ - ۵۷۴
الہ بخش خواجہ (تونسوی) ۱۴-
۵۵۴-۶۱۳- ۶۲۰
۷۰۶-۷۱۸ تا ۷۲۶
الہ جو یا دیوان ۷۲۴-۷۲۶
امام الدین (شیخ) ۶۹۸
امام الدین (قاضی) ۶۹۵
امام الدین (مولوی) ۶۶۵-۶۹۵
امام الدین بن فضل شاہ کشمیری ۶۶۵
امام الدین ابدال ۱۵۶
امام اکبرؒ (ابن عربیؒ) ۸۲- ۱۱۱
۱۱۲- ۱۱۳- ۱۲۴ - ۱۲۵
۲۲۵- ۲۷۷ - ۴۶۵
۶۲۵ - ۷۱۴
امام الدین میاں ۴۵۷
امام الدین الریاضی ۳۷۵
امام حسن (حضرت) ۳۳۱
امتیاز حسین میاں ۶۸۴
امتیاز خاں
امجد علی شاہ ۱۵۷
امداد اللہ مہاجر مکیؒ ۲۲۲-۷۱۳
امروہہ ۲۳۰-۲۳۲-۶۹۸
۷۲۵ - ۷۲۶
امرت سر ۳۱۵
امرداس گروجی ۳۱۴- ۳۱۵
امیر حسن سنجریؒ ۱۷۹ - ۱۸۱
۲۶۳ - ۲۷۹ - ۲۹۹
امیر الروایات ۴۹۳
امین الدین ابی ہبیرۃ البصریؒ
(شیخ) ۱۴۰- ۱۴۱
امین الدین ۵۱۸
انتباہ ۱۴۲
انشاء ارشاد ۷۲۴
انفاس العارفین ۲۷۸-۲۷۹
۳۵۷- ۳۸۰
آنند رام مخلص ۳۲۲-۳۴۸
انوار العیون ۲۱۷ - ۲۱۸
انوار المجالس ۱۶۶
انوار العارفین ۲۳۲- ۳۸۶
۴۲۶ - ۴۲۹ - ۴۶۵
۷۲۱
انوار الرحمٰن ۵۴۸
انوار الرحمٰن بسمل ۵۷۳
انوار جمالیہ ۶۰۶
انوار الحق (مولانا) ۶۷۷
انوار شمسیہ ۷۰۵
انیس العارفین ۶۸۶
اوچ ۱۵۹-۶۱۳- ۶۱۴
اوحدی کرمانی ۱۲۸
اودھ ۱۷۹-۱۸۰- ۶۶۷

Marfat.com

اودے پور ۶۹۷
اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان ۶۱
اویس قرنیؓ (حضرت) ۷۳
اورنگ آباد ۴۳۶ - ۴۶۹
اورنگ زیب عالمگیر ۱۲ - ۲۲۶
۳۱۰ - ۳۱۷ - ۳۱۹ - ۳۲۳
۳۲۶ - ۳۳۱ - ۳۳۳ - ۳۴۴
۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۶۴ - ۳۸۱
۳۸۲ - ۳۸۳ - ۴۵۰
آئین اکبری ۱۳۲ - ۱۳۳
۱۴۲ - ۲۲۰
التمش ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲
۱۵۸ - ۱۸۹
ایوب سختیانیؒ ۸۸
بابر ۲۱۹ ۳۱۴
باجی راؤ ۳۲۰
بارکر (جنرل) ۳۲۸
بارک اللہ (شیخ) ۲۰۸ - ۲۰۹
بارہ بنکی ۲۱۷
بارہ ماہیہ نجم ۶۹۲ - ۶۹۳
بالاکوٹ ۲۳۳
بالاجی وشوا ناتھ ۳۲۰
باقر محتسب مرزا ۳۸۳
باقی باللہؒ (خواجہ)
۱۳۱ - ۱۳۴ - ۳۷۹
بامیان ۱۰۸
باندہ ۳۱۸
بایزید بسطامیؒ (شیخ) ۸۴ - ۸۵
بچھراؤں ۲۲۶
بحر الحیات ۲۲
بحر المعانی ۱۸۷
بخاریؒ امامؒ ۶۴
بختاور ۶۶۴
بخش اللہ بیگ مرزا ۵۲۸
بخش اللہ شاہ آبادی ۵۷۲
بدایوں ۱۴۳
بدایونی (ملا عبدالقادر) ۲۲۴
۲۲۸ - ۳۱۳
بدخشاں ۵۶۱
بدرالدین اسحاقؒ (مولانا)
۱۴ - ۱۶۱ - ۱۶۳ - ۱۶۵
۱۶۶ - ۲۴۷
بدرالدین غزنویؒ (شیخ)
۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷
بدرالدین سلیمانؒ (شیخ) ۱۶۴
بدیع الدین عرف شیخ مدارؒ ۴۲۵
بدیع الزماں ۷۱۲
بدیع الدین ۴۷۵ - ۵۲۱
بدھن (شیخ) ۴۲۵
بدھ مذہب ۲۰ - ۲۲
۲۴ - ۱۰۸
براء بن عازب رضؓ ۴۶
براؤن (پروفیسر) ۱۸
برج لعل (لالہ) ۳۵۲
برکات الاولیاء ۴۲۹
برکیارق
برہان الدین صوفیؒ ۱۶۴
برہان الدین غریبؒ (شیخ)
۱۷۶ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۸
۲۸۲ - ۲۸۶ - ۴۳۳
برہان پور ۱۹۷ - ۳۱۸
برہان المآثر ۲۰۷
بریلی ۳۲۵ - ۵۶۱ - ۵۶۳ - ۵۷۳

Marfat.com

بیروت
بشیرالدین (مولوی)
بشیرالدین مرحوم ۴۶۱ - ۵۲۴
بشیرالدین میاں ۵۹۷
بشیرالمدائح ۷۲۵
بشیرالنصائح ۷۲۵
بصرہ ۶۹ - ۷۳
بصیر (حافظ) ۳۷۹
بغداد ۸۰ - ۸۱ - ۱۰۴
۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۹
۱۲۶ - ۱۲۸ - ۱۳۳ - ۱۴۳
۱۹۵ - ۲۲۷ - ۶۳۲
بلبن ۱۹۳ - ۴۰۶
بلگرام ۱۵۴ - ۱۵۵
بلالؓ (حضرت) ۶۴ - ۵۴۸
بلند خاں ۴۸۰
بمبئی ۵۱۸
بنارس یونیورسٹی ۱۴۴
بنارس ۳۷۷
بندرابن ۳۲۳
بندھلکھنڈ ۳۲۰
بنگال ۱۴ - ۱۸۸ - ۱۹۶
۱۹۸ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲
۲۰۴ - ۲۲۹ - ۳۲۲ - ۳۲۷
بوہر (قصبہ) ۲۹۲
بیت المقدس ۱۱۷ - ۱۹۵
بیکانیر ۶۹۷ - ۷۲۰
بیرم خاں (خانخاناں) ۲۲۷
بینی پرشاد ۳۱۵
بہادرشاہ ۳۳۳ - ۳۴۲
۳۵۵ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶
۵۰۷ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷
۵۱۹ - ۵۹۰ - ۶۷۸ - ۶۷۹
۷۲۰
بہادرشاہ کا روزنامچہ
۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۵
بہار ۱۳۴ - ۱۴۳ - ۱۴۴
۲۰۴
بہاول خاں نواب ۵۳۴ - ۶۲۰
۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹
۶۷۹
بہاول پور ۵۳۱ - ۵۳۴
۵۹۵ - ۵۹۷
بہاءالدین المعروف بہ بابا فریدیؒ (شیخ) ۲۲۹
بہاءالدین بن حسین آملی
۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۷
بہاءالدین نقشبندؒ (شیخ) ۱۳۰
بہاءالدین زکریاؒ ملتانی (شیخ)
۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۵۰ - ۱۶۳
۴۲۲ - ۴۲۵ - ۵۹۸
۵۹۹ - ۶۵۲
بہجۃ الاسرار ۱۱۹
بہرام شاہ ۱۲۳
بھگوان داس ۳۱۴
بہمنی سلطنت ۲۰۴
بھوپال سنگھ راجہ ۷۰۰
پاک پٹن ۱۳۳ - ۱۶۵
۳۱۴ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳
۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹
۵۴۰ - ۵۴۲ - ۵۴۸
۶۶۹ - ۷۲۴
پانی پت ۳۲۲ - ۳۲۸

Marfat.com

پرتھوی راج ۱۳۳-۱۴۲
۱۴۳ - ۱۴۶
پردل خاں ۶۶۱
پریم کشور فراقی ۳۴۹
پریم گنج ۶۹۳
پنجاب ۱۵۷- ۱۵۹- ۳۱۵
۵۳۰- ۵۳۱- ۵۶۳
۶۰۸- ۶۵۹ - ۶۷۰
۶۸۵
پند نامہ حضرت خواجہ فریدالدین عطار
۶۱۲
پنڈی گھیپ ۷۰۲
پونہ ۱۴۷
پولیر ۳۵۸
پیارہ بنگالی (شیخ) ۲۲۸
پیر محمد (میاں) ۴۵۸
پیر بخش قصاب ۶۹۸
پیر بخش قریشی ۷۰۷
پیو ملانی ۶۸۹- ۶۹۲- ۶۹۳
تاج الدین سبکی محدث ۱۱۵
تاج الدین امام (مولانا) ۱۵۷
تاج محل ۳۷۲
تاراچند ۳۱۵
تاج محمود (مولوی) ۵۵۶-۵۹۵
تاریخ آل سبکتگین ۹۹
تاریخ احمد شاہی ۳۱۱
تاریخ ارادت خاں ۳۵۵
تاریخ اسلام ذہبی ۴۸۰
تاریخ جہاں کشا ۱۲۵
تاریخ خطیب بغدادی ۴۸۰
تاریخ فیروز شاہی برنی
۱۶۹- ۱۷۳- ۱۷۴- ۱۸۱
۱۸۹- ۱۹۰- ۱۹۵- ۲۶۳
۲۷۶- ۲۸۴- ۲۹۲- ۲۳۸
تاریخ فیروز شاہی عفیف ۱۹۰
تاریخ فرشتہ ۲۰۴- ۲۰۵- ۲۰۷
تاریخ مبارک شاہ ۲۸۴
تاریخ ہند (ذکاءاللہ) ۳۱۴
۳۱۵- ۵۱۵
تاریخ عالمگیر ثانی ۳۳۴
تحفۃ الشباب ۱۴۹
تحفہ نیازیہ حضرت بے نیاز ۵۷۱
تحفۃ النصائح ۲۷۱
تحقیق آراضی ہند (رسالہ)
۲۲۵
تدریب الراوی ۴۸۰
تراب علی حافظ ۶۷۱
تردی بیگ ۲۲۲
ترجمان القرآن ۶- ۲۵
۴۵- ۸۴- ۱۴۸
ترکستان ۹۸- ۱۳۰
تریپاٹھی (آر ایس) ۱۴۴
تذکرۃ الاولیاء ۲- ۳- ۷۳
۷۴- ۷۶- ۸۵ - ۸۶
۹۳- ۹۴- ۹۵- ۱۳۷
تذکرہ آزاد ۸۹
تذکرۃ الاصفیاء
تذکرہ دولت شاہ سمرقندی ۱۲۳
تذکرۃ السالکین
تذکرۃ الاولیاء دکن ۴۶۷
تذکرہ آسمان سخن ۳۷۴
تذکرہ حاجی رفیع الدین مرادآبادی
۲۳۲

Marfat.com

تذکرہ علمائے ہند ۲۱۲
تزک جہانگیری ۲۲۶-۲۲۷
تذکرۃ الواصلین ۶۹۵
تسنیم ۳۹۰-۳۹۲-۳۹۴
۵۵۷-۵۸۱-۵۹۶
تشریح الافلاک ۳۷۶-۳۷۷
تصریف بدری ۱۴
تفسیر امام ناصری ۳۷-۱۴۹
تفسیر بیضاوی ۳۸۰
تفسیر زاہد ۱۴۹
تفسیر کشاف ۱۴۸-۱۴۹
تفسیر عزیزیہ ۴۹۲
تفسیر حضرت شاہی ۶۹۹
تفسیر مدارک ۱۴۹
تفسیر مقاتل ۱۴۹
تنبیہات الٰہیہ ۲۳-۳۶۱
۳۶۲-۳۶۳
تقریب التحریر ۳۷۷
تقریب التحریر ۳۷۷
تقریب نووی ۴۸۰
تقی محمد لانگوی ۶۶۵
تکملہ خیر المجالس ۱۸۵
۱۸۷-۱۸۸-۲۰۴
تکملہ سیر الاولیاء ۲۰۹-۲۱۰
۳۸۲-۳۸۴-۳۸۶-۳۸۷
۳۸۸-۳۹۳-۳۹۴
۴۲۰-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱
۴۳۲-۴۳۷-۴۴۰-۴۴۱
۴۴۷-۴۴۸-۴۵۵-۵۳۲
۵۴۳-۵۴۴-۵۵۰
۵۵۲-۵۵۸-۵۵۹
۵۷۸-۵۷۹-۵۸۱
۵۸۲-۵۸۵-۵۸۶
۵۸۷-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱
۵۹۲-۵۹۶
تلبیس ابلیس ۴-۳۰۵
تلخیص التواریخ
تونسہ ۵۳۱-۶۱۰-۶۱۲
۶۱۹-۶۲۰-۶۲۲-۶۲۴
۶۲۵-۶۲۷-۶۳۵-۶۶۰
۶۶۱-۷۰۴
تیغ بہادر ۳۱۵
تھانہ بھون ۲۳۳
تہذیب الکمال ۴۸۰
تہذیب الاسماء ۴۸۰
ٹ
جاٹ ۳۱۳
جادو ناتھ سرکار ۳۱۵-۳۱۶
۳۲۲-۳۲۳-۳۲۵
جارج فارسٹر ۳۲۵
جامد شاہ ابن سید راجہ شاہ ۲۰۳
جامع القصر
جامیؒ (مولانا) ۱۹-۹۱
۱۱۱-۱۳۷-۶۰۱-۶۷۶
جاوا ۲۴
جریر
جزیرہ عرب اور مسئلہ خلافت
۶۶-۷۳
جعفر ۳۲۸
جگل کشور ۳۲۳
جلال پور ۵۳۱-۶۱۰
۷۰۲-۷۰۸
جلال الدین تبریزیؒ (شیخ) ۱۵۰
جلال الدین تھانیسریؒ ۲۲۳
۲۲۴-۲۲۵

Marfat.com

جلال الدین سیوطی ۳۳
جلال الدین شاہ ۴۲۵
جلال الدین میر ۵۲۵
جلیل قادری ۴۲۵
جمال الدین جمنؒ (شیخ) ۲۱۰
جمال الدین پانی پتی ۲۱۶
جمال الدین جے پوریؒ ۴۲۵
جمال الدین ملتانی ۵۵۷
جمال الدین احسنؒ ۲۰۳
جمال الدین مولانا ۵۲۶-۵۲۷
جمال الدین ہانسویؒ (شیخ)
۱۶۳ - ۱۶۴
جمو ۳۱۸
جمہرۃ اللغت ۵۵
جمعہ شاہ سید ۷۰۸
جنڈوڈا شاہ (سید) ۷۰۷
جنید بغدادیؒ (خواجہ)
۲-۴۲-۵۴-۸۴-۹۱
۱۱۴
جوامع الکلم ۲۰۶
جودھپور ۶۱۴ - ۶۹۷
جونپور ۱۴۴-۱۸۸-۲۰۴
جہاندار شاہ ۳۳۳-۳۵۶
۳۵۷
جہانگیر ۱۳۴-۲۲۸-۳۱۶
جہلم ۷۰۸
جہمیہ ۸۱
جے پور ۳۷۷-۵۲۱
۵۲۶-۵۷۴-۶۱۴
جے سنگھ راجہ ۳۲۰-۳۷۷
جیوا گوسوامی ۲۰۲
چاچڑان
چتوڑ
چراغ الدین
چشت
چندر لال
چندلال
چندوہ
چندیری
چوٹالہ
چہار گلشن شجاعی
چیتنیا
چین
حاجی پور ۵۵۵-۵۵۹
حاجی محمد خاں نواب ۶۹۷
حارث بن اسد محاسبیؒ ۹۴
حارثہؓ ۳۰
حاشیہ شرح خلاصۃ الحساب ۳۷۷
حاشیہ شرح چغمنی
۳۷۶-۵۷۱
حاشیہ بر شرح
حافظ شیرازیؒ
۲-۱۹۸-۲۵۰-۴۳۸
حافظ ابن القیم
حامد الدین احمد ۲۰۸
حامد الدینؒ خواجہ ۱۵۴
حامد (خواجہ) ۶۳۰
حبش ۵۴۸
حبیب علی شاہ ۶۸۲
حبیب اللہ قادری ۶۸۶
حبیب گنج ۱۴۸
حبیب عجمیؒ ۷۳-۷۸
حبیاں

Marfat.com

حجاز ۱۱۱-۲۲۰-۳۸۴
حجاج بن یوسف ۲۹-۷۰
حجۃ اللہ البالغہ ۳۰-۴۲
۷۲-۲۵۳-۲۵۶-۲۵۷
۲۵۸-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴
۳۳۶
حدیقہ ۱۲۲
حسام الدین انکپوریؒ (شیخ) ۲۰۳
حسام الدین ملتانیؒ (شیخ)
۱۷۶-۱۷۹-۲۰۸-۲۷۷
حسرت نامہ ۱۸۱
حسن بصریؒ خواجہ
۶۹-۷۳-۱۳۹-۱۴۰
۱۴۱-۴۷۹-۵۴۸
حسن دہلوی ۱۸۱
حسن محمد شیخؒ ۲۱۰
حسن کھوری ۲۲۵
حسن طاہرؒ شیخ ۲۲۶
حسن موذن ۲۵۲
حسن نظامی (خواجہ) ۴۲۹/۵۱۸
حسن علی (مولوی) ۵۲۱
حسن علی (مولانا) ۵۲۳
حسن علی میاں ۶۱۲
حسن عسکری (مولوی) ۶۶۴
حسن شاہ سید ۷۰۷
حسین بخش فخری ۵۲۶
حسین علی قلی خاں عظیم آبادی ۳۷۵
حسین علی سید ۳۲۰
حسین احمد مدنی مولانا ۲۶۸
حسین نوری ۴
حشمت علی شاہ آبادی ۵۷۲
حفص بن غیاث ۸۸
حفیظ ماہی (مولوی) ۷۰۷
حقانیت اسلام ۶۹۹
حکایات الاولیاء ۹۱
حلاجی ۹۳
حلولی ۹۳
حلیۃ الاولیاء ۹۷-۴۸۰
حماد بن عماد کاشانی ۲۰۶
حمدون قصارؒ ۹۳
حمید الدین شیخ
حمید الدین صوفی سوالی ۲۱۱
حمید الدین ناگوریؒ شیخ
۷۰-۱۰۰-۱۳۲-۱۴۷
۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۸
۱۵۹-۲۲۲-۲۷۶
حیات العاشقین فی لقائے رب العالمین ۶۹۳
حیات جاوید ۳۴۵
حیات خسرو ۱۸۱
حیات شاہ سید ۷۰۷
حیات علی دہلوی ۶۲۸-۶۵۳
حیدرآباد ۳۴۷-۵۱۹
۶۱۰-۶۷۰-۶۷۲-۶۸۰
۶۸۲-۶۸۳
حیدر بخش ۵۹۴
حیدر شاہ پیر (جلالپوری) ۷۰۶
خاتمہ مرآۃ احمدی
۲۱۲-۳۸۲-۳۸۳
خاتم سلیمانی ۴۲۸-۶۱۰
۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴
۶۱۹-۶۲۰-۶۲۲-۶۲۳
۶۲۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹

Marfat.com

۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲- ۶۸۹
۷۲۰ - ۷۲۲
خادم حسین ۶۸۴
خانی خاں ۲۰۵
خالد کردیؒ ۳۴۵
خان آرزو ۳۵۲
خجند ۳۹۶ - ۳۷۰
خدا بخش ۵۵۲-۵۵۴، ۵۹۵
خدا بخش میاں ۵۹۳-۵۹۴
خدا بخش ملتانی مولانا ۶۰۶
خدا بخش حاجی ۵۲۱
خدا بخش بن حافظ محمد مسعود ۶۱۹
خدا بخش فتحپوری شیخ ۶۹۸
خراسان ۱۳۵ - ۴۵۲
خزینۃ الاصفیاء ۱۳۶-۱۳۸
۳۴۰-۴۲۰-۴۲۹-۴۳۱
۴۳۲-۴۵۶-۵۴۱-۵۶۱
۵۶۲-۵۷۴
خسرو (حضرت امیر) ۱۶۲
۱۸۰-۱۸۱-۲۴۸-۲۷۹
۲۸۲-۲۹۸ - ۲۹۹
خفیفیہ ۹۶
خلاصۃ الحساب ۳۷۴
خلاصۃ الفوائد ۵۴۴-۵۵۹
خلاصہ راز ۳۷۳
خوارزم شاہ ۱۲۱ - ۱۲۵
خواج محمود میاں ۲۵۲-۵۵۴
خواجگی مولانا ۱۸۷- ۲۱۱
خواجگی خجندی ۲۹۵
خواص خاں ۲۲۲
خوشی محمد ناظر ۲۳۵
خوشنود یوسف زئی (ملا) ۷۰۷
خیرآباد ۶۶۸
خیراللہ ۳۷۵ - ۳۷۷
خیرالنساء بیگم ۴۸۹ - ۵۰۳
خیرالاذکار ۵۴۲-۵۵۷-۵۵۹
خیرالمجالس ۲ - ۷ - ۳۵
۳۷- ۳۹-۴۲ - ۴۳
۴۸- ۵۸-۱۶۲- ۱۷۲
۱۷۶- ۱۸۲ - ۱۸۳-۲۶۵
۲۷۱ - ۲۷۲
خیر محمد خواجہ ۵۹۵
داداخان شاہجہانپوری ۵۷۲
داراشکوہ ۲۲-۹۸- ۱۱۰
۱۳۷- ۲۲۶-۳۱۶- ۳۷۳
۳۷۵
دانیال
دانیال حسینی شیخ ۲۲۹
دجلہ ۱۲۶
درگاداس ۳۴۹
درویش محمد ۶۶۳
دستورالانشاء ۳۱۸
دلاور ۶۱۴
دمشق ۱۲۸ - ۷۱۳
دوست محمد خاں ۶۶۱-۶۶۲
دولت آباد ۱۹۷
دہلی ۱۴۷-۱۵۱- ۱۵۲
۱۵۴-۱۵۸-۱۵۹- ۱۷۹
۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵
۱۹۶-۲۱۳-۲۱۷-۲۲۶
۲۳۱-۲۶۰-۲۷۹-۳۲۱
۳۲۳-۳۲۴- ۳۲۶
۳۲۸-۳۳۸- ۳۳۹
۳۴۰ تا ۳۴۷- ۳۵۳

۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۹ - ۳۸۵
۴۹۶ - ۴۰۰ - ۴۰۳ - ۴۳۳
۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۳ - ۴۶۹
۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۳ - ۴۷۶
۴۸۱ - ۴۸۵ - ۴۸۹ - ۴۹۰
۴۹۳ - ۵۱۵ - ۵۱۷ - ۵۱۸
۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۳ - ۵۲۴
۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۶۲ - ۵۸۳
۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۶۸ - ۶۸۰
دھونکی دانگ ۳۱۷
دیارام ۳۹۵ - ۴۰۱ - ۴۰۲
دیوان مہندس ۳۷۴ - ۳۷۵
دیوان نجم اردو ۶۹۴
دیوان نجم فارسی ۶۹۵
دیوان نور ۶۹۷
دیوگیر ۱۳۳ - ۱۷۹ - ۱۸۱
۲۰۵
ڈھاکہ ۳۱۵
ڈیرہ غازی خان ۵۳۴ - ۵۵۹
۵۷۸ - ۵۸۵ - ۵۹۳
۶۱۹ - ۶۵۴ - ۶۵۶ - ۶۶۰

ذکاءاللہ ۵۱۵
ذکر میر ۳۳۵
ذکر حبیب ۵۸۸ - ۷۱۱ - ۷۱۲
ذوالنون المصریؒ ۸۴ - ۸۶
رابعہ بصریؒ (حضرت) ۷۳
رابعہ بی بی ۴۲۲
رابندرناتھ ٹیگور ۳۱۴
راجپوتانہ ۱۴۸ - ۶۱۰
راجن پور ۵۵۹
راجندر سنگھ بابو ۳۱۴
راحت العاشقین ۶۹۵
رازیؒ (امام) ۸۳
رامپور ۷۵ - ۳۷۵ - ۳۷۷
۴۷۶ - ۳۹۵ - ۵۲۱
رام کشن داس لالہ ۳۴۶
رجب پور ۲۲۹
ردولی
رحمت شاہ ۵۶۲
رحیم اللہ شاہ جہانپوری ۵۷۲
رحیم بخش ۱۳۵ - ۴۵۵
رحیم یار خان ۶۵۹

رسالہ اسرار الکمالیہ ۵۵۷
رسالہ آگہی نامہ ۶۹۹
رسالہ احوال پیران چشت
۱۳۹ - ۱۴۰
رسالہ الفرقان ۸۱ - ۸۲
رسالہ تسویہ ۲۲۶
رسالہ تسمیۃ المراتب ۵۷۱
رسالہ تشریح الافلاک عاملی
۳۹۰ - ۳۹۵
رسالہ حال خانوادۂ چشت
۱۵۷
رسالہ خواص عدد ۳۷۴
رسالہ راز و نیاز ۵۷۱
رسالہ درد و نفس ۳۹۰
رسالہ قشیریہ ۲ - ۳ - ۱۹
۵۷ - ۹۳ - ۲۰۷ - ۲۷۶
رسالہ مطلوب فی عشق المحبوب
۲۵۴
رسالہ مرجیہ ۴۷۷ - ۴۷۸
رستم علی شاہ سید ۷۰۷
رسول اللہؐ ۳ - ۱۶ - ۲۱

Marfat.com

۲۲-۲۶-۲۹-۳۱-۳۲
۳۴-۳۹-۴۶-۵۵
۶۶-۶۸-۶۹-۷۴-۷۵
۱۴۸-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۱
۲۴۲-۲۴۳ تا ۲۵۰-۲۵۵
۳۰۰-۳۸۳-۵۴۵-۵۴۸
۴۹۵-۴۹۶-۵۰۲-۶۲۹
۶۳۰-۶۳۱-۶۴۵-
۶۷۳-۷۱۴
رشبرک ولیمس ۲۱۹
رشحات ۱۳۰-۲۱۶
۴۰۶-۶۸۷
رشدنامہ ۲۲۱
رشک گلستان ارم ۴۵۳-۴۵۴
رشید رضا (علامہ) ۳۳۹
رضی الدین حسن صغانی (مولانا)
۱۴۳-۱۴۹
رفیع الدین ہارونؒ (شیخ) ۲۸۷
رفیع الدین شاہ ۳۴۴-۳۹۱
۴۸۰-۴۹۳
رفیع الدین خاں ۵۲۲
رفیق العارفین ۲۰۳
رکن الدین اجودہنیؒ شیخ ۲۲۸
رکن الدین شیخ ۲۲۲
رکن الدین ملتانیؒ شیخ
۵۹-۲۲۲-۵۹۹
رکن الدین مودود ۲۱۲
رنجیت سنگھ ۳۱۸
روضۃ الصفا ۱۲۱
روضۃ الاقطاب ۱۵۵-۱۵۶
۱۹۹-۲۰۰-۲۰۳
روضۃ الاولیاء ۴۵۳
روہیلکھنڈ ۲۳۲-۳۱۸
روح الارواح ۲۵۴
روس
روشن علی ۵۲۱
روشن بخت مرزا ۵۲۵
ریاض السلاطین ۱۹۸
ریاض الفصحاء ۵۶۳
ریسنز، ای-ایم ۳۱۸
زاہد شاہ ۶۰۶
زکریا بن عبدالوہاب بن عمر خاں ۶۱۱
زمزمہ صابری ۲۱۵
زیاد ۷۰
زیب النساء بیگم ۳۷۷
زین الدین علیؒ شیخ ۱۸۴-۱۸۵
۱۸۷-۱۸۸
زین الدین شیخ ۲۰۶
زینب بی بی ۴۲۲-۵۵۱
زینت محل ۵۰۳
سبکیؒ (امام) ۸۳
سدید الدین حافظ ۷۲۳
سبع سنابل ۲۳۸
سدید الدین حذیفۃ المرعشیؒ (شیخ)
۱۳۹-۱۴۰
سراج الاخیار ۵۱۸
سراج الدین ابن سالمؒ ۹۳
سراج الدین اخی سراجؒ ۱۷۶
۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۷۵
سراج الدین ۲۰۹-۲۹۲
سردار بیگ مرزا ۶۸۲
سردار خاں ولایتی ۶۶۴
سردار سنگھ راجہ ۷۲۰

Marfat.com

سرفراز فریدی چشتی ۶۶۴
سرکار ملاحظہ بوجا دو ناتھ
سرور الصدور ۷۰ - ۱۰۰
۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ -
۲۷۲ - ۲۷۶
سری سقطیؒ ۸۱ - ۸۶
سرہند ۳۱۸ - ۵۶۳
سرہنگا ۱۵۸
سعادت خاں ۳۱۲
سعد اللہ حافظ ۵۲۲
سعد الدین خاں شفق انور الدولہ
۵۱۹
سعد ابن وقاصؓ ۳۹ - ۶۸
سعد خیرآبادی ۶۶۷
سعدیؒ (شیخ) ۲ - ۱۲۶ - ۶۵۶
سعید احمد مارہروی (مولانا) ۱۸۱
سعید پسر شاہ صاحب حافظ ۴۲۵
سقطیان ۱۳۲
سفیان ثوریؒ (حضرت)
۷۴ - ۷۶ - ۷۸
سفینۃ الاولیاء ۱۳۷
سکندر بودی ۲۲۰
سکھانی
سکھ ۱۲
سلاجقہ ۱۱۷
سلسلہ خواجگان ۱۲۹ - ۱۳۰
سلسلہ سہروردیہ ۱۲۹ - ۱۳۱
۱۳۳ - ۲۲۳
سلسلہ قادریہ ۱۲۹ - ۱۳۱
سلیم اللہ ۳۲۲
سلیم چشتیؒ شیخ ۲۲۷ - ۲۲۸
۲۲۹
سلیمان ندوی (مولانا)
۳۷۰ - ۳۷۶
سلیمان تونسویؒ (خواجہ محمد)
۳۶۴ - ۵۴۳
سلک السلوک ۶۳۰
سلطان پور ۶۵۸
سلطان شاہ پور شیخ
سمرقند ۱۳۴
سماع السامعین فی رد المنکرین ۶۹۴
سنائی غزنویؒ ۸ - ۱۲۲
۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۸
سناتن ۲۰۲۰
سنجر ۱۱۶
سندھ ۱۳۳ - ۵۳۱
سنگھڑ ۶۱۰ - ۶۵۹
سنن کبریٰ بیہقی ۴۸۰
سنن دارقطنی ۴۸۰
سنہا (ڈاکٹر) ۳۱۶
سوادالسبیل ۳۹۰ - ۳۹۲
۵۵۷ - ۵۸۰ - ۵۸۱
۵۸۳ - ۵۸۴
سوانح مولانا روم ۱۲۹
سوندھوکردی (مولانا) ۲۰۳
سہروردیاں ۱۳۳
سہل بن عبداللہ تستریؒ (شیخ)
۹۴
سیاریہ ۹۵
سیال ۶۱۰ - ۷۰۹ - ۷۱۰
۷۱۱
سیرالعباد ۱۲۲

Marfat.com

سیٹن، ایکاندنڈر ۴۹۳
سید احمد (مولانا) ۵۲۰ - ۶۰۹
سید شبر شاہ پاک پٹنی ۶۶۵
سید احمد شہیدؒ ۲۳۳ - ۳۲۸
۶۰۹ - ۶۱۰
سید احمد خاں (سر)
۳۳۴ - ۳۳۹ - ۳۵۲
۳۵۳ - ۴۲۹ - ۴۷۸
۵۰۲ - ۵۱۷ - ۶۲۷
سیت پور ۵۹۶
سید حسین شیخ ۲۰۸
سید شاہ محمدی ۲۳۲
سیر الاولیاء ۶ - ۱۱ - ۳۳
۴۷ - ۴۹ - ۵۱ - ۵۲
۵۴ - ۵۷ - ۱۳۶ - ۱۳۸
۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۵ - ۱۴۶
۱۴۷ - ۱۵۰ - ۱۵۳ - ۱۵۵
۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۶۳
۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷
۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۱ - ۱۷۲
۱۷۳ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷
۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱
۱۸۲ - ۱۸۷ - ۱۹۰ - ۱۹۳
۱۹۴ - ۱۹۶ - ۱۹۸ - ۱۹۹
۲۰۰ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۹
۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۴۱
۲۴۲ - ۲۴۵ - ۲۴۷ - ۲۴۸
۲۵۹ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۷۰
۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۴ - ۲۷۵
۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹
۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۴
۲۸۵ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹
۲۹۲ - ۲۹۶ - ۳۰۰ - ۳۰۶
۳۶۹
سیر الاقطاب ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۸
سیر العارفین ۱۵۰ - ۱۸۸ - ۱۹۰
۲۸۴
سیر العباد
سیر الملوک ۱۴۹
سیر المتاخرین ۳۱۷ - ۳۵۶
سیرت النعمان ۷۷
سیرت النبی ۶۸
سیرت فریدیہ ۳۳۵ - ۳۵۲
سیر محمدی ۲۰۶
سیکری ۲۲۷
سیف الدین شہید مولانا ۶۹۷
سیف الدین باخرزیؒ
۱۳۴ - ۲۹۰ - ۲۹۱
سیف الدین میاں ۵۱۹
سیوستان ۱۶۷
شافعی امامؒ ۸۷
شام ۶۹ - ۸۰ - ۹۸
۲۲۷ - ۳۴۰ - ۵۴۸
شاہجہاں ۲۲۵ - ۳۲۶
۳۳۱ - ۳۶۹ - ۳۷۱
۳۸۵
شاہجہاں پور ۳۲۵ - ۶۶۸
شاہ سلیمان (سر) ۴۹۲
شاہ شجاع ۶۶۱ - ۲۶۲
شاہ شریف سید ۴۵۸
شاہ عالم ۳۲۸ - ۳۵۸
۴۸۹ - ۵۰۳
شاہ مینا لکھنویؒ ۶۶۷

Marfat.com

۶۶۸ - ۶۸۱
شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات
۳۱۰-۳۱۳-۳۲۴-۳۲۶
۳۲۷-۳۳۷-۳۴۱
شبلی ۳۵-۹۰-۱۰۱
۱۰۲-۱۰۳-۱۰۵-۱۲۲
۱۲۳-۱۲۹
شجاع الدولہ ۳۲۸
شجرۃ الانوار ۱۳۵-۱۳۶
۱۳۸-۲۰۹-۲۱۰-۳۸۴
۳۸۵-۳۸۶-۴۲۰-۴۳۱
۴۳۲-۴۳۶-۴۴۱-۴۴۶
۴۴۷-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶
۴۷۰-۴۷۱-۴۷۳-۴۷۴
۴۷۷-۴۸۱-۴۸۳-۴۸۵
۴۸۶-۴۸۹-۴۹۵-۴۹۷
۵۰۲-۵۰۳-۵۱۱-۵۱۲
۵۱۳-۵۱۴-۵۲۰-۵۲۴
۵۲۶-۵۲۸-۵۴۲
شجرۃ العارفین ۶۹۵
شجرۃ المسلمین ۶۹۵
شرح القانون ۳۹۰
شرح تسنیم ۵۹۶
شرح خلاصۃ الحساب ۳۷۴
شرح حافظ ۳۷۸
شرح رباعیات جامی ۵۸۴
شرح زلالی ۳۷۸
شرح زیج محمد شاہی ۳۷۸
شرح سکندر نامہ ۳۷۸
شرح عبدالحق ۵۸۰-۵۸۳
شرح قصیدہ ۵۸۱
شرح قصائد عربیہ ۵۷۱
شرح مواقف ۵۸۱
شرح وقایہ ۳۸۴-۴۴۶-۵۸۱
شرح ہدایت الحکمت ۵۸۱
شرف الدین یحییٰ منیریؒ (شیخ) ۱۳۴
شرف الدین گردستانی ۶۶۵
شرف الدین ردونی حاجی ۵۷۲
شرف العین
شریف احمد ۷۲۵
شطاریہ ۱۳۴
شجاع الدین خواجہ ۷۰۶-۷۰۷
شعر العجم ۹۱-۱۰۱-۱۲۲-۱۲۴
شمس الحق ۵۷۲
شمس الدین ترک ۲۱۵-۲۱۶
شمس الدین مولوی
شمس الدین سیالوی ۷۰۲
۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵
شمس الدین یحییٰ شیخ ۱۷۶-
۱۷۷-۱۹۲-۱۹۴-۲۴۶
شمس الدین میر ۵۲۱
شمس بازغہ ۴۶۴
شمس تبریزیؒ ۱۲۸
شمس العین شریف ۵۷۱
شمشیر خالصہ ۳۱۴
شوارق المعرفت ۳۸۱
شولا پور ۴۳۶
شہاب الدین (شیخ) ۱۶۸
شہاب الدین امامؒ ۱۷۶-۱۷۹
شہاب الدین سہروردیؒ ۱۱۰-۱۱۴
۱۱۵-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۴
۱۲۸-۱۳۱-۲۹۰-۲۹۱
۲۲۸-۶۴۴

Marfat.com

شہاب الدین شاہجہاں (دیکھیے شاہجہاں)
شہاب الدین شیخ زادہ ۲۰۷
شہاب الدین مانکپوری المعروف بہ ارزانی ۲۰۳
شہاب الدین دولت آبادی قاضی ۱۸۷
شہاب الدین عاشق خدا ۱۵۶
شہاب الدین ۶۸۷
شہر اللہ ابوالقاسم ملتانی ۲۰۳
شہسوار صاحب مولوی ۶۶۴
شیخ اچھا ۳۸۴ - ۳۸۵
شیخ الاشراق ۱۰۲ - ۱۰۳
شیخاوالی ۶۸۵
شیراز ۱۹۸ - ۵۶۱
شیر محمد خواجہ ۴۵۹
شینبقہ ۵۲۳ - ۵۶۶
ص
صابریہ سلسلہ ۲۱۵
صاحب بی بی ۵۵۱
صادق برہان پوری ۲۲۵
صادق ۳۲۸
صادق علی شاہ (مولانا) ۵۷۴
صاعد بن الفارس ۱۰۳
صالح بن احمد بن حنبل ۸۱
صالح محمد شاہ ۵۵۵
صالح محمد تونسوی ۶۶۵
صالح شاہ ۷۰۷
صبغت اللہ ۵۵۵
صحیح بخاری ۳۱ - ۶۴ - ۴۷۴ - ۵۸۱ - ۶۶۸
صحیح مسلم ۴۷۴ صحاح لغت ۱۴۹
صدرا ۴۶۴ صدرالدین اودہی ۲۰۷
صدرالدین طیب ۱۸۵ - ۱۸۷
صدرالدین عباسی مولوی ۶۹۷
صدرالدین قونوی ۱۲۸
صدرالدین مفتی دہلوی ۶۹۸
صور الکواکب ۳۷۴
صور الصوفی ۳۷۴
صہیبؓ ۶۴ - ۵۴۸
ضابطہ خاں نواب ۵۰۳
ضیاء اللہ ۴۰۶ - ۴۰۷
ضیاء الدین برنی ۱۰۸ - ۱۷۶ - ۱۸۱ - ۱۸۹ - ۲۷۹ - ۲۸۶ - ۲۹۰
ضیاء الدین بخشی ۱۵۰ - ۶۳۰
ضیاء الدین شاہ ۴۲۵
ضیاء الدین سید ۵۷۲
ضیاء الدین جے پوری ۶۹۶
ضیاء الدین رومی شیخ ۱۳۲
ضیاء الدین میر ۵۲۱ - ۵۲۶
ضیاء الدین یوسف داؤد کردی ۲۰۳
طبقات ۹۱ طبقات اکبری ۲۰۵
طبقات الشافعیہ ۸۳
طبقات الصوفیہ ۹۱ - ۱۰۰
طبقات امام سبکی ۱۱۵
طرطوس ۸۱، طوسیاں ۱۳۲
طیفوریہ ۱۳۲ ظہور اللہ ۵۲۲
ظہیر الدین کیرانوی (مولانا) ۵۲۳
عارف رومیؒ ۸
عارف شیخؒ ۱۶۳ - ۱۶۷ - ۲۱۷
عالم سنگریزہؒ ۲۰۹ عالم پانی پتی
عاقل بی بی ۵۳۲
عاقل محمد قاضی ۶۵۷
عبدالاحد شیخؒ ۲۲۳
عبدالاحد مودودی
عبدالباری شاہؒ ۲۳۲

Marfat.com

عبدالجبار خاں ۶۵۶
عبدالجلیل قریشی، شیخ ۷۰۵-۷۰۶
عبدالجلیل خادم ۷۱۰
عبدالحق محدث شیخ دہلویؒ
۲-۱۰۸-۱۰۹-۱۳۴-۱۴۲
۱۶۷-۱۷۸-۲۰۲-۲۱۲
۲۱۵-۲۲۴-۲۲۶-۲۲۷
۲۲۸-۳۰۵
عبدالحکیم مولانا، ۴۶۵
عبدالحی فرنگی محلی مولانا ۳۶۴
عبدالرب حکیم ۷۰۰
عبدالرحمٰن مودی
عبدالرحمٰن
عبدالرحمٰن کشمیریؒ شیخ ۲۲۵
عبدالرحمٰن صوفی ۳۷۴
عبدالرحمٰن سلمیؒ ۱۰۰
عبدالرحمٰن چشتیؒ ۲۱۵
عبدالرحمٰن ۵۴۸-۵۵۴-۵۵۹
عبدالرحمٰن بچھرایونی ۵۷۳
عبدالرحمٰن مولوی ۵۷۲
عبدالرحمٰن مولانا لکھنویؒ ۴۷۶/۶۷۷

عبدالرحمٰن مودی ۶۶۵
عبدالرحیم ۵۵۴-۵۵۹
عبدالرحیم شاہؒ ۴۷۶
عبدالرحیم ۵۳-۵۴-۲۵۸-۴۲۶
عبدالرحیم فاطمی، سیدؒ ۲۳۱
عبدالرسول خلیفہ ۵۷۳
عبدالرشید ۳۹۵
عبدالرزاق ملیح آبادی مولانا ۳۰۵
عبدالسلام نیازی مولانا ۵۷۳
عبدالسلام میاں ۵۱۸
عبدالستار
عبدالستار سہارنپوری شیخؒ ۲۲۳
عبدالشہید خاں مخدوم ۵۷۲
عبدالشکور خیرآبادی میاںؒ ۶۶۴
عبدالصمد مولانا ۴۲۵-۶۸۳-۶۸۴
عبدالصمد خاں ۶۶۰ عبدالصمد میاں ۵۱۹
عبدالعلی بحرالعلوم (مولانا) ۴۷۹
عبدالعزیز شاہؒ ۳۱۹-۳۲۱
۳۳۹-۳۴۰-۳۴۴-۳۶۴
۳۶۵-۴۶۱-۴۹۲-۴۹۳
۵۰۰-۵۲۳-۵۲۷-۶۴۹

عبدالعزیز کیرانوی شیخ ۲۲۳
عبدالعزیز چشتی ۲۲۶-۲۲۷
عبدالغفار (مولوی) ۶۳۳
عبدالغفور شیخ ۲۲۳
عبدالغفور ۵۵۴
عبدالقادر (مولوی)
عبدالقادر شاہ، ۶۶۸-۶۷۷
عبدالقادر شیخ سر- ۷۲۵
عبدالغنی شاہؒ ۳۴۵
عبدالقادر میاں ۴۴۹
عبدالقادر شیخ جیلانیؒ ۴۷۸/۷۱۳
عبدالقدوس گنگوہیؒ ۲۱۷
۲۱۸-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳
عبدالکریم شیخ ۶۹۶
عبدالکریم مخدوم، عبدالکریم لاہور ۲۲۵
عبداللہ حنیف ۳۸
عبداللہ بن زبیرؓ ۷۱
عبداللہ انصاریؒ ۹۱-۹۶
۹۹-۱۰۱
عبداللہ مولانا ۳۹۴-۵۷۲
۵۹۶

Marfat.com

عبداللہ ہروی ۱۰۰-۱۰۲
عبداللہ بن مبارکؒ ۷۴
عبداللہ شطاری ۱۳۴
عبداللہ میاں ۵۲۱-۵۵۴
عبداللہ خاں ۵۵۹
عبیداللہ احرار ۵۸۸
عبداللہ چغتائیؒ ۱۴۷-۳۷۰
عبداللہ ملتانی عبداللہ دین دار
عبداللہ چکروی ۷۰۹
عبداللہ شاہ پشاوری مولانا ۷۰۰
عبداللطیف سمرقندی مولوی ۵۷۳
عبداللطیف شاہ عبدالملک سید ۷۰۰
عبدالمجید شیخ ۲۲۲
عبدالمقتدر تھانیسری ۱۸۵-۱۸۷
عبدالواحد بلگرامی ۲۳۸
عبدالوالی قاضی ۴۲۵-۶۶۸
عبدالوہاب بیکانیری ۵۲۱
عبدالوہاب اوچی ۵۵۶
عبدالہادی شیخ ۲۳۲
عبرت نامہ ۳۵۶
عبیداللہ سندھی (مولانا) ۱۱۴
عبیداللہ ملتانی ۶۰۶
عثمان ہرونیؒ (خواجہ) ۱۴۰
عجم ۱۱۶-۱۲۶-۱۹۸-۴۵۲-۶۲۵
عرب ۱۹۸-۴۵۲-۶۲۵
عراق ۳۴۰، عراقی ۱۲۸
عرفان الحق منشی ۱۹۱
عزیز شیخ ۱۵۰
عزیز احمد نظامی (مولوی) ۷۲۶
عزالدین کیکاؤس ۱۱۹-۱۲۰
عزالدین شیخؒ ۲۵۹-۲۸۷
عزیزاللہ قاری ۵۵۵
عزیز میاں بریلوی ۵۷۱
عزیزاللہ المتوکل علی اللہ ۲۱۲
عشرہ کاملہ ۳۹۰-۶۱۳
عشق اللہ شاہ ۴۵۸
عصامی ۱۴۰-۱۵۱-۲۰۶
عصمت اللہ میاں ۵۲۲
عضدالدین شاہؒ ۲۳۲
عطاء اللہ رشیدی ۳۷۱-۳۷۳
عطاملک جوینی ۱۲۵
عظمت اللہ مولوی ۴۸۱
عظمت اللہ ۵۲۲ عظمت بی بی
عظمت علی حافظ ۶۶۵
عظمت میرن شاہ مخدوم ۵۵۶
عظیم الدین ۵۲۲
علاءالدین اودھی ۱۳۶
علاءالحق بنگالی ۲۰۰-۲۰۱
علاءالدین خلجی ۱۸۹-۱۹۱-۲۷۹
علاءالدین کردی ۲۰۳
علاءالدین بہمن شاہ ۲۰۴
۲۰۶-۲۰۷
علاءالدین گوالیاری ۲۰۷
علاءالدین محمود ۲۱۴
علاءالدین بیلی شیخ ۱۷۶-۱۷۹
علاءالدین شیخ (نبیرہ شیخ سلیم چشتیؒ)
علاءالدین مجذوبؒ شیخ ۲۲۹
علاءالدین مولوی ۵۲۱
علم الحق شیخ ۲۱۱ علمائے سلف ۱۲۱
علی احمد صابرؒ (شیخ) ۱۴-۱۶۳
۱۶۷-۲۱۵
علی بن ابی طالبؓ ۱۳۹
۱۴۰-۴۷۹

علی حیدر میاں ۷۰۷
علی الدین بہاولپوری ۶۵۴
علی کابلی گل بہاری ۲۱۶
علی طباطبائی سید ۲۰۷
علی متقی ۲۱۲
علی محمد شاہ خواجہ ۵۲۹
علی محمد ہوتانی میاں ۶۲۶
علی محمد جراح مولوی ۶۵۴
علی محمد حاجی ۷۰۱، علی محمد امام ۶۶۵
علی محمد مولوی ۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۸
علی وردی خاں ۳۱۲
عمادالدین ۱۵۴-۱۵۷
عنایت شاہ مخدوم ۵۹۴
عیوض علی دہلوی میر ۵۲۳
عیوض محمد بدخشانی ملا ۵۷۳
عوارف المعارف ۲-۱۱۴
۱۳۱-۲۰۷-۲۵۴-۲۶۳
۲۷۶-۴۷۷-۴۸۱-۶۱۴
۶۳۱-۶۴۴-۶۷۴
غالب ۲۹۹-۳۴۲-۳۵۲
۲۹۰-۴۲۲-۵۱۷-۵۱۹
غازی الدین خاں نواب ۴۵۱
۴۵۲-۵۳۵-۵۵۵-۵۵۷
۵۶۰-۵۸۴-
غایت البرہان فی تاویل القرآن ۶۹۹
غرجستان ۱۰۸
غزالیؒ ۵۶-۸۳-۱۰۳-۱۰۴
۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۷-۱۱۰
۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۲۴-۲۵۷
۲۷۴-۲۹۵
غزنین ۱۵۵-۶۶۱
غلام احمد خاں بریاں ۱۷۸
غلام احمد قادیانی ۷۲۲
غلام حسین سلیم ۱۹۸
غلام حسین ۴۸۴
غلام حسین حافظ ۵۵۵-۵۵۹
غلام حسین بھٹی ۵۵۵
غلام حسین یادؔ میرؔ ۵۲۳
غلام حسن شہید ملتانیؒ ۶۰۶
غلام حیدر شاہ جلال پوری ۷۰۸
۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳
غلام دستگیر ۵۵۴
غلام رسول حافظ ۶۶۵
غلام رسول ۵۵۴-۵۵۹
غلام رسول خاں ۶۶۵
غلام سرور ۵۳۰-۵۶۳
۵۷۴-۷۰۱
غلام سرور لاہوری مفتی ۷۰۵
غلام شاہ ہرنپوری ۷۰۷
غلام شاہ سید ۶۵۸
غلام صدیق ۵۵۴
غلام علی شاہ ۳۴۰-۳۴۵
۵۷۴-۶۲۷
غلام فرید چشتی ۳۸۵-۵۲۲
۵۵۲-۵۹۴-۵۹۵-۶۰۶
غلام فخرالدین ۵۵۴-۵۹۴
غلام قطب الدین ۴۷۳
۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۲۰
غلام قطب الدین ۵۵۴
غلام کبریا ۵۹۴
غلام محمد المشہور میاں سجو ۳۵۲
غلام مصطفیٰ ۵۵۲-۵۵۴
غلام محی الدین ۵۵۴-۷۰۹

Marfat.com

غلام محمد کیرنی ۵۵۵
غلام محمد میردالی ۵۵۵
غلام مولیٰ اکبرآبادی ۵۷۲
غلام محمود مخدوم ۵۷۸
غلام محمد دوچی ۶۶۵
غلام محمد رسول پوری ۶۶۵
غلام محمد پٹنی ۶۶۵
غنیۃ الطالبین ۱۰۹، ۴۷۰
غور ۱۰۸ غوث بخش خواجہ
غیاث الدین ۱۹۸
غیاث الدین خلجی ۲۸۴
غیاث پور ۱۷۴

ف

فاطمہ رضہ
فاضل شاہ ۶۶۵
فان کریمر ۲۰ فتاوائے جہانداری
فتاوائے عالمگیری ۳۵۴-۴۷۶
فتح ربانی ۱۰۹ فتح پور ۵۷۴
فتح الباری ۴۸۰
فتح محمد ملتانی، قاضی ۵۹۴
فتح محمد مولوی ۷۰۸
فتح محمد سلیمانوی، مولوی

فتح اللہ ترین سنبھلی ۲۲۸
فتح الیمن ۲۸
فتوح الغیب ۱۰۹
فتوحات مکیہ ۱۱۱-۱۱۲-۱۱۹-۲۰۶
۶۲۳-۱۴۴
فتوح السلاطین
فخر الحسن ۱۴۱-۴۷۷-۴۷۹-۶۸۲
فخر الدین شیخ ۲۳۱
فخر الدین میاں ۵۷۲
فخر الدین بغدادی ۲۰۷
فخر الدین دہلویؒ شاہ، ۱۳۵-۱۴۱
۳۱۱-۳۴۴-۳۴۷-۴۲۲-۴۲۹
۳۹۱-۴۶۲-۴۶۴-۴۶۵
۴۶۶-۴۶۷ سے ۵۱۲ تک
مسلسل ۵۱۳-۵۱۵-۵۲۰
۵۲۱-۵۲۳-۵۲۴-۵۳۰
۵۳۲-۵۳۳-۵۳۶-۵۳۷
۵۳۸-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲
۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹
۵۵۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۹
۵۸۰-۵۸۹-۵۹۸-۶۰۸
۶۱۴-۶۸۲
فخر الدین رازیؒ ۸۳-۱۴۸
فخر الدین زرادیؒ ۱۰۰-۱۷۸
۱۹۲-۱۹۴-۱۹۸-۳۰۵
فخر الدین سالار عراق ۲۰۳
فخر الدین مزوریؒ ۳۳-۱۸۰
فخر الطالبین ۴۱۹-۴۳۷
۴۴۰-۴۴۲-۴۴۷-۴۴۹
۴۶۳-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷
۴۶۹-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶
۴۷۷-۴۸۱-۴۸۴-۴۸۵
۴۸۶-۴۸۷-۴۹۰-۴۹۴
تا ۴۹۷-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲
۵۰۳-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۵
فخر النساء بی بی
فخر عالم شاہجہانپوری، ۵۷۲
فخریۃ النظام ۴۷۰
فرانس ۳۰۹ فرائیڈ ۲۵۰
فرخ آباد ۳۲۵
فرخ سیر ۳۲۸-۳۳۴
۳۵۷-۳۵۸-۳۸۷

Marfat.com

فردوسیہ ۱۳۲ — ۱۳۳
فریداحمد نظامی (مولوی) ۷۱۹
۷۲۳-۷۲۵-۷۲۶-۵۷۲
فریدالدین گنج شکرؒ (شیخ)
۵-۷-۳۵-۴۸-۱۱۵-۱۶۱
۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶
۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱
۱۷۳-۱۸۶-۱۸۷-۱۹۶-۲۱۲
۲۶۰-۲۶۱-۲۷۵-۲۷۹
۲۸۱-۲۸۳-۲۹۶-۲۹۸
۳۱۴-۴۰۶-۵۳۰-۵۳۱
۵۳۷-۵۵۱-۶۳۷
۷۰۸-۷۲۴
فریدالدین عطارؒ (خواجہ) ۵
۷۳-۷۵-۸۵-۹۲-۱۲۲
۱۲۳-۱۲۴-۱۲۸-۶۵۶-۷۲۵
فریدالدین شیخ ۱۵۰
فریدالدین مولوی ۵۲۱-۵۸۶
فریدالدین خاں نواب دبیرالدولہ ۶۰-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۹-۱۶۰
فرنگٹن کرنل ۷۲۴
فرہنگ ارشاد ۷۲۵
فصوص الحکم ۱۱۱-۱۱۳-۲۰۷
۲۱۱-۲۲۱-۲۲۵-۲۷۶-۴۶۴
۵۸۱-۶۱۳-۶۸۷-۷۱۴
فضل احمد فریدی، مولوی ۶۹۹
فضل احمد قریشی ۷۰۵
فضل الدین خواجہ ۷۰۶-۷۰۷
فضل احمد مرحوم ۷۲۵
فضل حق خیرآبادی مولانا ۶۷۶
فضل علی ۶۶۴
فضل حق شاہ مولانا ۵۷۴
فضل علی خاں میاں ۵۹۵
فضائل رضیہ، ۶۰۶
فضیلت نکاح ۶۹۳
فضیلت النساء ۶۵۶
فضیل بن عیاضؒ خواجہ ۷۳
۷۵-۷۶-۷۸
فوائد الفواد ۲-۵-۷-۳۷
۳۸-۴۰-۴۸-۴۹-۵۰-۵۳
۱۶۰-۱۵۹-۱۵۶-۱۵۵-۱۶۰
۱۶۱-۱۶۲-۱۷۶-۱۷۹-۱۸۱
۲۴۰-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴
۲۶۱-۲۶۲-۲۶۵
۲۷۰-۲۷۲-۲۷۵
۲۷۸-۲۸۵-۲۹۳-۲۹۶
۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۳
۳۹۴-۴۳۳-۴۷۷-۴۸۱
فیاض الدین منشی ۳۴۲
فیروزپور ۲۷۹ فیروزشاہ
فیض شاہ ۷۰۸
فیض اللہ شاہ ۵۷۴-۶۶۵
فیض اللہ ۴۰۲
فیض قادری شاہ ۳۱۸
قادرخاں۔ غلام ۴۵۸
قادربخش ۵۵۲-۵۵۴-۶۶۵
قاسم نانوتویؒ (مولانا) ۲۸۷-۳۹۱
قبالات نجمی ۶۹۵
قرآن مجید ۳-۶-۲۱
۲۴-۲۶-۳۴-۵۶
۲۴۹-۲۵۶-۲۷۶-۶۳۳
قرآن القرآن ۳۹۰-۳۹۱
قرطبہ ۱۱۱
قسطنطنیہ ۱۹۵

ق

قشیریؒ امام ابوالقاسم ۱۸-۱۰۵
۹۶-۹۷
قصاریہ ۹۳
قطب الدین ایبک ۱۴۷
۱۸۸-۴۶۰
قطب الدین بختیار کاکی خواجہ
۱۴۷-۱۵۰-۱۵۲-۱۵۳
۱۵۴-۱۵۷-۱۵۸-۱۸۶
۲۰۸-۴۷۰-۴۹۱-۵۱۴
۵۳۸-۶۶۸
قطب الدین سید ۱۵۸
قطب الدین باطن میر ۳۴۸/۵۱۸
قطب الدین ۶۶۴
قطب الدین مبارک خلجی ۲۶۳/۲۸۵
قطب الدین منورؒ شیخ ۱۶۴-۱۹۴
قطب عالمؒ ۲۲۷ قطبی ۶۱۳
قلندر بخش ۵۳۶
قلقشندی ۱۹۵
قمرالدین شاہ ۵۲۲-۶۹۷
قمرالدین منت شاہ ۵۲۲-۵۲۳
قندہار ۵۶۱ قنوج ۱۴۳-۱۵۵
قوت القلوب ۲-۹۲-۱۴۹
۱۷۸-۲۰۷-۲۵۴-۲۷۶
قول الجمیل ۶-۲۴۰-۲۵۸
۲۸۸-۲۸۹
قول المستحسن فی شرح فخر الحسن ۱۴۱/۴۸۰
قیام الدین ۶۶۴
کابل ۹۸-۳۱۵-۵۶۱-۶۶۱-۷۰۳
کارلائل ۳۰۰ کاکوری ۴۲۹
کاوس شکوہ ۵۹۰
کامگار خاں خواجہ ۴۳۸-۴۴۱
۲۴۲-۴۵۵-۴۵۸-۴۶۳
کبیرالدین ناگوری شیخ ۲۰۹-۲۱۱/۲۸۷
کتاب الہند ۱۷-۱۴۴-۱۴۵
کتاب اللمع ۱۸
کتاب جامع الکلام ۱۰۰
کربلا ۷۰-۷۳
کرخیاں ۱۳۲
کرم علی شاہ
کرمانی
کرنال ۳۱۸
کریم الدین قاضی ۴۶۶
کریم چندر ۵۹۴
کسل سنگھ ۳۴۵
کشکول کلیمی ۲۵۸-۲۵۹
کشکول ۳۹۰-۳۹۲-۳۹۳/۳۹۴
کشف الاسرار الانبیاء ۶۹۹
کشف المحجوب ۲-۴-۶-۸
۱۶-۳۰-۳۲-۳۳-۳۶
۴۴-۵۷-۵۸-۶۷-۷۷
۹۳-۹۸-۲۷۶-۳۰۵-۲۹۴
کشمیر ۱۷۷-۳۱۷
کشن چند اخلاص ۳۷۶
کلمات طیبات ۳۲۶-۳۵۱/۳۵۲
کلیم اللہ دہلویؒ شاہ ۴-۱۱-۱۴
۱۱۲-۲۱۱-۲۳۱-۲۵۸-۲۶۳
۲۶۷-۲۸۵-۳۰۱-۳۰۷
۳۵۹-۳۶۰-۳۶۴-۳۶۵
۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۷۹
۳۸۱-۳۸۲ تا ۴۲۴ مسلسل ۴۳۳
تا ۴۳۸-۴۳۹-۴۴۲
۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶
۴۵۰-۴۵۴-۴۵۶-۴۵۷

Marfat.com

۴۵۹ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴
۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۴۶
کمال الدین زاہد مولانا ۱۹۳
کمال الدین عزیز اللہ ۲۰۳
کمال الدین شیخ ۲۱۳ - ۲۱۴
۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۵۴
کمال الدین کرمانی ۲۸۷
کمال الدین علامہ ۱۴ - ۲۰۹
۲۱۱ - ۳۶۶ - ۳۸۲
کمال الدین قزوینی ۲۰۹ - ۲۱۱
کمال انوری شیخ ۲۲۸
کنس راجہ ۲۰۱
کنز الدقائق ۷۰۹
کنور آنند کشور ۳۳۵
کواکب دریہ ۶۹۹
کوٹ مٹھن ۲۳۲ - ۵۷۵
۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۱ - ۵۸۲
۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۴ - ۵۹۵
کوبند دیو ۳۲۳
کیمیائے سعادت ۱۴۹ - ۲۷۶ - ۳۰۵
گب، ایچ اے ار ۹ - ۱۰
گبن، ایڈورڈ ۱۲
گجرات ۱۴ - ۱۷۸ - ۱۸۸
۱۹۹ - ۱۹۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹
۲۱۰ - ۲۱۲ - ۲۷۲ - ۳۲۰
۳۲۱ - ۳۸۲ - ۷۰۸
گردھر رائے ۳۱۶
گرگوجی ۶۱۱ - ۶۱۹
گلاب شاہ اورنگ آبادی ۷۰۷
گلبرگہ ۱۹۷ - ۲۰۷
گلزار ابرار ۱۱۳ - ۱۱۵ - ۱۵۶
۱۵۷ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۷۰
۱۷۵ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۳
۲۰۶ - ۲۰۸ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۴
۲۱۸ - ۲۲۱ - ۳۷۹
گل حسن ۵۹۷
گلستان سعدی ۶۱۳
گلشن بے خار ۳۴۸ - ۵۱۸
۵۲۳ - ۵۶۶ - ۵۶۷
گلزار وحدت ۶۹۳
گل محمد احمد پوری خواجہ ۳۹۴
۵۴۵ - ۵۴۷ - ۵۵۲ - ۵۸۰
۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۹۱
گل محمد مولوی ۵۲۵
گل محمد صاحبزادہ ۶۵۶
گل محمد خواجہ ۶۶۳
گل محمد فتح پوری مولانا ۷۰۰
گنجینۂ اسرار انبیاء ۶۵۹
گنج بخش حافظ ۵۵۲ - ۵۵۴
گنگال شاہ ۵۷۴
گنگا رام ۳۲۲
گوالیار ۳۲۰
گونبد گرد ۳۱۴ - ۳۱۶ - ۳۱۷
گوپی ناتھ ۳۲۳
گولڑہ ۵۳۱ - ۶۱۰ - ۷۰۲
گیانی سنگھ گیانی ۳۱۴
لال شاہ سید ۵۹۴
لامارک ۶۰
لبن ۱۱۱
لانگھ ۶۱۳
لاہور ۱۴۷ - ۱۵۵ - ۲۷۲
۳۱۸ - ۳۵۶ - ۳۹۶ - ۴۲۵
۵۳۴ - ۵۳۵ - ۶۴۹

Marfat.com

لطائف اشرفی ۲۰۱-۱۹۹-۳۱۸
لطائف قدوسی ۲۱۸ - ۲۱۹
۲۲۰ - ۲۲۱
لطف اللہ ۳۷۵-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲
لطف اللہ خاں ۵۵۵
لطف خاں ۶۹۶
لطیف الزماں عرف بادشاہ میاں
لطیف النساء ۶۹۶
لعل خاں تکانی ۶۵۹-۶۶۰
لعل شاہ میاں ۶۹۸
لعل کنور ۳۳۴ - ۳۵۶
لعل محمد حاجی ۵۲۰-۵۲۸
لعل محمد قصاب ۶۹۸
لکھنوتی ۱۳۳ - ۱۹۶
لکھنؤ ۶۸۱
لمعات ۶۸۷
لوائح ۶۱۳-۵۵۷-۵۸۱-۵۸۴
لوکی گارڈ ۹
لوئی میسی نیوں ۲-۲۴-۹۵
ماثر الکرام ۱۷۷-۲۱۱-۲۱۲
۳۶۸-۳۸۴-۴۳۳
ماثر عالمگیری ۳۱۷
مارگولیتھ ۱۰۹
مالک دینارؒ ۷۳
مالوہ ۱۴-۱۸۸-۱۹۶-۱۹۷
۲۱۳-۲۱۴-۳۲۰-۳۲۱
مامون رشید خلیفہ ۸۰-۸۱-۸۲
مامیتاں ۱۳۵
مانڈو ۱۹۷
مبارک شاہ سید ۷۰۷
مجد الدولہ بہادر ۵۰۳
مجد الدین ۱۵۵
مجد الدین حاجیؒ ۱۳۲
مجدد الف ثانیؒ ۱۱-۲۸-۱۳۱
۱۳۴-۲۲۳-۲۵۵-۳۵۹
مجموعہ رویائے صادقہ ۶۹۷
مجمع البحرین ۲۲۱
مجموعہ قصائد عربیہ ۵۷۱
مجموعہ نغز
مجنوں لیلیٰ ۱۷۱
محاسبیہ ۹۴
محب اللہ خواجہ ۵۲۹
محب اللہ الہ آبادیؒ (شیخ)
۲۲۵ - ۲۳۲
محب جہانیاں مخدوم ۵۵۶
محبوب عالم مولوی ۶۶۵
محبوب علی شاہ ۵۷۴
محبوب اللہ الصمد ۵۷۶
۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲
۵۹۶-۶۰۲-۶۱۳-۶۲۷
محمد ابراہیم کردی ۴۶۵
محمد اسمٰعیل ۳۴۴
محمد اسمٰعیل ۴۵۸
محمد اسحاق شاہؒ ۳۴۶-۵۷۸
محمد اسد اللہ انصاری
محمد اسلم حافظ ۶۸۳-۶۸۴
محمد اعظم شاہ ۵۲۲
محمد آفاق ۳۴۵
محمد اکبر حسینیؒ ۲۰۶-۲۰۷
محمد اکرام ڈیرہ غازی خاں ۵۵۵/۶۶۵
محمد اقبال ۲۰-۴۴-۱۷۵
۲۸۲-۳۵۴-۴۶۰-۵۰۷
۷۱۲-۷۱۴-۷۱۶

Marfat.com

نورالدین خواجہ ۷۰۵ - ۷۰۶
محمد الیاس (مولانا) ۲۳۴ - ۲۵۹
محمد امام ۱۶۶ - ۱۷۶ - ۶۶۵
محمد امین ۵۱۴ - ۷۰۶
محمد امین میاں ۷۰۳
محمد امیر بدھا ۲۰۳
محمد بخش چشتی ۵۵۵
محمد بن بختیار خلجی ۱۴۴
محمد بن جعفر مکی الحسینی ۱۸۷
محمد بن تغلق ۱۷۷ - ۱۷۹ - ۱۸۰
۱۸۹ - ۱۹۲ - ۱۹۴ - ۱۹۶
۲۰۴ - ۲۰۹ - ۲۸۴
محمد بن علی بن حسین بن علی رضہ ۵۸
محمد بن علی کاشانی
محمد بن عبداللہ تومرت ۱۱۰
محمد بن قصابؒ ۵۷
محمد بن ملک شاہ ۱۱۶ - ۱۱۷
محمد بن نوح ۸۱
محمد بن یحییٰ ۲۴۶
محمد پناہ خلیفہ ۵۲۲
محمد جان ملا ۴۶۴ - ۵۷۲
محمد جمال ملتانی حافظ ۳۸۱
۵۴۶ - ۵۸۴ - ۵۹۰ - ۵۹۷
۶۰۰ تا ۶۰۷ - ۶۵۷
محمد جعفر تھانیسری ۲۳۳
محمد حامد مولوی - ۵۹۶
محمد حامد سعید ۴۲۲
محمد حامد ۷۲۳
محمد حبیب (پروفیسر) ۹۹ - ۱۴۵
۱۷۵ - ۱۸۱ - ۱۸۳ - ۲۶۹
محمد حسنؒ مولانا سید ۶۹۷ - ۶۹۸
۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۲۶
محمد حسین مولوی ۵۵۵ - ۵۷۲ - ۶۰۰
محمد حسین چوہان ۶۶۵
محمد حسین
محمد حیات دہلوی ۶۶۴
محمد خاں بنگش ۳۲۵
محمد رسول شاہ ۶۸۶
محمد رمضان قادری
محمد ردولوی شیخ ۲۱۸
محمد زاہدؒ ۲۱۲
محمد سعد اللہ ۷۰۰ - ۷۰۶
محمد سعید شاہ سید ۷۰۷
محمد سمیع مولوی ۵۷۲
محمد شتاق عرف چھیدا میاں
محمد شہ کاشانی ۲۹۶
محمد شاہ ۳۲۰ - ۳۴۲ - ۳۵۸
۳۷۷ - ۴۶۰
محمد شاہ غزنوی سید ۷۰۷
محمد شریف مخدوم ۵۷۸ - ۵۷۹
محمد صالح مولوی ۵۲۱ - ۵۹۴ ۷۱۹
محمد صادق خاں ۶۵۸ - ۶۵۹
محمد ضیاء الدین ۷۰۶
محمد عاقل خواجہ ۳۹۴ - ۴۲۹
۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۹ - ۵۸۰
۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴
۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸
محمد عبداللہ حافظ ۴۲۵
محمد عبداللہ ۷۰۱ - ۷۰۶
محمد عبداللہ خاں - ۵۷۲
محمد عثمان خاں ۵۷۲
محمد عظیم بن عبدالرحمان ۵۲۲
محمد علی سید ۴۲۵ - ۶۶۸

Marfat.com

محمد علی
محمد علی خیرآبادیؒ حافظ ۳۹۴
۴۸۰-۶۶۴-۶۶۷-۶۶۸
۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲
۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵
۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-
۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱
۶۸۲-۶۸۳
محمد علی کمھڈی ۶۶۴
محمد علی شاہؒ ۲۰۶-۴۲۵
محمد عمر سید پور قاضی ۵۴۲
محمد غوث کرت پوری ۵۲۱
محمد غوث شطاری گوالیاریؒ
۲۲-۱۳۴-۳۷۹
محمد غوثی ۱۱۳-۱۱۵
محمد فاضل بن فیروز ۳۸۳
محمد غوث ۱۳۴-۵۲۱
محمد غوری ۱۴۳-۱۴۴-۱۴۷-۱۹۰
محمد فاضل نیکوکار میاں ۵۵۵
محمد فتح اللہ ۵۲۲
محمد فخر عالم شاہجہاں پوری ۵۷۲
محمد قاسم نانوتویؒ مولانا ۲۳۳/۳۹۱
محمد قاسم حافظ ۴۷۱
محمد قطب الدین شرقی ۵۲۱
محمد کفایت اللہ
محمد کامل قاضی ۷۰۹
محمد گیسو دراز سیدؒ ۲۰۶-۲۰۷
۲۰۸-۲۱۱-۴۲۸-۴۵۸
محمد گھلوی، مولوی ۵۴۲-۵۵۹
محمد مولانا
محمد مسعود حافظؒ ۵۳۳-۵۳۴/۵۳۹
محمد مسعود ۵۵۵
محمد مشتاق عرف چھیدا میاں سیدؒ
محمد موسیٰ ۱۶۶
محمد میر سید ۵۲۲
محمد مہدی حاجی ۷۲۴
محمد نجم الدین ۷۰۰
محمد نور الدین ۴۴۵
محمد واسع ۷۳
محمد واصل ۶۲۵-۶۶۲
محمد ہاشم شیخ ۴۲۴
محمد یوسفؒ خواجہ ۵۵۳
محمد یعقوب نانوتویؒ مولانا ۲۳۳
محمد یعقوب مخدوم ۵۷۸
محمودؒ حافظ ۲۲۵-۷۲۳
محمودؒ شیخ ۱۵۴-۴۵۹
محمود شیخ راجنؒ ۲۱۰
محمود خلجی سلطان ۲۱۴
محمود تھانیسریؒ قاضی ۲۱۹
محمود شاہ درویش شیخ ۶۹۸
محمود الحسنؒ (مولانا) شیخ الہند
۲۳۳-۲۳۴
محمود بن علی کاشانی ۲۸۹
محمود سلطان ۵۵۴
محمود خواجہ ۶۲۰
محمود ۵۵۴
محمود عالم بچھرایونی مولوی ۵۷۲
محی الدین کاشانیؒ شیخ ۱۷۶
۱۸۰-۲۷۹-۲۹۶
محی الدین ابن عربیؒ ۸۳
۱۱۱-۱۱۴-۱۱۹-۱۴۸-۲۱۱-۴۱۵
۲۲۱-۴۶۴-۴۴۴-۶۷۶
محی الدین احمد یار خاں ۶۷۸
محی الدین شاہ ۵۷۳

Marfat.com

مخدوم الملک ۸۸
مخدوم جہانیاں ۷۰۸
مخزن الاخلاق ۳۵۱
مخزن الشعراء ۳۵۲
مدینہ ۵۴
مراۃ الاسرار ۱۳۶-۱۳۸
۱۶۳-۱۵۵-۲۰۰
۲۰۱-۲۰۳-۲۰۵-۲۱۵
مراۃ احمدی ۲۰۹-۳۸۲
مراۃ الجنان یافعی ۴۸۰
مراۃ واردات ۳۱۸-۳۵۷
مراد شاہ ۵۲۱
مرزا پور ۷۲۶
مرزا خجستہ بخت ۵۲۵
مرزا خاں ۷۱۱
مرتعش ۵۸
مرقع دہلی ۳۴۲-۳۴۳
مرہٹہ ۳۱۳-۳۲۱-۳۲۲
۳۲۳-۳۲۵-۳۳۱-۴۶۰
مزارات اولیاء دہلی ۵۱۶
مسالک الابصار ۱۹۵-۳۳۸
مستان شاہ خراسانی ۶۶۵
مستان خاں شاہجہانپوری مولوی ۲۰۲
مستورہ بی بی ۱۶۸
مستنجد باللہ ابو المظفر ۱۱۹
مسعود ابن سید ظہیر الدین فتحپوری ۲۰۳
مسکین شاہؒ ۵۷۲
مشارق الانوار ۱۴۹-۱۷۷
۲۰۷-۴۶۶
مشکوٰۃ شریف ۳۸۰-۵۸۱
مشاہیر اسلام
مصارع العشاق ۱۹
مصباح الدجیٰ ۱۴۹
مصباح الہدایت ۲۵۵
۲۶۵-۲۶۶-۲۷۳-۲۸۵
۲۸۹-۳۰۶
مصباح النحو ۲۱۱
مصباح الدین مولانا ۶۸۴
مصر ۸۰-۱۱۱-۱۹۵-۳۴۰
مصری بی بی ۴۲۳-۴۲۴
مصحفی ۵۶۳-۵۶۴
مصطفےٰ مرادآبادی خواجہ ۴۲۵
مصلح الدین خاں نواب ۴۲۹
مطلوب الطالبین ۲۸۴
مظفر علی سید ۷۱۲
مظہر جان جاناںؒ (مرزا)
۳۲۱-۳۲۴-۳۲۶-۳۳۰
۳۴۴-۳۵۱-۳۵۲-
۳۶۴-۳۸۶-۴۸۶-۴۹۸
۴۹۹-۵۲۳
معاذ بن جبلؓ ۶۸-۳۰۲
معارج الولایت ۱۶۳-۱۶۵
۲۰۰-۲۱۵-۲۱۶-۳۸۳
معز الدین مولوی ۱۵۴
معظم الدین
معین الدین عبداللہ خوشگی چشتی
معین الاسلام اودھی ۲۰۳
معین الدین چشتیؒ (خواجہ)
۱۳-۱۰۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۴۰
۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴
۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸
۱۵۲-۱۵۹-۱۸۶-۱۸۸
۱۹۰-۲۱۲-۴۶۴-۵۰۴

Marfat.com

معین الدین غلام
۴۵۸ - ۵۱۰ - ۵۱۹
مغیث الدین مولانا ۲۱۳
مغیرہ بن شعبہؓ ۶۹ - ۷۰
مفتاح الکرامات ۳۸۳
مفتاح الخزائن ۲۳۲
مقامات شیخ ابوسعیدؒ ۱۴۹
مقاصد العارفین ۲۳۲-۲۹۵
مقدمہ ابن خلدون ۱۱۸
مکاتیب امام غزالیؒ ۱۰۳
مکرم مولوی ۵۲۱
مکتوبات اشرف جہانگیر سمنانیؒ
مکتوبات شیخ الاسلام ۲۶۸
مکتوبات عین القضاۃ ۲۷۸
مکتوبات شیخ عبدالقدوس
۲۲۰ - ۵۸۳
مکتوبات فخرالدین رازیؒ
مکتوبات کلیمی ۲۷۵-۲۷۶
۲۸۵-۳۰۱-۳۰۳-۳۰۴
۳۰۶-۳۶۹-۳۷۶-۳۸۳
۳۸۷-۳۸۹-۳۹۲-۳۹۵
۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹
۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲ تا ۴۰۶
۴۲۰-۴۲۲-۴۳۴-۴۳۵
۴۲۶-۴۴۵-۴۵۰-۴۵۱
۴۵۲-۴۵۷-۴۵۹
مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ۲۸
مکہ ۷۰-۱۱۴-۵۴۸-۷۱۳
ملک شاہ سلجوقی ۱۱۶
ملکھڑ ۵۳۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴
ملایا ۲۴
ملفوظات عزیزی ۳۳۱-۳۴۲
ملفوظات طیبہ ۷۲۱
ملک سلطان ۵۴۰
مناجات ۱۰۰
منازل السائرین ۱۰۰-۴۰۶
مناقب العارفین ۶۹۵
مناقب الحبیب ۶۹۵
مناقب المحبوبین ۳۹۰-۳۹۱
۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۳
۴۲۴-۴۲۸-۴۲۹-۴۵۶
۴۸۲-۴۹۰-۵۰۱-۵۱۳
۵۱۵-۵۲۰-۵۳۱-۵۳۲
۵۳۳-۵۳۷-۵۳۸-۵۴۰
۵۳۹-۵۴۱ تا ۵۵۱
۵۵۵-۵۵۶-۵۵۸
۵۸۴-۵۸۷-۵۹۵
۹۹۹-۶۰۰ تا ۶۰۷
۶۷۵-۶۷۹-۶۸۸
مناقب حافظیہ ۳۹۴-۵۱۳
۶۲۵-۶۲۸-۶۶۷-۶۶۸
۶۶۹-۶۷۰ تا ۶۸۲
مناقب فریدی ۳۹۰-۳۹۱
۵۱۴-۵۱۶-۵۱۸-۵۱۹
۵۲۲-۵۲۴-۵۲۵-۵۵۲
۵۶۲-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۲
۵۸۸-۵۹۰-۵۸۳-۵۹۳
۵۹۴-۵۹۵
مناقب فخریہ ۲۴۸-۳۱۱
۴۵۲-۴۵۸-۴۶۲-۴۶۳
۴۷۰-۴۷۱ تا ۶۰۷
منتخب اللباب ۲۰۵-۳۵۶

Marfat.com

منتخب الحساب ۲۷۵
منتخب التواریخ ۲۲۳-۲۲۵
۲۲۸ - ۲۲۹
منصور ۷۶
منگول ۲۴ - ۱۲۷
منہاج السراج مولانا ۱۵۵/۱۵۸
منہاج الدین سونڈی ۲۰۳
منہاج السنہ ۴۸۰
منو مرزا ۳۴۲
منیر خاں صاحبزادہ ۶۹۷
موحدین ۱۱۸
موسیٰ، حافظ ۷۲۳
مودود حافظ ۴۵۹
مودود چشتی خواجہ ۱۴۰/۱۴۱
موطا امام مالک ۸۷
مومن ۳۴۶ - ۳۸۸
مولیٰ بخش سنگتراش ۶۹۷
موہان ۶۷۱
مہار ۵۳۱-۵۳۸-۵۳۹
۵۸۳-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸
مہر علی شاہ (پیر) ۷۰۶-۷۱۳

مہر ۳۴۷
مہجو خاں جی
مہندر ناتھ سرکار ۱۹۱
میاں اسلم ۳۹۴
میاں محمد ۵۲۹ - ۵۹۵
میران شاہ بن بہادر شاہ ظفر ۵۲۵
میراں بخش معمار ۶۹۸
میر تقی میر ۳۳۲-۳۴۳-۳۵۲
میر محمدی ۵۲۴
میر حسن حکیم ۴۸۵
میر خوردؒ ۱۱-۴۷- ۱۴۲
۱۵۲-۱۵۵-۱۶۶-۱۷۶
۱۷۷-۱۸۰-۲۰۰-۲۶۸
میر ہاشم ۵۸۱
میکی ڈھوک
نادر شاہ
نادر والہ صاحبؒ ۵۵۰ - ۵۵۵
۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹
۶۱۲ - ۶۶۵
ناصر حافظ ۵۵۵
ناصر الدین محمود ۱۵۹

نافع السالکین ۲۶۴-۲۶۸
۲۷۲-۲۸۶-۲۹۶-۴۳۷
۵۴۲-۵۴۳-۵۵۲
۶۰۹-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸
۶۱۹-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴
۶۲۵-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰
۶۳۱-۶۳۲-۶۳۴-۶۳۵
۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹
۶۴۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳
۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸
۶۵۹-۶۶۳
ناگور ۱۴۳-۱۴۷-۱۵۹-۲۱۹
نالڈیکی ۱۸
نانک گرو ۳۱۴ - ۳۱۵
نبی بخش ۵۵۴
نجف ۲۲۷
نجم الاشاد ۷۰۰
نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام ۱۵۲
نجم الدین حاجی ۴۲۰-۵۳۱
۵۵۵-۵۷۵-۵۷۸-۵۷۹
۶۰۷-۶۶۲-۶۸۵ تا ۶۹۷

Marfat.com

نجم الدین، مولانا ۴۲۲
نجم الآخرہ ۶۹۳
نجم الواعظین ۶۹۵
نجم الہدایت ۶۹۵
نجیب الدین متوکل ۶۵۴
نجیب الدین عبد القاہر سہروردی شیخ ۱۱۰-۱۲۰-۱۲۱
نجیب الدولہ ۳۲۶-۳۳۱
نربدا ۳۲۰
نصر اللہ بن بابا فرید ۱۶۸-۲۱۴
نصیحت الملوک ۱۱۷
نصیر الدین
نصیر الدین ملتانی ابن شہر اللہ ۲۰۲
نصیر خواجہ ۳۴۵
نصیر طوسی خواجہ ۳۷۰
نصیر الدین عرف کلے صاحب ۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۶۶۵
نصیر بخش ۵۵۴
نصیر الدین شاہ مولانا ۵۷۳-
نصیر بخش صاحبزادہ ۵۹۴
نصیر الدین شاہ مولانا ۷۰۰

نصیر الدین مولانا
نصیر الدین چراغ دہلوی، شیخ، ۲-۱۳-۳۵-۳۷-۳۸-۵۸-۱۶۸-۱۷۷-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۴-۱۹۹-۲۰۹-۲۵۵-۲۶۵-۲۶۷-۲۷۱-۲۸۴-۲۹۴-۲۹۵-۳۶۶-۴۴۵-۴۶۵
نظام الدین، ۲۰۵
نظام الدین اینٹھی دال شیخ ۲۲۹
نظام الدین اورنگ آبادی، شیخ، ۳۳-۳۵-۴۱-۴۷-۱۵۶-۱۵۹-۱۶۱-۱۶۲-۲۳۱-۳۰۳-۳۶۴-۳۷۶-۳۸۲-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱ تا ۱۸۱-۱۸۶-۱۸۹-۱۹۱-۱۹۳-۱۹۵-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۸-۲۱۳-۲۱۴-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۹-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۳-۴۰۹-۴۱۱-۴۱۵-۴۲۷-۴۲۸ تا ۴۵۹-۴۶۲-۴۶۴-۴۶۶-۴۶۹-۴۷۱-۴۸۲
نظام الملک ۳۱۲
نظام الدین میاں ۳۴۷-۴۲۲

نظام الملک آصف جاہ اول ۴۵۱
۴۵۴-۴۵۵
نظام الدین (غلام) ۵۱۸-
نظام بخش ۵۵۴
نظام الدین شاہ ۵۷۲-۵۷۳
نظام الدولہ ناصر جنگ ۴۶۷-
نظام العقائد ۴۷۷-۴۷۸
نظام الدین مولوی ۵
نظام الدین خواجہ ۵۳
نظام الدین حافظ ۲۳
نظام الدین اولیاء، شیخ ۵-

Marfat.com

۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴
۲۶۷-۲۶۸-۲۷۰-۲۷۱
۲۷۴-۲۷۵-۲۷۷-۲۷۹
۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳
۲۸۷-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۶
۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱
۳۰۳-۳۰۴-۳۰۶-۳۶۹
۵۰۴-۵۱۰-۵۳۸-۶۵۴
نظامی گنجویؒ ۱۲۲
نظیرالدین شاہ ۷۱۳
نعمت اللہ قادری ۱۲۴
نعمت اللہ بخاری ۵۷۲
نغمۂ عندلیب ۵۱۸
نفحات الانس ۹۱-۹۲-۹۴
۱۳۰-۱۳۷-۱۳۸-۱۴۲-۲۱۶
۴۰۶-۴۶۶
نکلسن ۲۰-۹۲
نگراؤں ۴۲۹
نگینۂ حکمت در شرح فصوص الحکم ۵۲۵
نوازش علی مولوی ۵۲۵
نوبہار اوچی مخدوم ۵۵۶
نورالدین مبارک غزنویؒ (سید) ۱۳۲-۱۵۵
نوراللہ بن شیخ احمد بن شیخ حامد ۳۶۹-۳۷۱-۳۷۳
نورالدین خواجہ ۴۵۹
نوراللہ مولوی ۵۲۱
نورالصمد شیخ ۵۵۱-۵۵۴
نوراحمد شیخ ۵۵۱-۵۵۲
۵۵۳-۵۵۴
نورالحسن شیخ ۵۵۱-۵۵۴
نورالحق ۵۵۵
نورالدین بریلوی ۵۷۲
نورالدین سید ۴۹۵
نورالدین فخری ۴۹۵-۵۰۹
نوراحمد صاحبزادہ ۶۵۸
نورالدین ڈھنڈھی مولوی ۶۶۵
نوراحمد سندھی ۶۶۵
نوراحمد شاہ ۶۹۶
نورجہانیاں بھاولپوری ۵۵۳
۵۵۴-۶۶۴
نورترک (مولانا) ۱۵۸
نورحسین شیخ ۵۵۲-۵۵۴
نورخاں گرمانی ۶۲۶
نورقطب عالمؒ ۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳
۲۰۴-۳۶۶
نورعالم ۶۶۵
نورمحمد شاہ ۵۲۰
نورمحمد ملتانی ۶۶۵
نورمحمد پانی پتی ملا ۶۹۸
نورمحمد قاضی ۵۷۸
نورمحمد بڈرہ ۵۵۹
نورمحمد مہارویؒ خواجہ ۱۱۳
۲۳۲-۵۳۰ تا ۵۸۳ مسلسل
۵۹۸-۵۹۹-۶۱۳
۶۱۴-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸
۶۲۴-۶۴۶-۶۵۷-۶۵۸
نیاز احمدؒ (شاہ) بریلوی ۲۳۲
۵۲۰-۵۶۱-تا ۵۷۴
نیپولین ۶۶۰
نہروالہ ۶۶۴
واثق باللہ ۸۱
واجد علی شاہ ۶۸۰-۶۸۱

Marfat.com

واصل حاجی ۴۵۵
واقعات دارالحکومت دہلی
۳۴۶ - ۵۱۶
وجیہہ الدین شہیدؒ، شیخ ۳۷۹
وجیہ الدین پاٹلیؒ ۱۸۰
وجیہ الدین ۵۱۸ - ۵۷۲
وجیہ الدین علوی گجراتیؒ ۱۳۴
وجیہ الدین یوسفؒ ۱۷۶
۲۱۳ - ۲۱۴
وحید مرزا (ڈاکٹر) ۱۸۱
ورڈسورتھ ۳۰۹
وزی گوتھ ۷۰
وصی احمد پانی پتی ۶۸۴
وقار الملک (نواب) ۷۲۶
وقائع عالم شاہی ۳۴۹
وقایع عالم گیری ۳۲۳
ولبرفورس کلارک ۲۰
ولی اللہ شاہؒ (دہلوی) ۶ - ۱۱
۲۳ - ۲۸ - ۳۰ - ۷۲ - ۱۰۳
۱۳۰ - ۱۴۱ - ۲۳۹ - ۲۴۰
۲۵۳ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۷۸
۲۸۸ - ۳۰۲ - ۳۱۰ - ۳۱۳
۳۲۱ - ۳۲۳ - ۳۲۶ - ۳۲۷
۳۳۱ - ۳۳۷ - ۳۴۱ - ۳۴۴
۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۴
۳۶۵ - ۳۷۹ - ۴۶۱ - ۴۶۵
۴۷۴ - ۴۷۹ - ۴۸۶ - ۴۹۵
۵۰۴ - ۵۰۸ - ۶۶۸ - ۷۱۴
ولی اللہ خراسانی ۶۶۴
ولی اللہ المعروف بہ نہر والہ ۶۶۴
ولی محمد شاہ ۵۷۴
ولید ۷۰
ولینسی ٹارٹ ۳۲۸
ہارون الرشید ۷۸ - ۸۰
ہاشم، حاجی ۵۷۲
ہانسی ۱۵۸ - ۱۵۹
ہٹی ۹
ہدایہ ۵۸۱
ہدایت اللہ ۶۸۴ - ۶۹۵
ہرن پور ۷۰۹
ہرچرن داس ۳۲۴
ہشام بن عروہ ۱۹
ہشام بن حکیم ۱
ہلاکو ۲۸
ہمت یار خاں ۴۶۷
ہیبت خاں شیروانی ۲۲۲
ہیملٹن کرنل ۷۲۴
ہمزہ ناگوری مولانا ۲۱۹
ہندو رائے راجہ ۳۲۸ ہوشیار پور ۵۲۹
ہولینڈ و یارادالی ۵۷۸
یاران والی ۵۸۱ یار محمد حاجی ۳۵۶
یار محمد خاں، ۶۹ یار محمد صوفی ۷۲
یار محمد کابلی ۵۱۰ - ۵۷۲
یحییٰ بن معاذ رازیؒ ۶
یحییٰ مدنیؒ (شیخ) ۱۴ - ۱۰۱
۲۱۱ - ۳۸۲ - ۳۸۴ - ۴۲۰ - ۳۲
یداللہ شیخؒ ۲۰۷
یزید بن معاویہ ۷۱ یوسف حسینی سیدؒ ۶۰۷
یعقوب شیخ ۱۶۸ - ۲۰۹ - ۲۱۱
یعقوب بن اسحٰق کندی ۸۰ یعقوب شیخ
یمن ۶۸ - ۳۰۲ یوپی ۵۶۳
یوسف خواجہ ۶۱۱ یوسف جعفر ملا ۶۱۱
یوسف علیہ السلام ۶۴۸
یوسف حسین خاں (ڈاکٹر) ۴۵۲ یوسف شاہ ۶۷۲

سلسلہ ندوۃ المصنفین
(۵۲)
سلسلہ مشایخ ہند

تاریخ مشایخ چشت

از

خلیق احمد صاحب نظامی
استاد شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
رفیق ندوۃ المصنفین

DATA ENTERED

WITH THE COMPLIMENTS OF THE MINISTRY OF EDUCATION

ندوۃ المصنفین اردو بازار دہلی

Marfat.com